بک کارنر میوزک اینڈ سپورٹس ہوائی
[illegible] 8885

حیرت انگیز دلچسپ داستان

بلدران کی ملکہ

ابن صفی
بی اے

اسرار پبلیکیشنز ۲½ فردوس کالونی کراچی ۱۴

FARHANG
QAMAR

کیوں نہ زمیں بوس ہوں نقشِ کفِ پا کی مانند
کیوں نہ آوارہ پھروں اپنی صدا کی مانند

گم شدہ لمحوں کی بھولی ہوئی خوشبو پھر آج
یک بیک آئی ہے ساحل کی ہوا کی مانند

وہ اُچٹتی سی نظر دے گئی کیا کیا یوں تو!
ایک لہر آئی تھی چہرے پہ ضیا کی مانند

جلوۂ مرگ سہی کچھ تو بنے وجہِ دوام!!
نقش اپنا بھی جمے نقشِ فنا کی مانند

میں نے ہر یاد سے مُنہ موڑ لیا ہے پھر بھی
ایک سایہ ہے تعاقب میں بلا کی مانند

مجھ کو بے نام جزیروں میں لیے جاتی ہے
کیسی رَو آئی سمندر کی ہوا کی مانند

دستِ تخلیق سلامت رہے اے کربِ حیات
میں بھی تنہا ہوں یہاں اپنے خدا کی مانند

پیشرس

قارئینِ کرام! اس سے قبل ابّو کے مضامین کا مجموعہ "ساڑھے پانچ بجے" آپ کی خدمت میں پیش کیا جا چکا ہے اور آپ تمام حضرات نے جس پُرخلوص انداز میں میری حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ اس سے مجھے بیحد تقویت پہنچی ہے۔ اگر آپ کا یہ خلوص اسی طرح مجھ سے وابستہ رہا تو مجھے یقین ہے کہ میں ابّو کے قائم کردہ اشاعتی سلسلے کو برقرار رکھ سکوں گا۔

میرا ارادہ تھا کہ ابّو کے تخلیق کردہ کرداروں کو زندہ رکھنے کے لئے میں خود ہی کوشش کروں لیکن جب میں نے اس پر غور کیا تو یہ اندازہ ہوا کہ یہ کام ابھی میرے لئے دشوار ہے کیونکہ میں انجینئرنگ کا طالبعلم ہوں اور اپنی تعلیمی مصروفیت کے پیشِ نظر اس کام کو باقاعدگی سے سرانجام نہ دے سکوں گا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ میری دلی خواہش ہے کہ جاسوسی ناولوں کا جو سلسلہ اسرار پبلیکیشنز سے جاری ہوا تھا وہ جاری رہے اور وہ تمام کردار زندہ و جاوید رہیں جن کو ابّو ابدی زندگی عطا کر گئے

زیرِ نظر ناول 'بلدزان کی ملکہ' پیش خدمت ہے۔ اس ناول کا اپنا ایک مخصوص ماحول اور پس منظر ہے جس میں پُرخطر وادیاں ہیں۔ نیم وحشی کراغالی اور شکرالی ہیں، انہی کے درمیان ایرج کی دلیری اور عقرب کی عیاریاں نت نئے رنگ بکھیرتی ہیں ...

پھر وہ پراسرار روح جو ہزاروں سال سے ایرج کے فراق میں تڑپ رہی ہے اُسے تو آپ کبھی نہیں بھول سکتے۔ یہ تمام رنگ آپ کو صرف میرے ابو محترم ابن صفی کے انداز تحریر میں ملیں گے۔ ناول آپ کے ہاتھوں میں ہے انشاء اللہ آپ کی آراء کی روشنی میں طباعت کے معیار کو بڑھانے کی حتی المقدور کوشش کروں گا۔ اس سلسلے میں آپ حضرات کا پُرخلوص تعاون مجھے بہرحال حاصل رہنا چاہیئے۔

اب ذرا کتاب کی قیمت کے بارے میں بھی عرض کرتا چلوں۔ کتاب کی قیمت شاید آپ کو زیادہ محسوس ہو لیکن ایسا نہیں ہے۔ ابو بھی ۱۶ صفحات پچاس پیسے کے حساب سے ہی قیمت کا تعین کیا کرتے تھے۔

اسی حساب سے میں نے پچاس سے کم ہی قیمت رکھی ہے۔ اب بھی اگر قیمت زائد محسوس ہو تو اسے ابنِ صفی کی آخری کتاب سمجھ کر برداشت کر لیجیے گا۔

والسلام

ابرار صفی

ایرج کا علاقہ کملاک ایسے حملوں سے ہمیشہ محفوظ رہا تھا۔ کیونکہ وہ شمالی سرحد سے دور تھا۔ اس تک پہنچنے کے لئے ناپاکوں کو شکرال کی کئی بستیوں سے گزرنا پڑتا تھا۔ پھر یہ ناپاک اتنے دلیر بھی نہیں تھے کہ اتنا لمبا سفر کر کے روز روشن میں واپسی کا خطرہ مول لیتے اگر ان سے کبھی ایسی حماقت سرزد ہو جاتی تو آج ان کی اولادیں شکرال کا نام ہی سن کر کانوں پر ہاتھ رکھتیں۔ شکرالی کمزور تو نہیں تھے ان سے اور نہ بزدل ہی تھے۔ دراصل ناپاکوں کے حملے کا طریقہ انہیں نروس کر دیتا تھا۔ اگر کبھی روز روشن میں بھی مقابلے کی نوبت آئی ہوتی تو شاید شمالی ناپاک شکرال کے تصور سے بھی پیچھا چھڑانے کی کوشش کرتے۔

عقرب اس وقت بری طرح پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ کیونکہ اسے ناپاکوں کی کئی وحشت خیز کہانیاں یاد آ گئی تھیں۔ بربریت کی داستانیں۔ وہ معصوم بچوں کے جسموں کو نیزوں سے چھید کر قہقہے لگاتے تھے۔ ان کی چیخوں کی نقل اتارتے تھے اور پھر جب ان کی مائیں بلبلاتی ہوئی جھپٹتی تھیں تو ان کے سینے بھی اس طرح چھید دیئے جاتے تھے کہ وہ بچوں کی اذیت بھول کر اپنے زخموں کو پیٹتی رہ جاتیں۔

ایرج نے عقرب کو غور سے دیکھا اور ہنس کر بولا "کیوں، مسخرے تو یہ خواہ مخواہ دانت کیوں پیس رہا ہے۔"

"تیز کر رہا ہوں، مجھے ان کی ہڈیاں چبانی ہیں۔"

"ابھی تو گلترنگ کے عابد پر خفا ہو رہا تھا۔ اب کیا ہوا؟" ایرج مسکرایا۔

"اسی کی متبرک ہڈیوں کی بات کر رہا ہوں۔" عقرب بڑبڑایا۔ "یہ مقدس لوگ آنکھوں میں درد پیدا کر دیتے ہیں۔"

"او کمبخت کیا تو نے بڑے عابد کی روحانی قوت کے کرشمے خود نہیں دیکھے تھے؟"

"وہ صرف ستارہ شناس ہے۔"

"کچھ بھی سہی"

"نہیں۔ میں ایسے احمقوں کو پسند نہیں کرتا جو رب عظیم کو اپنی تجارت کا نشان بناتے ہوں، خاں عیسیٰ نے مجھے سمجھایا تھا کہ یہ لوگ کس طرح ..."

"بس خاموش۔" ایرج رائفل کا کندہ اٹھا کر غرایا۔ "ورنہ تیرا حشر بھی ناپاکوں کے ساتھ ہی ہوگا۔"

"بھوک لگی ہے بھتیجے۔" عقرب نے آنکھیں نکالیں۔ "اس وقت بار نہیں کھاؤں گا۔ پیٹ کی آگ بجھاؤ۔ اب میرے تھیلے میں تو کچھ نہیں رہا۔ نہیں بیٹے درختوں میں مت جھانکو! میں نے اپنے دادا سے سنا تھا کہ ادھر کے پرندے زہریلے ہوتے ہیں۔"

ایرج اپنے تھیلے سے خشک میوے نکالنے لگا۔

پھر رات قریب ہی کے ایک غار میں بسر ہوئی۔ خشک لکڑیوں کا الاؤ غار میں روشنی کے لیے بھی کافی تھا اور وہ سردی سے بھی محفوظ تھے۔

ایرج نے کالی ٹکیوں سے چائے بنائی تھی۔ دونوں خاموش تھے۔ کچھ سوچ

رہے تھے۔ کبھی کبھی نظریں ملتیں لیکن بالکل اسی انداز میں جیسے ایک ہی راہ کے دو اجنبی مسافر غیر ارادی طور پر ایک دوسرے کو دیکھ لیتے ہوں۔

دفعتہً غار کے دوسرے حصے سے ایسی آوازیں آئیں جیسے گھوڑا زمین پر ٹاپیں مار رہا ہو۔ یہ ایرج ہی کا گھوڑا ہو سکتا تھا اور اس اشارے کا مقصد بھی اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتا تھا کہ گھوڑا کسی قسم کی بے اطمینانی میں مبتلا ہے۔

ایرج تیزی سے اٹھا۔ خیال غلط نہیں تھا۔ عقرب بھی ساتھ ہی اٹھ آیا۔

"ہوں۔" وہ کچھ سوچتا ہوا سر ہلا کر بولا "کسی طرح اسے روکو ورنہ یہ ٹاپیں مار مار کر جہنم کے فرشتوں تک کو اس غار کی طرف متوجہ کرے گا۔"

ایرج نے گھوڑے کی گردن تھپتھپائی اور مسکرا کر بولا "اس نے مجھے کسی خطرے سے آگاہ کیا تھا۔ اب تم اس کے جسم کی رگڑ سے پیدا ہونے والی ہلکی سرسراہٹ بھی نہ سن سکو گے! آؤ۔"

"کہاں۔" عقرب نے آنکھیں نکالیں۔

"باہر۔ یہاں چوہے کی موت تو مرنا نہیں۔"

"ذرا کچھ دیر خاموش رہو! مجھے سوچنے دو۔" عقرب بڑبڑایا۔ "یہاں ہمارے لیے کس قسم کا خطرہ ہو سکتا ہے، جب کہ ابھی تک دوڑتے ہوئے بیل سے بھی ملاقات نہیں ہو سکی۔"

پھر کچھ دیر بعد عقرب نے بھی یہی رائے ظاہر کی کہ انھیں باہر نکلنا چاہیے۔

اندھیرا۔ گہرا سناٹا، تاروں بھرا آسمان۔ ہزاروں سال کی پرانی کہانیاں دہرا رہا تھا۔ لیکن پتہ نہیں کیوں، یہ اندھیرا اور سناٹا انھیں وحشت خیز نہیں معلوم ہو رہا تھا۔

"کچھ بھی تو نہیں ہے۔" عقرب نے سرگوشی کی۔

"اوہ - اوہ -" یک بیک ایرج چونک پڑا۔ "وہ دیکھو روشنی کیسی ہے۔"

بائیں جانب ایک پہاڑی سے تیز روشنی پھوٹ رہی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی پتلی سی دراڑ روشن ہو گئی ہو۔ روشنی کی اس لکیر کا سلسلہ دور تک پھیلا ہوا تھا، اور وہ روشن لکیر کسی موڑ پر غائب ہو گئی تھی۔

"ٹھہرو۔" عقرب بڑبڑایا۔ "ایسی روشنی تو میں نے آج تک نہیں دیکھی یہ تو اس سے بھی زیادہ تیز ہے جیسی غبارے والی لالٹین کی ہوتی ہے۔"

"میں اُسے دیکھے بغیر نہیں رہ سکوں گا، خواہ تم کچھ بھی کرو۔"

"او بھائی، تم کیا سمجھتے ہو کہ میں اُسے بھوت پریت قسم کی کوئی چیز سمجھ رہا ہوں۔" عقرب نے اکڑ کر کہا "یہ خیال دل سے نکال دو خاں علیلی نے تعلیم دی تھی مجھے۔ میں نے اس کے پاس حیرت انگیز مشینیں دیکھی تھیں۔ ایک ایسی مشین بھی تھی اس کے پاس جس سے سارے کرغال کو روشنی سے نہلایا جا سکتا ہے۔"

"ابے چپ، جھوٹے!" ایرج ہنس پڑا۔

"مت یقین کرو، زبردستی تو نہیں۔ اچھا بیٹا چلو دیکھیں کیا بلا ہے کھانے کی ذمہ داری تم پر ہو گی۔"

"کیوں، تم کیا سوچ رہے ہو!"

پچھلی بار جب ہم نے مال لاد کر مقلاق کی سرحد پار کی تھی تو لال منہ والے بندر نے کون سی کہانی سنائی تھی۔"

"ارے وہ سب بکواس تھی، یقین کسے آیا تھا۔"

"یقین کرنا ہی پڑے گا۔ اگر یہی بات ہوئی جو میں سوچ رہا ہوں تو تمھیں اسی وقت یقین آجائے گا۔"

"کیا بات ہوئی۔"

"خاں علیلی نے مجھے بتایا تھا کہ سفید ملکوں کے سائنسدان غیر آباد علاقوں میں اپنی تجربہ گاہیں بنا رہے ہیں۔ ایسی مشینیں بنانا چاہتے ہیں وہ لوگ جن سے اپنے دشمنوں کو نیچا دکھا سکیں۔"

"چل بھی" ایرج اسے ایک طرف دھکیلتا ہوا بولا "باتیں مت بنا۔"

"ہوش کی دوا کرو لخت جگر۔" عقرب پھر پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔ "اس فاصلے کے متعلق تمھارا کیا خیال ہے؟"

"چار میل" ایرج غرایا

"بکواس! دس میل سے کسی طرح کم نہیں ہو سکتا!"

"کچھ بھی ہو، میں تو۔ دیکھوں گا۔ خواہ یہاں سے اسی وقت کوچ بھی کرنا پڑے۔"

"گھوڑوں کی ٹاپیں بجاتے ہوئے چلو گے۔ یہاں ایسی جگہ جہاں [illegible] بھی کم ہی لوگ آنے کی ہمت کرتے ہوں گے۔"

"میں جاؤں گا" ایرج پیر پٹخ کر غرایا

"ہائے تجھے بھی بھوک نے پاگل کر دیا۔ میرے یار۔" عقرب مغموم لہجے میں بولا۔

پھر کچھ دیر بعد وہ اس روشنی کی طرف بڑھ رہے تھے لیکن پیدل گھوڑے ساتھ ہی تھے اور انھوں نے ان کی لگامیں پکڑ رکھی تھیں۔ ٹاپوں کی آوازیں دور دور تک سناٹے میں گونجتی رہیں۔ عقرب نے پہلے تو سوچا کہ گھوڑے اور سامان یہیں چھوڑ دیئے جائیں، لیکن پھر یہ مناسب نہ معلوم ہوا۔ اس قسم کے سفر میں گھوڑوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھنے کا خطرہ نہیں مول لیا جا سکتا تھا۔

راہ طویل ہوتی گئی۔ اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ وہ بہت احتیاط سے چل رہے تھے۔ ان دیکھی راہوں پر اندھیرا ہر لمحہ موت کو ہی آواز دیتا رہتا ہے۔

ان کے ہاتھوں میں جلتی ہوئی لکڑی تھیں جن میں لپک قائم رکھنے کے لیے انھیں کبھی رکنا بھی پڑتا تھا لیکن ان کی روشنی راستہ دکھانے کے لیے بھی ناکافی تھی۔

دفعتہً وہ سچ مچ اندھیرے ہی میں گم ہو گئے۔ عقرب کراہا تھا اور ایرج کے قدم لڑکھڑائے تھے۔

اندھیرا۔ گہرا اندھیرا۔ ہاتھوں میں سلگنے والی لکڑیاں جگنوؤں کی طرح ٹمٹما رہی تھیں۔ پہاڑی دراڑ میں نظر آنے والی روشنی غائب ہو چکی تھی۔

"اب کیا ہوگا فرہاد" عقرب نے دانت کٹکٹائے۔

ایرج کچھ نہ بولا۔ وہ اسی سمت آنکھیں پھاڑ رہا تھا جدھر کچھ دیر پہلے روشنی نظر آئی تھی۔

کچھ دیر بعد لکڑیاں بھی بجھ گئیں۔ وہ ایک سپاٹ اور کھلی چٹان پر تھے

کیا اب پھر تم ان غاروں کی طرف واپس ہو سکو گے؟" عقرب نے پوچھا۔

"نن نہیں مجھے تو اب راستہ بھی شاید ہی یاد آئے۔"

"بس تو پھر اب میں کچھ دیر الغوزہ بجاؤں گا۔" عقرب نے ٹھنڈی سانس لی۔

ایرج کچھ نہ بولا۔ شاید وہ اپنی جلد بازی پر نادم تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اسی چٹان پر ڈیرا ڈالتے ہوئے نظر آئے۔ سردی اتنی تھی کہ ان کے کمبل کافی نہ ہو سکے۔

دن بھر کی تھکن سردی تو نہیں دیکھتی اور پھر جفاکش لوگوں کی نیند بھی ماحول کی پابند ہرگز نہیں ہوتی۔

کچھ دیر بعد وہ خراٹے لینے لگے۔

عقرب گہری نیند سونے والوں میں تھا، اس لیے اس کی آنکھ کیا کھلتی۔ البتہ ایرج نہ صرف جاگا تھا بلکہ اس آواز پر اس طرح اچھل کر بیٹھ گیا تھا جیسے

وہ موت کی آہٹ رہی ہو۔

اس نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھا تھا۔ اور پھر غیر ارادی طور پر سوئے ہوئے عقرب کو بھی جھنجھوڑنے لگا تھا۔

"کک کیا ہے؟" عقرب بوکھلا کر اٹھ بیٹھا۔

"ہاتھ پستول کے دستے پر رکھو۔ شاید کوئی ادھر آ رہا ہے" ایرج بولا۔

لیکن ابھی عقرب کی زبان سے ایک لفظ بھی نہ نکلا تھا کہ ایک سایہ چٹان کے نشیب سے ابھر کر اسی سطح پر آ گیا جہاں وہ دونوں تھے۔ "وہیں ٹھہرو ورنہ جسم چھلنی ہو جائے گا۔" ایرج غرایا۔

لیکن سایہ آہستہ آہستہ ان کی طرف بڑھتا ہی رہا۔

پے در پے تین فائروں کی آوازیں پہاڑوں سے ٹکرائیں اور دور تک پھیلتی چلی گئیں۔ سایہ اسی رفتار سے ان کی جانب کھسکتا رہا۔ بقیہ تین فائر بھی بے سود ثابت ہوئے۔

بالکل ایسا ہی معلوم ہوا تھا جیسے گولیاں سائے کو چھیدتی ہوئی دوسری طرف نکل گئیں ہوں۔ عقرب اس طرح آنکھیں پھاڑ رہا تھا جیسے وہ صرف آنکھیں پھاڑنے کی مشین ہو۔ وہ دم بخود اکڑوں بیٹھا رہا۔ ایرج اچھل کر کھڑا ہو گیا سایہ اب اس سے صرف پانچ گز کے فاصلے پر تھا اور بالکل ساکن۔ ایسا لگتا تھا جیسے اس نے پہلے حرکت کی ہی نہ ہو۔ شروع ہی سے ساکت و جامد رہا ہو۔

تاروں بھرے آسمان کے پس منظر میں ایک دھندلا سا انسانی ہیولیٰ۔

"تم کون ہو۔ کیا چاہتے ہو؟" اس بار ایرج کی آواز کانپ گئی۔ ٹھیک اسی وقت سائے کے گرد کوندا سا لپکا اور غائب ہو گیا۔

ایرج کو محسوس ہوا جیسے چکرا کر گر ہی پڑے گا۔ وہ کوئی عورت تھی۔

کوندے کی لپک میں اس کا چہرہ صاف دکھائی دیا تھا۔ سر سے پیر تک سفید چادر میں ملبوس ... اور۔ وہ چہرہ۔ ایرج کا تصور بھی شاید اب تک ایسی شکل سے محروم رہا تھا۔

"بھبھ... بھوت" اس نے عقرب کی گھگھیائی ہوئی آواز سنی۔

"تم کون ہو" ایرج پھر غرایا۔ اس بار اس کی آواز کانپ نہیں رہی تھی، کیونکہ اب وہ اپنے بائیں بازو پر اس تعویز کا دباؤ محسوس کرنے لگا تھا جو گلترنگ کے بڑے عابد نے اپنے ہاتھ سے باندھا تھا۔

"میں" ایک سریلی آواز کسی دردناک سسکاری کی طرح سناٹے میں گونجی "میں نہیں جانتی کہ میں کون ہوں۔ لیکن تمھیں اچھی طرح جانتی ہوں۔ ادھر بائیں جانب ایک پتلی سی دراڑ ہے اس سے گزر کر تم منزل مقصود تک پہنچ سکو گے لیکن بیل والی چٹان کے نیچے تمھیں دو دن تک ٹھہرنا ہوگا۔ جاؤ۔"

کوندے کی لپک پھر نظر آئی اور اب وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔

عقرب نے اپنی جگہ سے بیٹھے ہی بیٹھے چھلانگ لگائی اور ایرج کی گردن سے جھول گیا۔

"یہ کیا ہے، الگ ہٹو" ایرج نے ایک جھٹکے کے ساتھ اس کی گرفت سے آزاد ہوتے ہوئے کہا۔

"مم... میں تو چلا۔ بب بیٹا! میرے بس کا روگ نہیں"

کیا بکتے ہو، بیٹھ جاؤ۔"

"ارے تو کیا تمھیں ڈر نہیں معلوم ہوتا۔"

"نہیں" ایرج غرایا "وہ کوئی روح تھی۔"

"میں روح کو بھوت کہتا ہوں" عقرب کی آواز مضحکہ خیز حد تک کانپ

رہی تھی "روح کہنے سے بھوت آدمی نہیں بن جاتے۔ ارے باپ رے۔"

"تو پھر کھا گیا تمھیں بھوت"

"بیٹا خدا کا شکر ادا کرو کہ عورت کا بھوت تھا۔ اب اگر اس کے باپ کا بھوت آ گیا تو راستہ نہ ملے گا۔ ارے او بڑے عابد گلترنگ والے۔ یار کس مصیبت میں پھنسا دیا تم نے۔"

"خاموش رہو۔ بڑے عابد کی شان میں گستاخی کی تو گردن مروڑ دوں گا۔"

پہاڑیوں میں وحشت ناک قہقہے گونج رہے تھے۔ یہ شمال کے پُراسرار باشندوں کا ایک مجمع تھا اور یہاں ایک تہوار منانے کے لیے اکٹھا ہوا تھا۔ جگہ جگہ کھالوں سے بنائے ہوئے خیمے نصب تھے۔ ایک طوفان بدتمیزی تھا جو ہر گوشے سے امنڈ کر سرخ پتھروں کی ایک چھوٹی سی عمارت کے گرد اکٹھا ہو رہا تھا۔ عمارت بناوٹ کے اعتبار سے عجیب تھی۔ دور سے وہ سرخ رنگ کا ایک تودہ معلوم ہوتی۔ لیکن قریب پہنچنے پر اس کے وہ بڑے سوراخ صاف نظر آنے لگے تھے جنہیں کھڑکیوں اور روشندانوں کی جگہ حاصل تھی۔

شمال کے پراسرار کوہستانی اس عمارت کی طرف ہاتھ اُٹھا کر چیختے رہے دفعتاً اسی شور سے ڈھول اور تاشوں کی آوازیں اُبھریں۔ تیسری آواز قرنا کی طرح پھونکے جانے والے کسی باجے کی تھی۔

تو پھر یہ لاحاصل قسم کی چیخیں نہیں تھیں بلکہ کوئی رزمیہ گیت تھا۔ کوئی جنگی ترانہ جو انھیں دھاڑتے ہوئے شیروں سے مماثل کر رہا تھا۔ بالکل ایسا ہی لگتا تھا جیسے ان کی باچھوں سے خون ٹپک رہا ہو۔ مُنہ کھلتے اور خونخوار دانتوں کے تیور کہتے جیسے ابھی ان کے درمیان ہڈیاں کڑکڑائیں گی۔

دفعتہً تودہ نما عمارت کا ایک دروازہ کھلا اور چار کی قطار میں لوگ برآمد ہونے لگے۔ ان کی تعداد زیادہ نہیں تھی بمشکل سو آدمی ہوں گے۔ درمیان میں کچھ لوگ ایک تخت اٹھائے ہوئے تھے جس پر ایک قوی ہیکل نوجوان عورت بیٹھی نظر آئی تھی۔ عورت کے ایک ہاتھ میں چمڑے کا چابک تھا اور دوسرے میں گرز نما عصا۔

جیسے ہی یہ جلوس کھلے میدان میں آیا باہر کے لوگ چاروں طرف سے اس کی طرف جھپٹے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ اس عورت کو قریب سے دیکھنے کے خواہش مند ہوں۔ رزمیہ گیت کی لَے تیز ہو گئی۔ باجوں، تاشوں کی آوازیں پہلے سے زیادہ بلند آہنگ تھیں۔

عورت کا چابک اس غیر منظم بھیڑ پر چلنے لگا۔ کبھی کبھی اس کی لاتیں قریب آنے والوں کی کھوپڑیوں پر بھی پڑتیں اور وہ چیختے ہوئے ڈھیر ہو جاتے وہ بے تحاشہ ہنس رہی تھی۔ قہقہے لگا رہی تھی۔ چابک گھوم رہا تھا، لاتیں چل رہی تھیں۔ لیکن اس کے گرد بھیڑ بڑھتی جا رہی تھی۔ پھر ان لوگوں نے بھی اپنے چابک سنبھال لیے جو اس کے ساتھ جلوس کی شکل میں تودہ نما عمارت سے برآمد ہوئے تھے۔

اس طرح وہ بھیڑ ذرا سی دیر دور ہٹتی نظر آئی پھر ایک جگہ تخت رکھ دیا گیا اور لوگ پیچھے ہٹتے گئے۔

عورت قبول صورت تھی۔ آنکھوں میں ایسی چمک رکھتی تھی کہ شاید بڑے جیالے مرد بھی نظر ملانے کی ہمت نہ کر سکتے۔

اس نے اپنا گرز نما عصا اُٹھایا اور چاروں طرف موت کی سی خاموشی چھا گئی۔

"کالے بھیڑیے کے بچو۔ اس کی تیز اور سریلی آواز دور تک پھیلنے لگی۔ "میں سنہری چمگادڑ کی بیٹی، تنہا ری آجاگا نیہ تم سے مخاطب ہوں۔"

وہ ایک لحظہ کے لیے رکی اور بے شمار آوازوں نے فضا میں ارتعاش

پیدا کر دیا۔" آجاگانیہ ہمیشہ زندہ رہے۔"

آجاگانیہ نے پھر عصا بلند کیا اور پھر پہلی ہی سی خاموشی مسلط تھی۔

"رات میں نے ایک ڈراؤنا خواب دیکھا ہے۔" آجاگانیہ کی آواز پھر ابھری "سنہری چمگادڑ کی بیٹی کے لیے کون سی چیز ڈراؤنی ہو سکتی ہے کیا تم میں سے کوئی بتا سکے گا۔ میں اپنی قوم کے کاہنوں سے مخاطب ہوں۔"

وہ پھر خاموش ہو گئی۔ لیکن اس بار ہلکی سی آواز بھی کسی کی جانب سے نہ آئی۔ کچھ دیر تک سناٹا طاری رہا۔ پھر یک بیک کئی آوازیں اُبھریں جن کے ساتھ ایک خاص قسم کا باجا بھی بج رہا تھا۔ آواز مردنگ کی آواز سے مشابہ تھی۔

بغیر منظم بھیڑ سے چند آدمیوں کی ایک قطار برآمد ہو رہی تھی ان کے لبادے دوسروں سے مختلف تھے۔ سفید کمبل کے چوغے اور سروں پر مندے کی اونچی نوکدار ٹوپیاں۔

یہ لوگ بڑی ہم آہنگی سے کوئی گیت گا رہے تھے۔ ان کے گیت کے علاوہ آس پاس اور کسی قسم کی آواز نہیں سنائی دیتی تھی۔ حتیٰ کہ اس باجے کی آواز بھی باقی نہیں تھی جو اس گیت کے آغاز پر سنی گئی تھی۔

گیارہ آدمیوں کی یہ قطار آہستہ آہستہ چلتی ہوئی آجاگانیہ کے تخت تک آئی۔ اور پھر نصف دائرے کی شکل اختیار کر کے وہ لوگ رکوع کے سے انداز میں جھکے۔

"اے دانشمندو۔ اے سب سے بڑے ستارے کے پجاریو۔" آگاجانیہ نے انھیں مخاطب کیا "میرے لیے کون سی چیز ڈراؤنی ہو سکتی ہے۔ میں جو ربہ افتلافی کی بیٹی ہوں، کس چیز سے خائف ہو سکتی ہوں۔ آؤ مجھے بتاؤ۔"

وہ نصف دائرے ہی کی شکل میں بیٹھ گئے۔ ان میں سے ایک جوان کا

سربراہ معلوم ہوتا تھا سر اُٹھا کر کپکپاتی ہوئی مگر بھاری آواز میں بولا "میں جانتا ہوں، میں سب کچھ جانتا ہوں۔ بڑے سخت دن ہیں یہ۔ افتلافی کا سایہ ہم سب پر قائم رہے۔"

"میری بات کا جواب دو۔" آجاگانیہ کے لہجے میں جھلاہٹ تھی۔

"ربہ افتلافی کی بیٹی۔ صرف دوڑتے ہوئے بیل سے خائف ہو سکتی ہے۔ کیا میں آجاگانیہ کا خواب سن سکوں گا۔"

آجاگانیہ کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔ آنکھوں سے سراسیمگی جھانکنے لگی، لیکن پھر اس نے خود پر قابو پاتے ہوئے کہا "وہ بیل ہی تھا۔ غصے میں بھرا ہوا۔ میرے پیچھے دوڑ رہا تھا۔"

"رحم۔ رحم۔ سنہرے پروں والی۔ رحم۔" بڑا کاہن بڑبڑایا اس کے چہرے پر خوف کے آثار صاف پڑھے جا سکتے تھے۔

"بول کیا کہتا ہے۔"

"میں ابھی جواب نہیں دے سکتا عالی مرتبت آجاگانیہ ابھی نہیں سنہرے پروں والی کی بیٹی کے ستاروں کا معاملہ ہے۔ میرا علم جواب دے جائے گا۔ لیکن بوڑھا مقوذبی جو بہت بڑا جادوگر ہے، سب کچھ بتا سکے گا۔"

"کیا وہ یہاں موجود ہے۔"

"نہیں۔ آجاگانیہ۔ وہ اپنے غار سے کبھی باہر نہیں آتا۔"

"ربہ افتلافی کے میلے میں بھی نہیں۔" آجاگانیہ کے لہجے میں حیرت تھی۔

"نہیں۔ مقدس افتلافی کی بیٹی۔ وہ ربہ افتلافی کا پجاری نہیں ہے۔"

"اوہ۔ اوہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے۔ وکاہن افتلافی کی بیٹی کا کوئی غلام سنہرے پروں والی سے انحراف کرے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔"

"وہ خود کو ساری دنیا کا آقا سمجھتا ہے۔"

آجاگانیہ بے تحاشہ ہنس پڑی اور ہنسی میں تضحیک کا پہلو نمایاں تھا۔

پھر اس نے ان خونخوار لوگوں کی طرف دیکھا جو اس کے ساتھ تودہ نما عمارت سے برآمد ہوئے تھے۔

"زنگورا..."

ایک دیو قامت آدمی آگے بڑھ کر تعظیماً جھکا۔

"مقودمبی کو اس کے غار سے گھسیٹتے ہوئے لاؤ۔" آجاگانیہ کے لہجے میں بیں سفاکی تھی۔

وہ سیدھا ہوتا ہوا آہستہ سے کچھ بڑبڑایا اس کے چہرے پر سراسیمگی اور اضطراب کی لہریں تھیں۔

"کیوں۔" آجاگانیہ غرائی۔

"آجاگانیہ۔ میری مالکہ، وہ ایک ایسا سانپ ہے جسے چھیڑا نہ جائے تو بہتر ہے۔"

"جاؤ۔" آجاگانیہ سانپ کی طرح پھپھکاری "کھینچتے ہوئے لاؤ۔ میری عملداری میں کوئی سنہری پروں والی سے انحراف کرے۔ ہونہہ۔"

زنگورا اُلٹے پاؤں چلتا ہوا پھر اپنے ساتھیوں میں جا ملا۔ چند لمحوں بعد آجاگانیہ اسے پندرہ لڑاکوں کے ساتھ رخصت ہوتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ آدمیوں کے اس جنگل کو گویا سانپ سونگھ گیا تھا۔ سرگوشیوں کی آوازیں بھی نہیں سنائی دیتی تھیں۔

وہ چٹان۔ عقرب کے لیے سوہان روح بن کر رہ گئی۔ ایک دن گزر چکا تھا اور دوسرا تھکا دینے والا دن چند گھنٹوں کے بعد شروع ہونے والا تھا۔ پراسرار سائے کی ہدایت کے مطابق انھیں اس چٹان کے قریب جو دوڑتے ہوئے بیل سے مشابہ تھی، دو دن ٹھہرنا تھا۔

وہ چٹان سے قریب ہی ایک چھوٹے سے غار میں مقیم تھے۔

رات کا پہلا پہر تھا، الاؤ میں آگ روشن تھی اور عقرب ایلومونیم کی اس کیتلی کو گھور رہا تھا جسے اس خیال سے الاؤ پر رکھا ہوا تھا کہ چائے بنائے گا۔

"او۔ میرے باپ کے بھتیجے۔" یک بیک اس نے اپنی کھوپڑی سہلا کر ایرج سے کہا "ذرا ادھر تو دیکھنا، اس کیتلی کی طرف۔"

"کیا ہے۔" ایرج کے لہجے میں اکتاہٹ تھی۔

"آگ دیکھو۔ اس کیتلی کو دیکھو اور۔ یہ دیکھو۔" عقرب نے اپنی انگلی کیتلی کے پانی میں ڈبوتے ہوئے کہا "آدھا گھنٹہ ضرور گزر گیا ہوگا۔" لیکن کیتلی تک

گرم نہ ہوئی۔"

ایرج جو غالباً اونگھ رہا تھا سنبھل کر بیٹھ گیا۔ اور متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔ عقرب نے کیتلی الاؤ سے ہٹا کر اس کے قریب رکھ دی۔

"ابے اکڑو۔ رب عظیم کی قسم تو نے بڑے جنجال میں پھنسا دیا ہے۔"

ایرج نے بھی پانی میں انگلی ڈالی اور اس کی آنکھوں میں سراسیمگی کے آثار نظر آئے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔" عقرب آنکھیں نکال کر بولا۔

"میں کیا بتاؤں۔ میری عقل خود ہی کام نہیں کرتی۔"

"ارے۔ میرے باپ۔ وہ۔ وہ۔ ارے ارے۔ ارے۔"

عقرب زمین پر دونوں ہاتھ ٹیک کر کیتلی پر جھک پڑا جس کا پانی تیزی سے کھول رہا تھا اور بھاپ بھی اُٹھ رہی تھی۔ لیکن کیتلی۔ وہ اب ٹھنڈی زمین پر رکھی ہوئی تھی۔

بس پھر وہ دونوں ہی سو فیصدی ہونق معلوم ہونے لگے۔

"ڈڈ۔ ڈالیں۔ پھر کالی ٹکیاں۔" کچھ دیر بعد عقرب ہکلایا۔

دفعتہً غار کے ایک تاریک گوشے سے قہقہے کی آواز آئی۔ سُریلا سا قہقہہ جیسے چاندی کی گھنٹیاں بج اُٹھی ہوں۔

عقرب اچھل پڑا اور اسی گوشے سے آواز آئی: "ڈرو نہیں مسخرے۔ یہ میری آمد کا اعلان تھا۔ کالی ٹکیاں پانی میں ڈال دو۔"

عقرب نے بوکھلا کر ایرج کی طرف دیکھا۔ لیکن اس کے چہرے پر کچھ عجب سی کیفیتیں دکھائی دیں۔ نہ وہ خائف تھا اور نہ متحیر۔ بس ایسا ہی معلوم ہوتا تھا جیسے کسی نہ سمجھ بچے کی کوئی دلی مراد بر آئی ہو۔

"اوا کڑو۔ خدا کے لیے ادھر بھی دیکھ پیارے۔" عقرب آہستہ سے بولا اور ایرج کو جھنجھوڑنے لگا جو پلکیں جھپکائے بغیر تاریک گوشے کی طرف گھورے جا رہا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ تھی۔

پھر وہ عقرب کے جھنجھوڑنے پر چونکا اور جلدی سے بولا: "ڈال دے ڈال دے کالی ٹکیاں یہ وہی معلوم ہوتی ہے جس کی آواز ہم نے چٹان پر سنی تھی۔"

"ارے۔ ہائیں تو اس میں خوش ہونے کی کیا بات ہے۔" عقرب نے آنکھیں پھاڑ دیں۔

"تم نہیں سمجھ سکتے۔" ایرج نے ٹھنڈی سانس لی۔

"ہاں۔ وہ کبھی نہیں سمجھ سکے گا۔" تاریک گوشے سے وہی نسوانی آواز آئی۔

"کبھی نہیں۔ ایرج تمہیں کچھ یاد آیا۔"

"مم۔ مجھے۔ ہاں۔ یاد آگیا۔ اس رات اس چٹان پر تم ہی تو تھیں۔"

"نہیں، ہزاروں سال پہلے کی بات کر رہی ہوں۔"

"ابے اکڑو۔ خدا کے لیے خاموش رہ۔ اس سے بات نہ کر۔" عقرب اس سے لپٹتا ہوا آہستہ سے بولا۔

"میں سُن رہی ہوں" آواز غصیلی تھی "یاد رکھ بہت بڑی سزا دوں گی۔ تو ہی تھا جس نے اسے میرے خلاف ورغلایا تھا۔"

"کب۔ ارے نہیں۔" عقرب دونوں ہاتھوں سے اپنا مُنہ پیٹتا ہوا بولا۔

"تجھے بھی نہیں یاد آئے گا۔" آواز غمزدہ تھی۔ درد میں ڈوبی ہوئی۔

"مجھے بتاؤ، تم کیا کہنا چاہتی ہو۔" ایرج کے لہجے میں اشتیاق تھا، التجا تھی۔

"نہیں یاد آئے گا۔ تمھیں بھی نہیں یاد آئے گا۔ میں ہزاروں سال سے سسک رہی ہوں۔ یہ اس وقت کی باتیں ہیں جب ہم دنیا میں نہیں آئے تھے۔"

"اے ٹھہرو!" دفعتہً عقرب کڑک کر بولا "تمھیں گلترنگ کے بڑے عابد نے تو نہیں بھیجا؟"

"نہیں مسخرے۔ گوشت اور ہڈیوں کے قیدی۔ تو ذرا سا بھی نہیں بدلا ویسا ہی سرکش ہے جیسا ہزاروں سال پہلے تھا۔"

"ب۔ ب۔ بس سمجھ گیا۔ تمھیں اسی کھوسٹ نے بھیجا ہے۔"

"لیکن تم اس کھوسٹ کو مکار بھی سمجھتے ہو۔"

"ن۔ نہیں۔ ارے نہیں کھوسٹ تو میں جلدی میں کہہ گیا تھا۔ اس سے بڑا شنگشت آج تک میری نظر سے نہیں گزرا۔"

"بکواس مت کرو۔ بڑا عابد مشرک ہے۔" تاریک گوشے سے آواز آئی۔ "تم لوگ اصل راستے سے دور جا نکلے ہو۔ رب عظیم نے چھ انگلیوں کو پانچ انگلیوں پر فضیلت نہیں دی۔ یہ من گھڑت کہانیاں ہیں۔"

"ہیں نا۔" عقرب خوشی کے مارے اچھل پڑا اور ایرج کے شانے پر ہاتھ مار کر بولا "لو سنو، لخت جگر، میں نہیں کہتا تھا کہ بڑا عابد جیبوں پر ڈاکے ڈالتا ہے۔"

"کیا تم سچ کہہ رہی ہو۔" ایرج نے آواز کو مخاطب کیا۔

"رب عظیم کی قسم۔ اس میں ذرہ برابر بھی جھوٹ نہیں ہے۔ تم لوگ اصل راستے سے بھٹک گئے ہو۔"

"مجھے الگ ہی رکھو۔" عقرب اپنی کھوپڑی سہلاتا ہوا بولا۔

لیکن آواز نے اس کی بات کا جواب دیئے بغیر ایرج سے کہا "پانی میں کالی ٹکیاں ڈال دو ایرج ورنہ تمھارا قید خانہ سردی سے ٹھٹھر جائے گا۔"

"قید خانہ ٹھٹھر جائے گا۔" عقرب نے دیدے نچائے۔

"ہاں۔ گوشت اور ہڈیوں کا یہ مکان جسے تم جسم کہتے ہو۔"

ایرج کچھ کہنے ہی والا تھا کہ تاریک گوشے کی آواز نے اُسے مخاطب کیا۔ "وقت ضائع نہ کرو۔ سورج طلوع ہونے سے پہلے ہی یہ غار چھوڑ دینا۔ اب راہ تمھیں پہلی منزل پر پہنچائے گی۔ بلدران کی آجاگانیہ کو اپنی تباہی کی اطلاع مل چکی ہے۔"

"میں نہیں سمجھا۔ تم کیا کہہ رہی ہو۔"

"ناپاکوں کا پہلا علاقہ بلدران کہلاتا ہے۔ یہاں ایک عورت کی حکومت ہے جو آجاگانیہ کہلاتی ہے۔ کاہنوں نے اسے بتایا ہے کہ اس کی تباہی نزدیک ہے آج اُس نے اپنے علاقے کے ایک جادوگر مقودمبی سے تباہی کی نوعیت معلوم کرنی چاہی تھی۔ لیکن چونکہ اس کے آدمی مقودمبی سے بُرا برتاؤ کر چکے تھے اس لیے اُس نے اپنی زبان بند ہی رکھی۔ پھر آجاگانیہ نے اُسے اتنا پٹوایا کہ وہ بیہوش ہو گیا۔

"تو پھر مجھ سے کیا۔" ایرج نے لاپرواہی سے کہا۔

"اے۔ اچھی رُوح تم مجھ سے گفتگو کرو۔" عقرب بول پڑا "ایسی باتیں اس کی سمجھ میں نہیں آسکتیں۔"

"ہاں ٹھیک ہے۔ اچھا تم ہی سنو۔ مقودمبی انتقام کی آگ میں بھُن رہا ہے۔ وہ چاہتا تو آجاگانیہ کو اُس کے آدمیوں سمیت آن واحد میں فنا کر دیتا لیکن وہ دیوتاؤں کے انتقام سے ڈرتا ہے۔ اس کی دانست میں آجاگانیہ اس کی دیوی کی اولاد ہے جو سنہری چمگادڑ کہلاتی ہے۔ بہرحال وہ جانتا ہے کہ آجاگانیہ کا اختتام تمھارے ہی ہاتھوں سے ہو سکے گا۔ اس لیے وہ تمھارا منتظر ہے۔"

"میرے ہاتھوں" عقرب نے پوچھا۔

"نہیں ایرج کے ہاتھوں۔ لیکن اس کی عقل تو تم ہی ہو، بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ گلترنگ کے بڑے عابد کی ہدایات کا ایک ایک لفظ یاد رکھو۔"

"یہ تو پھر اسی جعل ساز کی بات نکل آئی۔"

"مجبوری" تاریک گوشے سے آواز آئی۔" وہ اس کی نہیں بلکہ اگلوں کی پیش گوئی ہے۔ تم دونوں مل کر ایک شخصیت بنتے ہو۔ اس دن سے خائف رہو جب تم دونوں ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہو گے، بہت بُرا دن ہو گا وہ"

"ایسا کبھی نہ ہو سکے گا۔"

"اس کا جواب تو وقت ہی دے گا۔"

"تم سامنے کیوں نہیں آتیں۔" ایرج نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

لیکن جواب نہیں ملا۔ اب پھر پہلے ہی کا سا سناٹا مسلط تھا۔ ایرج نے اسے دوبارہ مخاطب کیا جواب ندارد۔

"چلی گئی۔" عقرب نے ٹھنڈی سانس لی۔

وہ بری طرح زخمی تھا۔ اور زمین پر گھسٹ رہا تھا۔ زخموں سے رسنے والے خون سے پتھریلی زمین پر لکیریں پڑتی جا رہی تھیں لیکن وہ تین درندے جو اس پر کوڑے برسا رہے تھے شاید لفظ "رحم" ہی سے ناآشنا تھے۔

"دیکھو۔ ٹھہرو" دفعتہً زخمی آدمی ہاتھ اُٹھا کر بولا۔" تم مجھے جانتے ہو۔"

درندوں کے ہاتھ رُک گئے۔ اور ایک بولا "اچھی طرح تم سے ڈرتے بھی تھے لیکن آجاگانیہ کا اقبال بلند ہو۔ اس کے سامنے تم ایک چیونٹی سے بھی زیادہ حقیر ہو۔"

"اچھا تو دیکھو۔" زخمی نے ایک کنکری اٹھا کر اپنے خون میں تر کی اور اُسے مٹھی میں دباتے ہوئے بولا "میں سامنے والی چٹان پر کنکری مارتا ہوں۔ تمھاری آجاگانیہ کا اقبال اور زیادہ بلند ہو جائے گا۔"

اس نے کنکری چٹان پر پھینک ماری۔ ایک زبردست دھماکہ ہوا۔ بالکل ایسا

ہی معلوم ہوا جیسے وہ چٹان دھوئیں میں چھپ گئی ہو۔

"یہ دھواں نہیں ہے" زخمی کراہا "چٹان کے ریزے ہیں۔ اب وہاں چٹان نہ دکھائی دے گی۔"

درندے حیرت سے منہ کھولے کھڑے رہے۔

کچھ دیر بعد وہ غبار ختم ہوا۔ حقیقتاً چٹان غائب تھی اور وہ چٹانوں کے اس سلسلے کے پار، بہت دور تک دیکھ سکتے تھے۔

دفعتہً انھوں نے دوڑتے ہوئے گھوڑوں کی ٹاپیں سنیں اور پھر دو سوار بھی دکھائی دیئے۔ وہ اسی نئے رستے کی طرف آرہے تھے

"یہ کون ہیں" ایک بڑبڑایا

"پتہ نہیں"

تیسرے نے زخمی کو گھور کر دیکھا اور غرایا "مقودبی۔ یہ کون ہیں؟"

"دیکھ ہی لوگے" زخمی نے لاپرواہی سے کہا اور دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ آنے والے قریب پہنچ گئے تھے۔

"شکرالی" ایک متحیرانہ انداز میں چیخا

"شکرالی۔ ہاں لباس سے شکرالی ہی معلوم ہوتے ہیں" دوسرے نے سنبھلتے ہوئے کہا۔

دونوں سوار تیر کی طرح اسی طرف آئے۔

تینوں نے جنگی نعرے لگائے اور سواروں پر ٹوٹ پڑے۔ عقرب پہلے ہی گھوڑے سے چھلانگ لگا چکا تھا۔ زمین پر پہنچتے اس نے کمر سے خنجر کھینچ لیا لیکن ایرج کو کوئی ہتھیار سنبھالنے کی مہلت بھی نہ مل سکی تھی۔ ویسے گھوڑا تو اس نے بھی چھوڑ دیا تھا۔ دو ایرج پر ٹوٹ پڑے تھے اور ایک عقرب کی طرف لپکا۔

"ابے ذرا احتیاط سے میں دُبلا آدمی ہوں" عقرب پیچھے ہٹتا ہوا بولا "لیکن شاید وہ اس کی زبان نہیں سمجھتا تھا۔ اس نے جو کچھ کہا تھا وہ عقرب کے لیے ہلکی سی غراہٹ سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔ درندے نے اس پر چھلانگ لگائی۔ عقرب بڑی پھرتی سے بیٹھ گیا اور پھر درندے کے ساتھیوں نے اس کی کراہ سنی۔ عقرب کا خنجر کھال کے شلوکے کو چیرتا ہوا اس کے پیٹ میں پیوست ہو گیا تھا۔ پھر ایک ہی جھٹکے میں آنتیں باہر آگئیں۔

زخمی مقودبی نے قہقہہ لگایا۔

"لو دیکھو، آجا گانیہ کا اقبال کتنی تیزی سے بلند ہو رہا ہے" اس نے چیخ کر کہا۔ اتنے میں ایرج نے بھی ایک کو اٹھا کر دوسرے پر پھینک مارا۔ دو کراہیں بلند ہوئیں۔ مقودبی کا قہقہہ اس بار پہلے سے زیادہ بلند آہنگ تھا۔

ایک کی گردن ٹوٹ گئی تھی اور دوسرا بھاگنے کی کوشش کر رہا تھا۔

دفعتہً مقودبی نے کہا "اے شکرالی نوجوان، یہ زندہ بچ کر نہ جانے پائے، ورنہ تم بڑی مصیبتوں میں پھنس جاؤ گے۔"

ایرج سے پہلے ہی عقرب اس کے قریب پہنچ چکا تھا۔ درندے نے غالباً اسے حقیر سمجھ کر بھاگنا مناسب نہ سمجھا۔ ایرج عقرب کو جھپٹتے دیکھ کر خود رک گیا تھا۔

درندے نے اپنے دونوں ہاتھ اس انداز سے آگے بڑھائے جیسے عقرب کا گلا گھونٹ دینے کا ارادہ رکھتا ہو اور عقرب بھی کچھ ایسے ہی ڈھب سے بھیگی بلی نظر آنے لگا جیسے یک بیک خائف ہو گیا ہو۔ لیکن جیسے ہی وہ قریب آیا اس نے تیزی سے جھک کر اس کے سینے پر ٹکر ماری پھر وہ بوکھلا کر پیچھے ہٹا ہی تھا کہ عقرب کا خنجر اس کے سینے میں پیوست ہوتا چلا گیا۔ تیسری چیخ سے آس

جا رہا تھا۔

"لڑکو۔ قریب آؤ۔" دفعتہً اس نے انہیں شکرالی میں مخاطب
اس نے پہلے بھی شکرالی ہی میں ایرج کو ہدایت دی تھی۔

وہ دونوں اس کے قریب پہنچ گئے۔

"اوہ۔ تم بہت زخمی معلوم ہوتے ہو۔" ایرج اس کے قریب گھٹنو
کے بل بیٹھتا ہوا بولا۔

"ہاں۔" مقودمبی نے عقرب کو مخاطب کیا۔ "لڑکے تم بھی بیٹھ جاؤ۔
جانتا ہوں کہ تم دونوں کیوں آئے ہو۔ میں تمھاری مدد کروں گا۔"

ایرج کچھ کہنے والا ہی تھا کہ عقرب نے اس کا بازو چھو کر اسے خام
پاس کی چٹانیں لرز گئیں۔

ایرج نے قہقہہ لگایا۔ مقودمبی ان دونوں کو بڑی سنجیدگی سے گھو
رہنے کا اشارہ کیا۔

"آجا گانیہ پاگل ہو رہی ہے" مقودمبی کراہا۔ "مگر تم کیا جانو آجا گانیہ ک
ہے۔ شاید تم پہلے شکرالی ہو جو ان چٹانوں کو پار کر سکے ہو۔ ورنہ پہلے کبھی کسی ا
کے قدم یہاں نہیں آئے یہ جگہ بلدران کہلاتی ہے۔ یہاں ایک عورت کی حکومت

"ہمیں اس سے غرض نہیں کہ یہاں کس کی حکومت ہے" عقرب بولا۔ "ہم
تو اس فتنے کا سر کچلنے آئے ہیں جس نے صدہا سال سے شکرال کی بنیادیں ہلا
رکھی ہیں۔ ہم ان بزدل چوروں کا قلع قمع کرنے آئے ہیں جو اکثر رات کی تاریکی
فائدہ اٹھاتے ہیں اور ہمیں کمزور سمجھتے ہیں۔ اگر ایک بار بھی روز روشن میں
مقابلہ ہو گیا ہوتا۔ تو۔"

"اوہ۔" مقودمبی ہاتھ اٹھا کر مسکرایا "جوش میں نہ آؤ نہ بھولو کہ میں بھی
ایک بلدرانی ہوں۔ چلو مجھے اٹھاؤ اور میرے غار تک لے چلو۔ تمھاری مشکلیں
آسان ہو جائیں گی۔ میرا نام مقودمبی ہے۔ ہزارہا سال پہلے یہ امر تقدیر کیا جا چکا
تھا کہ میں تمھاری مدد کروں گا۔ میں سب سے پہلے تمھیں ان بستیوں کی مختلف
زبانیں سکھاؤں گا۔ چلو۔ میرے زخموں میں انگارے چیخ رہے ہیں۔"

چھ ماہ بعد تودہ نما عمارت کے سامنے دوسرا جشن برپا تھا۔ آجاگانیہ کا تخت عمارت سے باہر آیا تھا اور وہ اپنے لڑاکوں کے کرتب دیکھ رہی تھی۔

اس وقت دو آدمی نبرد آزما تھے۔ ان کے ہاتھوں میں کلہاڑیاں تھیں اور وہ بڑی بے دردی سے ایک دوسرے پر حملے کر رہے تھے۔ دونوں کے جسموں پر لاتعداد زخم تھے۔ لیکن ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے انھیں اس کا احساس نہ ہو۔ وہ تو بس ایک دوسرے کو مار ڈالنے پر تلے ہوئے تھے۔ آجاگانیہ قہقہے لگا رہی تھی، بے تحاشہ ہنس رہی تھی۔

دفعتہً ایک بار ایک کلہاڑی دوسرے کی گردن پر جا ہی پڑی۔ بڑی بھیانک چیخ تھی۔ گردن اس طرح کٹی کہ سر سینے سے آملا۔ چیخ تو نکلی۔ لیکن گردن جھول جانے کے باوجود بھی لڑاکے نے جھپٹ کر اپنے حریف پر وار کر دیا۔ یہ اور بات ہے کہ پھر سنبھل نہ سکا۔ ڈھیر ہی ہو گیا ہو۔

ساری وادی تالیوں اور تحسین کے شور سے گونج اٹھی۔

اب اس کے بعد اس رسم کی باری آئی جو آجاگانیہ کے بالغ ہونے کے بعد سے اب تک ہر سال دہرائی جاتی رہی تھی۔

ایک بہت بڑا شہتیر تھا۔ جس پر طرح طرح کے نقوش کندہ تھے۔ پندرہ آدمی اُسے اُٹھا کر میدان میں لائے اور وہ آجاگانیہ کے تخت کے قریب رکھ دیا گیا

پھر ایک چوغہ پوش بوڑھا آگے بڑھا۔ مجمع پر سناٹا چھا گیا۔

بوڑھے نے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور کہنا شروع کیا۔

"سنہرے پروں والی کا نام اُونچا رہے۔ اس کی بیٹی ہمیشہ کنواری تو نہیں رہ سکتی۔ کون ہے اس کا ہم پایہ سامنے آئے۔"

مجمع پر بدستور سناٹا طاری تھا۔

بوڑھے نے پھر آواز لگائی۔ "اس کا ہم پایہ کوئی نہیں ہے اس مجمع میں کسی میں اتنی ہمت نہیں کہ وہ اس کے نانا کا عصاء اُٹھا سکے۔"

عصاء کے نام پر بوڑھے نے اسی شہتیر کی طرف اشارہ کیا تھا جسے پندرہ آدمی اُٹھا کر وہاں تک لائے تھے۔

بوڑھا پھر خاموش ہو گیا اور مجمع پر مایوسانہ انداز میں نظر ڈالی۔ آجاگانیہ غصّے سے اپنا نچلا ہونٹ چبا رہی تھی۔

دفعتہً ایک نوجوان ایک طرف سے آگے بڑھا۔ یہ ایرج تھا۔ لیکن یہاں والے اُسے دیکھ کر چونک نہ سکے۔ کیونکہ وہ بلدرانیوں کے لباس میں تھا لیکن اس کے باوجود بھی ان سے مختلف نظر آ رہا تھا۔ شاید ہی پورے مجمع میں اس جیسا بانکا سجیلا جوان اور کوئی بھی رہا ہو۔ وہ آجاگانیہ کے تخت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"خوش آمدید" بوڑھے نے خوش ہو کر کہا۔ "آؤ اے جوان تمھاری پیشانی

روشن ہے۔ مگر کیا تم بلدرانی ہو۔"

"نہیں۔ نوغسکانی۔" ایرج نے جواب دیا۔

آجاگانیہ اُسے بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔ انداز میں تحیر بھی شامل تھا۔ دفعتہً اس نے مضطربانہ انداز میں پہلو بدلا۔ اور بوڑھے سے بولی "میرے نانا کا عصاء کوئی بھی نہ اُٹھا سکے گا۔ یہ پردیسی ہے، اُسے پوری بات سمجھا دو شاید یہ نہیں جانتا کہ ناکام ہونے پر اس کا کیا حشر ہو گا۔"

"میں جانتا ہوں معزز آجاگانیہ" ایرج مسکرایا "کہ قتل کر دیا جاؤں گا۔"

"جاؤ۔ چلے جاؤ۔" آجاگانیہ نے مضطربانہ انداز میں کہا "میں نہیں چاہتی کہ یہاں کوئی نوغسکانی قتل کیا جائے۔ نوغسکان سے بلدران کا کوئی جھگڑا نہیں ہے۔"

"آجاگانیہ۔ محترم خاتون۔ میں نے آج تک کسی آدمی کو پیٹھ نہیں دکھائی پھر یہ تو شہتیر ہے۔"

"احمق نہ بنو۔ جاؤ۔" آجاگانیہ جھلّا گئی۔

"مجھے افسوس ہے۔" ایرج نے خشک لہجے میں کہا۔ پھر بوڑھے سے بولا "ہاں اب بتاؤ مجھے کیا کرنا ہے؟"

"اُسے ایک سرے سے اس طرح اٹھاؤ کہ یہ زمین پر سیدھا کھڑا ہو جائے" بوڑھا اسے بہت توجہ اور دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔

ایرج شہتیر کی طرف بڑھا۔ مجمع کو ایک بار پھر سانپ سونگھ گیا۔ نہ جانے کیوں آجاگانیہ کے چہرے کی رنگت اڑ رہی تھی۔ اس نے پھر نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا لیا۔

ایرج جھکا شہتیر کے سرے پر ہاتھ ڈالے اور زور لگانے لگا۔

یک بیک آس پاس کی پہاڑیاں "رب عظیم" کے نعرے سے دہل گئیں۔ لیکن شاید نعرے کے الفاظ کسی کی بھی سمجھ میں نہیں آئے تھے۔

شہتیر کا سر زمین چھوڑ رہا تھا! بتدریج اُٹھتا رہا۔ ایرج اسے شانوں تک لایا۔ چند لمحے اسے شانے پر ٹکائے ہانپتا رہا اور پھر دوبارہ زور کرنے لگا آجاگانیہ کا چہرہ سُرخ ہو گیا تھا۔ آنکھوں کی وحشیانہ چمک بڑھ گئی تھی اور سینہ لوہار کی دھونکنی کی طرح چل رہا تھا۔

دفعتہً مجمع نے آسمان سر پہ اُٹھا لیا۔ وہ شور اُٹھا کہ کان پڑی آواز سننا دشوار ہو گیا۔ شہتیر کا دوسرا سرا زمین پر ٹکا ہوا تھا اور ایرج چند قدم کے فاصلے پر کھڑا ہانپتا نظر آیا۔

"خوش آمدید" بوڑھا اس کے سامنے جھکتا ہوا بولا۔

"خوش آمدید، آجاگانیہ کے نانا فرتوس کے جانشین۔ خوش آمدید۔"

ایرج بالکل ایسے ہی انداز میں پیچھے ہٹتا چلا گیا جیسے فرتوس کا جانشین بننے سے خائف ہو۔

"نہیں۔ اے معزز مہمان۔ یہیں ٹھہرو۔" بوڑھے نے ہاتھ اُٹھا کر کہا "اب تم آجاگانیہ کے غلاموں کے ساتھ نہیں کھڑے ہو سکتے۔ ادھر نہ جاؤ۔"

چاروں طرف بدستور شور جاری تھا۔ دفعتہً آجاگانیہ نے اپنا عصاء بلند کیا اور چاروں طرف سناٹا چھا گیا۔

ایرج بوڑھے سے کہہ رہا تھا "او بزرگ۔ تم غلط فہمی میں مبتلا ہو! میں تو صرف زور آزمائی کے لیے آیا تھا۔ مجھ میں اتنی ہمت کہاں کہ معزز آجاگانیہ سے آنکھیں بھی ملا سکوں۔ میں ایک مفلس باپ کا بیٹا ہوں۔"

"سنہرے پروں والی کا سایہ رہے تم پر۔ تم بہت اچھے نوجوان ہو...

دیوتاؤں کے لہجے میں گفتگو کرتے ہو! سنہرے پروں والی کی قسم تم سے بہتر ہوند آجاگانیہ کو دوسرا نہیں ملے گا۔"

"نہیں۔ نہیں..." ایرج الٹے پاؤں مجمع کی طرف بھاگا اور آجاگانیہ جھلا کر چیخی "پکڑو اس بدبخت کو۔ یہ میرے مُنہ پر تھوک کر بھاگا جا رہا ہے!"

آدمیوں کا ایک سیل رواں ایرج کی طرف بڑھا۔

دفعتہً عقرب نے بلدرانی زبان میں چیخنا شروع کر دیا۔

"آجاگانیہ، رحم۔ رحم۔ میرا بھائی سنکی ہے۔ میں اُسے سمجھا لوں گا۔" لیکن اس شور میں اس کی آواز دب کر رہ گئی۔

ادھر ایرج کے مُکّے چل رہے تھے۔ پتہ نہیں کتنے ڈھیر ہوئے اور کتنوں کو اس کے سامنے بھیڑوں کی طرح بھاگنا پڑا۔

لیکن وہ لوگ تو دراصل احتیاط برت رہے تھے کہ کہیں ان کے ہاتھ ایرج پر نہ اُٹھ جائیں۔ بھلا ان کے ہاتھ اپنے ایک دیوتا فرتوس کے جانشین پر کیسے اُٹھتے۔ وہ تو بس آجاگانیہ کے حکم کے مطابق اسے پکڑنے کی کوشش کر رہے تھے۔ لیکن ابھی تک تو اس کا ہاتھ بھی کوئی نہیں پکڑ سکا تھا۔

عقرب اچھلتا کودتا ہوا آجاگانیہ کے تخت تک جا پہنچا۔ اس نے اُسے بتایا کہ وہ ایرج کا بھائی ہے اسے سمجھائے گا۔ ایرج سنکی ہے کسی کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ وہ حقیقتاً محض اسی لیے آیا تھا کہ اس شہتیر پر زور آزمائی کرے گا۔ مقصد آجاگانیہ سے شادی نہیں تھا۔

"آجاگانیہ کی توہین!" بوڑھا آدمی غرّایا "اگر وہ راہ راست پر نہیں آجاتا!"

"وہ کیا اس کا باپ بھی آجائے گا۔" عقرب جلدی سے بولا "مگر تم ان لوگوں کو منع کرو۔ روکو۔"

آجاگانیہ نے عصاء بلند کیا۔ بوڑھے نے حلق سے مخصوص قسم کی آوازیں نکالیں اور مجمع ایرج کے پاس سے ہٹنے لگا۔ سنّاٹا چھا گیا۔

تب عقرب نے ایرج کو آواز دی۔ لیکن ایرج کے انداز سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اس نے آواز سُن لی ہو۔ لیکن عقرب کی شکل تک دیکھنے کا روادار نہ ہو۔

بدّقت تمام عقرب اسے دوبارہ آجاگانیہ کے تخت کے قریب لا سکا

زنگورا۔ آجاگانیہ کی غیر منظم افواج کا سردار۔ ایرج کو کینہ توز نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ شاید اس اتنے بڑے مجمع میں صرف اسی کی آنکھوں میں نفرت کی جھلکیاں تھیں۔

یہ سب کچھ ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت ہوا تھا۔ مقودمبی ہی نے ایرج کو سکھایا تھا کہ وہ شہتیر والی رسم میں حصّہ لے۔ اس کی اسکیم کامیاب بھی ہوئی تھی لیکن عقرب بری طرح اکتایا ہوا تھا۔ ایک ہفتہ سے وہ دونوں اسی تودہ نما عمارت میں مقیم تھے اور آجاگانیہ کی شادی کی تیاریاں بڑے زور و شور سے جاری تھیں۔

انھیں رہائش کے لیے بڑی شاندار اور آرام دہ جگہ ملی ہوئی تھی۔ لیکن عقرب کو سکون نہیں تھا۔ اس کے برخلاف ایرج کی آنکھوں میں ایسی کیفیت نظر آتی جیسے بیداری میں کوئی خواب دیکھ رہا ہو۔ ہر وقت کسی سوچ میں ڈوبا رہتا۔ اس وقت بھی وہ گم سُم بیٹھا خلا میں گھورے جا رہا تھا۔

"او ایرج، او دُنیا کے سب سے بڑے لاپرواہ۔" عقرب نے جھنجھوڑ کر کہا۔ "تیری تو شادی ہو جائے گی۔ میرا کیا بنے گا، کہ ابھی میرے منہ سے دودھ

کی بو آتی ہے۔"

ایرج چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا، کچھ بولا نہیں۔ عقرب کو غصّہ آگیا اور اس نے دانت پیس کر کہا "احمق! تیرے باپ دادا نے بھی شادیاں کی تھیں تو کیوں مرا جا رہا ہے۔"

خفیف سی مسکراہٹ ایرج کے ہونٹوں پر نظر آئی اور اس نے آہستہ سے کہا "وہ رُوح مجھے پاگل کر دے گی۔ ہزاروں سال پہلے کی باتیں کی تھیں اس لیے بتاؤ میں کیا کروں۔ مجھے تو کچھ بھی یاد نہیں آتا۔ لیکن وہ آواز۔ سچ کہتا ہوں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے بچپن ہی سے وہ آواز میرے کانوں میں گونجتی رہی ہو! او مسخرے تو ہی بتا میں کیا کروں۔"

"ایرج، ایرج۔ ہوش میں آ لخت جگر، یہ کیسی بکواس شروع کر دی تو نے چمگادڑ کے داماد۔ آجاگانیہ نے سن پایا تو ٹکڑے اُڑا دے گی۔"

دفعتہً ایک خادم اندر داخل ہو کر تعظیماً جُھکا اور یہ پیغام دے کر رخصت ہو گیا کہ آجاگانیہ تھوڑی دیر بعد ان سے ملنا چاہتی ہے۔ عقرب نے ایسا بُرا منہ بنایا کہ جیسے سچ مچ آجاگانیہ کو کسی قسم کی سن گن مل گئی ہو۔

کچھ دیر بعد آجاگانیہ کے مخصوص خادم اندر آئے اور انھیں اپنے ساتھ محل کی طرف لے چلے۔ یہ تودہ نما عمارت دراصل ایک چھوٹا سا قلعہ تھی، تقریباً پانچ صد لڑاکے ہر وقت ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرنے پر کمربستہ نظر آتے۔ یہیں آجاگانیہ کا مستقل قیام رہتا تھا۔ اسی عمارت کے قریب سارے تہوار منائے جاتے بلدران کی بستیوں کے لوگ اس عمارت کو احترام کی نظر سے دیکھتے تھے۔ گویا وہ ان کی ایک زیارت گاہ بھی تھی۔ یہیں بلدران کا سب سے بڑا معبد بھی تھا۔ سنہری چمگادڑ کی بارگاہ۔

ایرج اور عقرب محل میں آئے۔ آجاگانیہ تنہا نہیں تھی۔ تخت کے قریب زنگورا بھی کھڑا تھا۔ عقرب نے آجاگانیہ کی آنکھوں میں تشویش کے آثار دیکھے۔ ویسے زنگورا کی آنکھیں تو اس وقت بھی نفرت سے لبریز تھیں۔

دفعتہً آجاگانیہ نے عقرب سے پوچھا "تمھیں یہاں کس نے بھیجا تھا؟"

"ہماری شامت نے۔ معزز آجاگانیہ!"

"کیا بکتا ہے"

"شامت نہیں تو اور کیا کہوں، یہ میرا بھائی ہے ایرج یہی اس شامت کا ذمہ دار ہے!"

"اچھا تو، تو ہی بہکاتا ہے ایرج کو!"

"ارے نہیں!" عقرب منہ پیٹنے لگا۔ "مم... میری بات بھی سنیئے!"

"خاموش رہو" زنگورا غرایا۔ "آجاگانیہ کے فرمان کی تردید نہیں کی جاتی جلدی بتا کہ مقودمبی کہاں جا چھپا ہے!"

"مقودمبی۔ میں نہیں جانتا کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ مقودمبی کیا چیز ہوتی ہے!"

"معزز آجاگانیہ، میں ثابت کر دوں گا کہ وہ مقودمبی کا جادو تھا جس نے مقدس عصاء کو زمین پر سے اُٹھایا تھا ایرج نے نہیں!" زنگورا آجاگانیہ کی طرف مڑا۔

"میں کیسے یقین کر لوں۔"

"مقودمبی کا جادو ختم ہو چکا ہے۔ دوبارہ امتحان ہو جائے۔" زنگورا بولا۔

"اس کا جادو ختم ہو گیا؟ کیسے؟"

"میں نے اُسے مار ڈالا ہے۔"

"تم نے اُسے مار ڈالا۔ یہ بُرا کیا تم نے" آجاگانیہ نے متفکرانہ لہجے میں کہا۔ "کیا میں پہلے ہی اسے قتل نہیں کرا سکتی تھی۔ بہت بڑی نحوست لائے گی اس کی

موت۔ تم نے بہت بُرا کیا زنگورا۔ بہت بُرا!"

"دوبارہ امتحان آجاگانیہ۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں چاہتا۔ میں نے اُسے اسی لیے مار ڈالا کہ اس کا جادو ختم ہو جائے!"

"دوبارہ امتحان نہیں ہوگا" آجاگانیہ غرائی۔

"تو پھر اس کا مطلب یہی ہوگا کہ آجاگانیہ نے بزرگوں کی رسم کا خاتمہ کر دیا وہ۔ وہ شوہر کے لیے بیتاب ہے۔ خواہ وہ کوئی ہو!"

"کیا بک رہا ہے" آجاگانیہ دہاڑی "تیری یہ جرأت اپنا لہجہ ٹھیک کر حقیر کیڑے!"

زنگورا نے ہذیانی سا قہقہہ لگایا اور بولا "آجاگانیہ، تم صرف میرے دل پر حکومت کرتی ہو اس کے علاوہ اور کسی پر بھی تمہاری حکومت نہیں۔ یہ نہ سمجھنا کہ فوج تمہارا ساتھ دے گی۔ تم مجھ پر حکومت کرو۔ میں فوج پر کروں گا رسم کو توڑنا ہے تو اس طرح توڑو، ورنہ تمہارے نانا کا عصاء اسے دوبارہ اٹھانا پڑے گا۔"

عقرب دونوں ہاتھوں سے سینہ پیٹنے لگا۔ اور طرح طرح کی آوازیں اس کے حلق سے نکلنے لگیں آجاگانیہ اپنا غصہ بھول گئی۔ زنگورا کی وحشت بھی شاید رخصت ہی گئی تھی کیونکہ اب عقرب فرش پر لوٹیں لگا رہا تھا، دھاڑیں مار مار کر رو رہا تھا

"کیا ہو گیا ہے اسے" آجاگانیہ نے ایرج سے پوچھا ہی تھا کہ عقرب اچھل کر کھڑا ہو گیا اور لگا حلق پھاڑنے۔

اے ملکہ! تم میرے بے حیا بھائی کی طرف مت دیکھو۔ اس کی آنکھوں کا پانی مر گیا ہے۔ یہ بیحد ذلیل ہے۔ اس سے بڑی ذلالت اور کیا ہو گی کہ یہ تمہاری توہین برداشت کر رہا ہے۔ اس لنگور کی گردن نہیں توڑ دیتا جو تمہاری شان میں گستاخیاں کر رہا ہے!"

"خاموش" زنگورا دھاڑا "کس کی ہمت ہے کہ مجھ سے آنکھیں ملا سکے۔

آجاگانیہ یا تو وہ رسم پھر دہراؤ۔ یا اسے میری شرط کے مطابق توڑ دو۔ ورنہ یہ عمارت ڈھیر ہو جائے گی۔"

"کیوں شامت آئی ہے! کیا تیرا دماغ چل گیا ہے!" آجاگانیہ بری طرح بھڑکی اور اپنا اعصا اٹھا کر باہر کے پہریداروں کو آواز دی۔ پانچ لڑاکے اندر داخل ہوئے۔

"زنگورا کا جسم چھلنی کر دو" وہ کانپتی ہوئی آواز میں چیخی، لیکن کسی نے اپنی جگہ سے جنبش نہ کی۔

"موقع ہے اکڑو" عقرب نے آہستہ سے شکرالی میں کہا۔

لیکن ایرج تو اس رُوح کے خیال میں گم سم کھڑا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ اب تک یہاں کے ہنگاموں سے بالکل ہی بیخبر رہا ہو۔

"نمکحرامو۔ سنا نہیں تم نے" آجاگانیہ پھر چیخی! لیکن پھر کوئی نتیجہ نہ نکلا! عقرب اپنے خنجر کے دستے پر ہاتھ رکھ کر گھورا۔

زنگورا نے قہقہہ لگایا اور پہرہ داروں سے بولا "ان دونوں کو چھید کر رکھ دو۔"

"نہیں" آجاگانیہ چیخی! لیکن وہ پانچوں خنجر سنبھالتے ہوئے نصف دائرے کی شکل میں آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگے۔

"ایرج" عقرب زور سے چیخا "افیونی ہوش میں آ"

ایرج کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ نظر آئی اور اس نے گردن گھمائے بغیر کنکھیوں سے لڑاکوں کی طرف دیکھا اور پھر یک بیک دو قدم پیچھے ہٹ کر پیٹی سے اپنا کلہاڑا نکال لیا۔ وہ دونوں ہر وقت مسلح رہتے تھے۔

پھر اس ہنگامہ کا کیا پوچھنا جو اس عمارت میں برپا ہوا تھا۔ شاید ہی کبھی وہاں ایسا کوئی جھگڑا اٹھا ہو۔ کیونکہ خود وہاں کے باشندے اختلافی (سنہری چمگادڑ) کے قریب خون بہانے کی ہمت نہ کر سکتے تھے۔

یہ لڑائی آجاگانیہ کے محل سے نکل کر بازار میں پھیل گئی۔ صرف وہی لڑاکے جھگڑے کی وجہ سے واقف ہو سکے تھے جو محل میں تھے۔ باہر والے سمجھے کہ شاید کسی غنیم نے شبخون مارا ہے۔ بس پھر کیا تھا۔ پورے قلعہ میں چیخیں اور کراہیں گونجنے لگیں اندھیرے کی وجہ سے غلط فہمی بڑھتی ہی گئی اور وہ ایک دوسرے سے آپس ہی میں گتھے رہے۔

ایرج نے ان پانچوں کا صفایا کر دیا تھا۔ اور اب زنگورا سے کلہاڑے چل رہے تھے۔ آجاگانیہ چیخ رہی تھی "اب بھی باز آجا، اب بھی مجھ سے معافی مانگ لے!"

"اوہ۔ میں اس کی ہڈیاں چباؤں گا اور پھر تم سے نپٹوں گا"

پھر اچانک وہ کمرہ درجنوں لڑاکوں سے بھر گیا! اب حالات دوسرے تھے اس لیے عقرب نے ریوالور نکال لیا۔ دو تین فائر کئے۔ ٹھیک اسی وقت آجاگانیہ نے اس پیٹرومیکس پر اپنا عصا کھینچ مارا۔ جو چھت سے لٹکا ہوا تھا۔

اندھیرا، چیخیں، کراہیں، یہ نئی افتادہ پڑی تھی۔ عقرب نے بوکھلا کر دروازے سے باہر چھلانگ لگائی اور ایک طرف سرپٹ دوڑتا چلا گیا۔ وہ محل سے باہر نکل آیا تھا۔ ایک جم غفیر، غل غپاڑہ مچاتا ہوا اس کے پیچھے دوڑا تھا۔ بس پھر یہیں سے یہ آگ پورے قلعے میں پھیل گئی تھی۔ تمام آدمیوں نے تھوڑی دیر بعد یہی سمجھا تھا کہ کسی غنیم نے شبخون مارا ہے۔

تین گھنٹے تک عقرب کو اِدھر اُدھر چھپتا پھرنا پڑا تھا اور پھر اس دروازے تک رسائی ہو گئی تھی۔ جس سے گزر کر وہ ویرانے میں پہنچ سکتا۔

دوسرا دن بڑی وحشت میں گزرا۔ عقرب دراڑوں اور غاروں میں چھپتا پھر رہا تھا! جگہ جگہ اسے بلدرانیوں کی ٹولیاں نظر آئیں۔ انھیں شاید اسی کی تلاش تھی۔ عقرب اگر پھرتیلا اور تیز قسم کی حسیات کا مالک نہ ہوتا تو دن کے کسی بھی حصّے میں مار لیا گیا ہوتا۔ بلدرانی جوش میں بھرے ہوئے نظر آئے تھے۔

اسے تشویش تھی کہ ایرج کا کیا حشر ہوا ہوگا۔ اس لیے کئی بار اس نے بڑی چالاکی سے بلدرانیوں کے قریب پہنچ کر ان کی گفتگو سننے کی کوشش کی تھی لیکن قطعی اندازہ نہ کر سکا تھا کہ آجا گانیہ اور ایرج پر کیا گزری ہوگی۔

اندھیرا پھیلتے ہی بلدرانیوں کی سرگرمیاں کم ہوگئیں۔ بھوک کے مارے عقرب کا بُرا حال تھا۔ اس نے سوچا اب غار سے نکل کر پیٹ کی بھی فکر کرنی چاہیئے ورنہ صبح کبھی نہ ہوگی۔

وہ اندھیرے ہی میں آگے بڑھنے لگا ویسے اسے خدشہ ضرور تھا کہ وہ اس غار میں بھی غلط راستوں پر جا سکتا ہے۔ بڑا عجیب سا غار تھا۔ اُسے غار در غار کہنا ہی مناسب ہوگا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی بہت بڑا پہاڑ کھوکھلا ہوگیا ہو جگہ جگہ سرنگیں سی موجود تھیں جن سے گزر کر دوسرے کشادہ غاروں تک پہنچا جا سکتا تھا۔

بہر حال وہ اندھیرے میں ٹھوکریں کھاتا ہوا آگے بڑھتا ہی رہا اور پھر اچانک اسے احساس ہوا کہ سچ مچ وہ نکاسی کے راستے سے بھٹک گیا ہے جہاں سے گزرتا تھا وہ کسی ملحقہ غار کی سرنگ ہی ثابت ہوئی۔ مڑنے کا ارادہ تھا لیکن پھر جہاں تھا وہیں رک گیا۔ کچھ آوازیں کان میں پڑی تھیں۔ اس نے دُم سادھ کر پنجوں کے بل چلنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن کسی چیز سے ٹھوکر کھائی، سنبھل نہ سکا، ڈھیر ہوگیا۔ ساتھ ہی کچھ اس قسم کا سماں طاری ہوگیا جیسے گفتگو کرنے والے اس کے گرنے کی آواز پر چونک کر خاموش ہوگئے ہوں۔

عقرب چند لمحے کان دبائے پڑا رہا۔ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اب اُسے کیا کرنا چاہیے۔

کچھ دیر بعد اس نے عورت کی آواز سنی "کچھ نہیں وہم ہے۔ میری بات سنو!" زبان بلدرانی تھی۔

"میرے قریب مت آنا" یہ مرد کی آواز تھی۔ عقرب نے تیزی سے کھوپڑی سہلائی۔ کیونکہ بولنے والا ایرج کے علاوہ کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔

"مسخرے" کسی نے اس کے بائیں کان میں سسکاری سی لی۔

"کک کون" عقرب آہستہ سے بولا۔

"نو سن رہا ہے" اس بار وہی سریلی آواز تھی جسے وہ کئی بار سن چکا تھا۔ وہی پراسرار آواز جس نے یہاں تک ان کی رہنمائی کی۔

مم۔ ارے۔ ہپ۔ نت تم کہاں ہو؟"

"تیرے بائیں کان میں۔ میری آواز تیرے علاوہ کوئی نہیں سن سکتا"

عقرب بوکھلا کر کان جھاڑنے لگا، لیکن قہقہے کی آواز نے اُسے ڈھارس بھی بندھائی، ورنہ اس نے سوچا تھا کہ یہ شریر اور آوارہ روح اس کے کان میں بھینسوں کی

طرح ڈکرانا شروع نہ کردے۔

"مسخرے! دیکھ تو۔ یہ ناپاک عورت ایرج کو ورغلانا چاہتی ہے!"

"ارے، تو کیا تم اسے شادی نہ کرنے دو گی۔"

"شادی۔" وہ پھر ہنس پڑی "تو اپنی سوچ! تیرے لیے کیسی رہے گی۔"

"بس ایسی ہی کہ ماں کی مامتا بھی نصیب ہو جائے۔"

عقرب نے ٹھنڈی سانس لی اور پیٹ ملتا ہوا بولا "تم کیا کھاتی ہو!"

"روحیں معدے نہیں رکھتیں۔"

"میں تو رکھتا ہوں اور اس شدت سے کہ شاید کچھ دیر بعد خود ہی نہ رہ جاؤں۔ یہ کھیل کب ختم ہوگا! تم اس مشرک عابد سے زیادہ خطرناک ثابت ہوئی ہو۔"

"اوہو، اس وقت تو تُو بہت کھل کر گفتگو کر رہا ہے، کیا مجھ سے خوف نہیں معلوم ہوتا۔"

"میں جانتا ہوں کہ تم کسی شریف عورت کی روح ہو۔"

لیکن عقرب کو پھر اس کی آواز نہ سنائی دی۔ اس کی بجائے آجاگانیہ کا قہقہہ غار میں گونجا۔ اب اس نے اس کی آواز بھی پہچان لی تھی۔ تو یہ دونوں بھی وہاں سے نکل بھاگے ہیں۔ اس نے سوچا تو بلدرانیوں کو شاید زیادہ تر انھیں کی فکر تھی۔

"عورت! ہوش میں رہ" ایرج کی آواز غار میں گونجی۔

"میں نے تجھے غلام بننے سے بچا لیا۔ یہی بہت بڑی بات ہے!"

"اچھا! تیری یہ مجال، تو بلدران کی آجاگانیہ کو ٹھکرا رہا ہے؟"

ایرج کا قہقہہ غار میں گونجا اور اس نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا

"اس لیے اب آجاگانیہ مجھے سولی پر چڑھا دے گی؟"

"میری بے بسی پر قہقہے نہ لگا۔" آجاگانیہ چیخی! اور ٹھیک اسی وقت غار یکلخت نور بن گیا۔

عقرب نے انھیں قریب ہی دیکھا، وہ بھی اسے دیکھ چکے تھے! ایرج کی آنکھوں میں مسرت کی لہریں تھیں۔

"کون ہے۔ یہ کیسی روشنی ہے!" آجاگانیہ ایرج کے قریب کھسکتی ہوئی بولی۔

"رب عظیم۔ رب عظیم۔ رب عظیم۔" ایرج کی آنکھیں بند ہوتی جا رہی تھیں اور ہونٹ کانپ رہے تھے۔

دفعتاً عقرب آگے بڑھا اور آجاگانیہ سے بولا "اگر تم رب عظیم پر ایمان لاؤ تو تمھاری مشکلات دور ہو سکتی ہیں۔"

"رب عظیم" آجاگانیہ حیرت سے بولی "نوغسکان پر تو نیرّ اعظم کی حکومت ہے۔ رب عظیم کا نام میں نے کبھی نہیں سُنا۔"

"رب عظیم نیرّ اعظم کا بھی خالق ہے۔ کیونکہ وہ ہر شام اُسے تاریکیوں میں دھکیل دیتا ہے۔"

آجاگانیہ کسی سوچ میں پڑ گئی اور عقرب بولا "اس شہتیر کو رب عظیم کی قوت نے اُٹھایا تھا۔ وحشت زدہ بلدرانیوں کے نرغے سے تمھیں رب عظیم ہی نے نکالا تھا۔ اب دیکھو میں بھی زندہ و سلامت تمھارے سامنے موجود ہوں۔"

"مگر میری حکومت۔ میرے ایک غلام نے مجھے ذلیل کیا ہے! میں کسی کو مُنہ دکھانے کے قابل نہ رہی!"

"میں زنگورا کا سر کاٹ لاؤں گا۔"

"تب میں تمھارے دیوتا پر ضرور ایمان لے آؤں گی۔"

"دیوتا نہیں، خالق کہو۔"

"خالق ۔ میں ایمان لاؤں گی ۔ ضرور ایمان لاؤں گی ۔ مجھے زنگورا کا سر چاہیے۔ جاؤ اس سانپ کا سر کچل دو۔ میں زندگی بھر تم جیسے مسخرے کو بھی اپنا آقا سمجھوں گی۔"

غار میں بدستور روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ عقرب اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ اسی روح کا کرشمہ ہے جو کچھ دیر پہلے اس سے سرگوشیاں کر رہی تھی۔

"اچھی بات ہے آجاگانیہ، اب میں جا رہا ہوں۔" عقرب نے کہا "زنگورا کا سر لیے بغیر نہیں واپس آؤں گا۔"

"ٹھہرو۔" روح نے اس کے کان میں کہا اور عقرب بوکھلا کر آجاگانیہ اور ایرج کی طرف دیکھنے لگا۔ لیکن ان کے چہرے سپاٹ تھے۔ انہوں نے روح کی آواز سنی ہی نہیں تھی پھر ان کے چہروں پر تغیر کیسے نظر آتا۔

"آجاگانیہ کی فوج میں تفرقہ پڑ گیا تھا۔" روح بولی "کچھ زنگورا کا ساتھ دے رہے تھے اور زیادہ تر لوگوں کا مطالبہ یہ تھا کہ آجاگانیہ واپس آئے دن بھر دونوں قسم کی ٹولیاں آجاگانیہ کو تلاش کرتی رہیں اور سر شام ان میں آپس میں ٹھن گئی۔ زنگورا مار ڈالا گیا، اس کے ساتھی فنا کر دیئے گئے۔ اس عورت کو قلعے میں لے جاؤ لیکن محتاط رہنا۔"

"آجاگانیہ" عقرب نے اس کی جانب ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"میرے ساتھ چلو۔ زنگورا اپنے ناپاکوں سمیت فنا کر دیا گیا۔ رب عظیم کی قوت نے اسے خاک میں ملا دیا۔"

"مسخرے کیوں بکواس کر رہا ہے، میں اس وقت تیرے مذاق کی متحمل نہ ہو سکوں گی۔"

پھر عقرب انھیں غار ہی میں چھوڑ کر تنہا چل پڑا۔ قلعہ کے باہر ہی اسے آجاگانیہ کے چند مقرب ملے اور انھوں نے اسے پہچان کر خوشی کے نعرے لگائے

اور پھر ایک مشعل بردار جلوس اس غار تک آیا تھا۔ جہاں آجاگانیہ اور ایرج نے پناہ لی تھی۔ آجاگانیہ کے سامنے زنگورا کا سر پیش کیا گیا۔ آجاگانیہ نے اسے ٹھوکر مارنی چاہی لیکن ایرج درمیان میں آتا ہوا بولا۔

"یہ ناممکن ہے۔ مردے کی تذلیل میرے لیے تکلیف دہ ہوتی ہے اس کو دفن کروا دو۔"

"تم لوگ عجیب ہو۔" آجاگانیہ مسکرائی اور دوسری طرف مڑ گئی۔

"اب تم کیا کہتی ہو۔" عقرب آہستہ سے بولا، جو قریب ہی کھڑا تھا۔

"میں تیری باتوں پر غور کر رہی ہوں۔ لیکن ابھی جواب نہیں دے سکتی! پہلے مجھے اپنے دیوتا کے متعلق سب کچھ بتا، ہاں موقع محل بھی دیکھنا پڑے گا۔ ضروری نہیں کہ میری رعایا بھی تیرے رب عظیم پر ایمان لے آئے۔"

"میں دیکھ لوں گا، تم صرف اپنی بات کرو آجاگانیہ۔ میرا خالق مجبور نہیں ہے وہ چاہے تو تم سب ابھی اسی جگہ فنا ہو جاؤ۔"

"میں تیری باتوں کی تردید نہیں کرتی۔ پہلے ہمیں قلعہ تک پہنچنا ہے۔ اس لیے یہ باتیں ختم کر دے۔"

واپسی پر بلدرانیوں کے نعروں سے پہاڑیاں لرز رہی تھیں۔ ڈھول بج رہے تھے اور قرناؤں کی کریہہ آوازیں فضا میں ارتعاش پیدا کر رہی تھیں۔

اب پھر وہی کمرہ تھا جس میں ابرج اور عقرب نے کئی راتیں گزاری تھیں۔ ابرج بے خبر سو رہا تھا۔ لیکن عقرب کی آنکھوں میں نیند کہاں۔ کیونکہ روح کی سرگوشیاں اس وقت بھی جاری تھیں۔ وہ کہہ رہی تھی "مسخرے یہ کہانی ابھی ختم نہیں ہوئی۔ اجاگانیہ ابرج کے علاوہ سب کچھ چھوڑ سکتی ہے یا تو وہ اس سے شادی کرے گی یا خود فنا ہو جائے گی۔ تجھے مستقل مزاج ثابت ہونا چاہیے۔"

"اے مسخری روح" عقرب نیند بھری آواز میں بڑبڑایا۔ "میری مستقل مزاجی سے کیا ہوگا۔ میں تو اس دیوی سے شادی کرنے سے رہا۔ تو دیکھ ہی رہی کہ میں کیسا دھان پان آدمی ہوں۔ البتہ اگر ہاتھی پر سوار ہو جاؤں تو شاید اس سے آنکھیں ملانے کی ہمت کر سکوں۔"

"مسخراپن چھوڑو۔ میں یہ کہہ رہی تھی کہ ابرج کو بہکنے نہ دینا۔ اگر وہ اس

شادی پر رضامند ہو گیا تو اس علاقے میں داخل ہونے کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا۔"

"تم ہزاروں سال سے ابرج کے عشق میں مبتلا ہو۔"

عقرب مسکرا کر بولا۔ لیکن جواب ندارد۔ پھر وہ دیر تک اُسے مخاطب کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ مگر ابرج کے خراٹوں کے علاوہ اور کچھ نہ سُن سکا۔

پھر روح عقرب کے حواس پر بُری طرح چھا گئی اور وہ ابرج ہی کی طرح اس کے خیال میں غرق رہنے لگا۔ دوسری طرف اجاگانیہ بری طرح بیتاب تھی کہ کشت و خون کے بعد اکیاون دن گزر جائیں۔ اس سے پہلے شادی ممکن نہیں تھی۔ بڑے حادثات کا سوگ اکیاون دن تک منایا جاتا تھا۔

زنگورا بڑا بہادر سردار تھا۔ ہر چند کہ باغی ہو گیا تھا لیکن بلدرانیوں کو اس کی موت شاق گزری تھی۔ خود اجاگانیہ بھی اکثر سوچتی کاش وہ اس سے نہ ٹکرایا ہوتا۔ سنہری چمگادڑ کا ایک پجاری جسے دیوتاؤں کی حمایت حاصل تھی اس طرح مار ڈالا گیا۔

گیارہ دن گزر گئے۔ بارہویں شام کو اچانک عقرب اور ابرج پھر اجاگانیہ کے حضور میں طلب کر لئے گئے۔

اجاگانیہ کے چہرے پر گہری تشویش کے آثار تھے۔ عقرب کا ماتھا ٹھنکا۔ کیونکہ بلدران کے کاہنوں کے علاوہ دربار میں اس وقت اور کوئی بھی نہ تھا۔ وہ سب بھی خاصے سراسیمہ نظر آ رہے تھے۔

دفعتہً اجاگانیہ نے کہا "اے ابرج، اے سنہری چمگادڑ کے مقرب! میرے کاہنوں نے ایک بڑی منحوس پیش گوئی کی ہے۔"

ابرج کے کچھ بولنے سے قبل ہی عقرب نے کہا "اے عظیم ملکہ۔ پہلے ان کاہنوں سے پوچھ لے۔ کہ ان میں سے کسی نے پچھلی رات مسور کی دال تو نہیں کھائی تھی؟"

"مسخرے خاموش رہ۔" آجاگانیہ کا چہرہ تمتما اُٹھا۔

ٹھیک اسی وقت روح عقرب کے کانوں میں گنگنائی "موقع خطرناک ہے ہوشیاری سے ورنہ ابھی دونوں کی گردنیں زمین پر ہوں گی۔ کاہنوں نے آجاگانیہ کی موت اور بلدران کی تباہی کی پیش گوئی کی ہے۔ تم دونوں اس کے ذمہ دار ہو گے۔"

"میرا سر حاضر ہے۔ آجاگانیہ!" عقرب نے ادب سے کہا "میں اس وقت مسخرہ پن نہیں کر رہا۔ بتا سکتا ہوں کہ ان میں سے کتنوں نے پچھلی رات مسور کی دال کھائی تھی۔"

"اس سے کیا ہوگا؟" آجاگانیہ جھلا گئی۔

"مسور کی دال کھانے والے ستاروں کی صحیح چال کا اندازہ کر ہی نہیں سکتے"

"یہ کھلا ہوا مسخرہ پن ہے، آجاگانیہ!" بڑے کاہن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کم بخت نے سچ مچ رات مسور کی دال کھائی تھی۔" روح نے عقرب کے کان میں کہا۔

"میرا علم اطلاع دیتا ہے کہ تم نے پچھلی رات مسور کی دال کھائی تھی!" بڑے کاہن سے عقرب نے ہنس کر کہا۔

بڑا کاہن بوکھلا گیا "کھائی تھی پھر!" اس نے سنبھالا لے کر جھینپے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے سچ مچ!" آجاگانیہ نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں کاہن کچھ نہ بولا ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے وہ عقرب پر ٹوٹ پڑنا چاہتا ہو۔ آجاگانیہ ہنس پڑی اور عقرب سے بولی "واقعی تیرے علم کا معترف ہونا پڑے گا۔ اچھا تو یہ بھی بتا کہ بڑے کاہن کی پیش گوئی کیا ہے؟"

عقرب نے رُوح کے کہے ہوئے الفاظ دُہرائے۔ "اس نے کہا ہے

کہ میں اور تیرا ہونے والا شوہر تیرے لیے موت اور بلدران کے لیے تباہی کا پیغام بن کر آئے ہیں۔"

"تیری عمر بڑی ہو" آجاگانیہ نے بے ساختہ کہا "اس نے یہی کہا تھا۔"

"بکواس ہے آجاگانیہ!" عقرب نے کہا اور رُوح کی کھنکتی ہوئی سی ہنسی اس کے کانوں میں گونجی پھر رُوح نے کہا۔ ان میں ایک ایسا بھی ہے جس نے پچھلی رات جورو کی جوتیاں بھی کھائی تھیں۔ عقرب بے ساختہ ہنس پڑا۔ اور روح نے کہا "وہ جو دبلا پتلا مسکین صورت کاہن ہے جس نے سر پر نیلا رومال باندھ رکھا ہے۔"

"کیوں تو اس طرح ہنسا کیوں تھا مسخرے؟" آجاگانیہ اسے گھور کر بولی

"ہنسی کی بات ہے معزز آجاگانیہ! تیرے کاہنوں میں ایک ایسا بھی ہے جس نے پچھلی رات جورو کی جوتیاں کھائی تھیں۔"

نیلے رومال والا کاہن چونک پڑا، پھر اپنا عصاء سنبھال کر اس طرح عقرب کی طرف جھپٹا جیسے مار ہی ڈالے گا!

"خبردار کیا کرتا ہے۔" آجاگانیہ دھاڑی۔ کاہن ایک جھٹکے کے ساتھ رُک گیا اور بے تحاشا دوڑتا ہوا دربار سے باہر نکل گیا۔ آجاگانیہ پیٹ دبائے بُری طرح ہنس رہی تھی۔ بڑے کاہن نے لرزتی ہوئی سی آواز میں کہا "میرے علم نے جو کچھ مجھے بتایا تھا وہ میں تیرے آگے رکھ چکا۔ آجاگانیہ۔ اس سے زیادہ میں اور کچھ نہیں کہہ سکتا!"

"تم سب دفع ہو جاؤ۔" آجاگانیہ جھلا کر چیخی۔ وہ ایک قطار میں دربار سے رخصت ہو گئے۔ ایرج اب تک قطعی بے تعلقانہ انداز میں کھڑا تھا۔ آجاگانیہ تخت سے اُتر کر اس کے قریب آکھڑی ہوئی۔ "کیوں! میں تیری آنکھوں

میں اُداسی دیکھ رہی ہوں۔ ادھر دیکھ۔ تو میری طرف کیوں نہیں دیکھتا۔ کیا میں ایسی بُری ہوں۔ تو ہمیشہ میرے چہرے سے نظر ہٹائے رکھتا ہے۔"

"تیرے چہرے پر اس کی نظر نہیں ٹھہرتی، اے دنیا کی حسین ترین شہزادی!" عقرب نے مکھن کی ڈلی رسید کی۔

"مجھ پر ظلم نہ کر ایرج۔ بادنویں دن کے انتظار میں میری ہڈیاں پگھل رہی ہیں۔"

"ربِّ عظیم تجھ پر رحم کرے!" ایرج بڑبڑایا۔ "اگر تو نے ربِّ عظیم کے آگے سر نہ جھکایا تو میں ...!"

"اس سے بات نہ کر اجاگانیہ! یہ ہوش میں نہیں ہے۔" عقرب بولا۔

"کیا ہوا ہے اسے؟"

"اس کے باپ پر بُری رُوح کا سایہ تھا، اس کے اثرات اس پر بھی ہیں کبھی کبھی وہ روح میرے علم کو بھی پچھاڑ دیتی ہے۔ مگر تو فکر نہ کر اے دُنیا کی حسین ترین ملکہ... میں اسے راہ پر لے ہی آؤں گا۔"

"میں تنہائی میں تجھ سے گفتگو کرنا چاہتی ہوں، اے عقرب۔" ایرج نے عقرب اور اجاگانیہ کو گھور کر دیکھا اور تیز قدموں سے چلتا ہوا دربار سے نکل گیا۔

"چل اس وقت زنگورا کی کرسی تیرے لیے خالی ہے" اجاگانیہ مسکرائی اور تخت کی جانب بڑھ گئی، عقرب نہایت ادب سے تخت کے بائیں جانب والی کرسی پر جا بیٹھا۔ اجاگانیہ تھوڑی دیر تک خاموش رہی۔ پھر بولی! "دیکھ عقرب! میں ایسا محسوس کرتی ہوں جیسے ایرج کے بغیر زندہ نہ رہ سکوں گی!"

"یہی حال میرا ہے اے سنہری چمگادڑ کی بیٹی۔ مہ جمال اجاگانیہ۔"

"میں سمجھی نہیں!" وہ اُسے گھورتی ہوئی بولی۔

"میں بھی یہی محسوس کرتا ہوں جیسے اس کے بغیر زندہ نہ رہ سکوں گا لیکن

مجھے اس کے بغیر بھی زندہ رہنا پڑے گا۔"

"تیری باتیں میری سمجھ میں نہیں آئیں!"

"اجاگانیہ!" دفعتاً عقرب کی آواز بھرّا گئی! "میں ابھی نہیں کہنا چاہتا، لیکن ...!"

"بول!" اجاگانیہ دانت پیس کر چیخی، اسے بہت جلد غصہ آجاتا تھا۔

"مجھے خون کی بو آتی ہے۔ اجاگانیہ۔ کیسے سمجھاؤں۔ یقین نہیں آئے گا تجھے معزز ملکہ! کیسے کہوں کہ تیرے آدمی اب تجھے اتنا زیادہ پسند نہیں کرتے جتنا کہ زنگورا کی زندگی میں کرتے تھے۔ انہیں زنگورا کی موت پر افسوس ہے اور وہ ایرج کو بلدران کے لیے بہت بڑی نحوست سمجھنے لگے ہیں۔"

"وہم ہے تیرا۔" اجاگانیہ نے تضحیک آمیز ہنسی کے ساتھ کہا۔

وہ کاہن غصے سے پاگل ہو رہا تھا جس کی بھرے مجمع میں عقرب نے توہین کی تھی، چہرے کی مسکینی غائب ہو چکی تھی اور دُبلا پتلا جسم سنگ لرزاں کی سل بنا ہوا تھا۔ اس نے بڑے کاہن سے کہا "اے میرے بزرگوں کے آقا! میں ان جادوگروں سے نپٹ لوں گا۔ مظلوم زنگورا نے غلط نہیں کہا تھا، مفقود مبی کا جادو آج بھی زندہ ہے۔"

"تو کیسے نپٹ لے گا؟" بڑے کاہن نے مغموم لہجے میں کہا۔ وہ ایک سیدھا سادہ آدمی تھا، ایسا ہی کہ کم از کم سازش تو اس کے بس کا روگ نہیں تھی۔

"میں سمکان کا بیٹا!" کاہن اپنے سینے پر ہاتھ مار کر کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔

"زرگان قسم کھاتا ہے کہ ان دونوں جادوگروں کو خاک میں ملا دے گا۔ اگر اجاگانیہ بھی میری راہ میں آئی تو"۔

"ٹھہر۔ زرگان۔ خاموش رہ!" بڑا کاہن ہاتھ اٹھا کر بولا "زبان کو بپھرا ہوا گھوڑا مت بنا۔"

محترم استاد! یہ ڈرینگ نہیں ہے!"

"لڑکے!" بڑے کاہن نے سنجیدگی سے کہا "بلدران کی تقدیر اٹل ہے۔ وہ دونوں کبھی نہ مارے جا سکیں گے۔ لیکن۔ اگر" بڑا کاہن خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر تک اس کی ویران ویران سی آنکھیں خلا میں گھورتی رہیں۔ پھر ہونٹ آہستہ سے ہلے۔ "علیحدگی، دونوں کی علیحدگی موت کا باعث ضرور بن سکے گی۔"

"میں نہیں سمجھا! میرے عظیم راہبر!" زرگان اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"اگر ان کے درمیان تفرقہ پڑ جائے تو وہ آسانی سے مارے جا سکیں گے۔"

زرگان کسی سوچ میں پڑ گیا۔ پھر اس کی آنکھوں میں ایسی چمک نظر آئی، جیسے یک بیک مستقبل اس کے لیے سونے کا پہاڑ بن گیا ہو۔ "یہ بہت آسان ہے۔ بہت آسان ہے۔ میرے مرشد!"

وہ مضطربانہ انداز میں بڑبڑایا۔ "نادان نہ بن۔" بڑا کاہن جھلا گیا "یہ اتنا آسان کام نہیں ہے!"

"اے میرے بزرگ، اے استاد محترم! مجھے موقع دیں کہ میں تجھے اپنے کرتب دکھا سکوں!" بڑے کاہن نے ایسے انداز میں اُسے گھورا، جیسے اس کی بات کا وزن معلوم کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"کیوں۔ زرگان" یک بیک اُس نے آہستہ سے پوچھا۔ "کیا اس مسخرے کی بات درست تھی۔"

زرگان اس غیر متوقع سوال پر بوکھلا گیا! اس سے حماقت سرزد ہوئی تھی۔ آخر عقرب کی بات سُن کر وہ پاگلوں کی طرح مارنے کیوں دوڑا تھا۔ وہ بات ہنسی میں اُڑ سکتی تھی۔ کون باور کر لیتا کہ اس کی بیوی سچ مچ اسے جوتیوں سے پیٹتی ہوگی! زرگان کی بدحواسی دیکھ کر بڑا کاہن مسکرایا اور پھر یک بیک زرگان کی آنکھیں بھر آئیں۔ "میں دُنیا کا بدنصیب آدمی ہوں اے میرے باپ کے آقا۔" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

چند لمحے خاموش رہا اور پھر بولا "میری پیدائش کے وقت ایک بڑے بالوں والی چتکبری لومڑی مرغیوں کے ڈربے میں جا گھسی تھی اور میری دادی نے کہا تھا۔ یہ لڑکا ہوا تو جورو کی جوتیاں کھائے گا۔ ہائے وہ چتکبری لومڑی!"

بڑا کاہن چند لمحے اس کی آنکھوں میں دیکھتے رہنے کے بعد بولا۔

"خاموشی اختیار کر۔ تو مُنہ کی کھائے گا۔ ستارے یہی کہتے ہیں فی الحال ابھی ان کے درمیان تفرقہ پڑنے کا امکان نہیں ہے۔" زرگان کچھ نہ بولا۔ پھر کچھ دیر بعد وہ تنہا رہ گیا۔ بڑا کاہن جا چکا تھا۔ یہ قلعہ کے اندر کی ایک چھوٹی سی عمارت تھی جہاں بدران کے کاہن اکٹھے ہوا کرتے تھے اور نئے سال کے متعلق پیشین گوئیاں کیا کرتے تھے۔ زرگان نے پانسے نکال لیے تھے اور انہیں پھینک پھینک کر فرش پر کچھ ہندسے اس انداز میں لکھتا رہا جیسے ان کا حاصلِ جمع معلوم کرنا چاہتا ہو۔ زنگورا کے بہتیرے ہمدرد اب بھی زندہ تھے۔ انہیں موقع مل جاتا تو نہ صرف ایرج و عقرب سے انتقام لیتے بلکہ اجاگانیہ کی بھی بوٹیاں اُڑا دیتے۔ زنگورا اپنے بعض مخصوص ماتحتوں میں اتنا مقبول تھا کہ وہ اسے طاقت کا دیوتا سمجھ کر پوجتے تھے۔ دوبارہ تخت نشین ہوتے ہی اجاگانیہ کو ان میں سے ایک بھی قلعے میں نہ مل سکا تھا۔ مار کاٹ بھی اعلیٰ پیمانے پر ہوئی

تھی اس لیے اس کے علاوہ اور کیا سوچا جاتا کہ وہ بھی کام آ گئے ہوں گے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ قلعے کے باہر بکھری ہوئی پہاڑیاں ان کے لیے ناوان ہاڈوں کی سی گودیں بن گئی تھیں۔ پچاس بہترین لڑاکے جن کی قیادت زنگورا کا بھتیجا نموشک کر رہا تھا۔ کیا وہ اجاگانیہ سے اپنے چچا کا انتقام لینا چاہتا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ دوسروں کے ذہن میں اس سوال کا جواب اثبات ہی میں رہا ہو لیکن بوڑھا گردمی اچھی طرح جانتا تھا کہ نموشک بھی اجاگانیہ پر نظر رکھتا ہے شبخون مارنے کے مشورے اس لیے نہیں ہو رہے تھے کہ وہ زنگورا کے قاتلوں کی ہڈیاں چبانا چاہتا تھا، غار میں روغنی مشعلیں روشن تھیں! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے پچاس بھٹکی ہوئی خبیث رُوحیں ایک جگہ اکٹھی ہو گئی ہوں!

بوڑھے گردمی نے بلند آواز میں کہا "میرے بچو! آج یہ کام شاید نہ ہو سکے یا ممکن ہے ہو ہی جائے۔ تم سب آرام کرو۔" نموشک نے اسے گھور کر دیکھا لیکن کچھ بولا نہیں۔ اڑتالیس نفوس بڑی خاموشی سے غار کی مختلف دراڑوں میں داخل ہو کر غائب ہو گئے۔ نموشک جو گردمی کو اب بھی گھورے جا رہا تھا۔ دفعتہً . . . جھلائے ہوئے لہجے میں بولا "تم کیا چاہتے ہو؟"

"پچاس جانوں کی سلامتی میرے مالک!"

"صاف صاف کہو!"

"بہادر زنگورا کے انتقام کے لیے میں بے چین ہوں۔ میرے آقا۔ لیکن"

وہ اس سے آگے نہ کہہ سکا۔

"تو پھر خاموش ہو گیا گردمی۔"

"بہادر زنگورا جو شمال کے سفید ریچھوں کی ٹانگیں چیر سکتا تھا۔ اتنی بے بسی کے عالم میں مارا گیا۔ وجہ جانتے ہو میرے آقا؟"

"ہوں - کیا وجہ تھی ؟"

"وہ سنہری چمگادڑ کی بیٹی کا پیوند بننا چاہتا تھا۔"

"بکواس مت کر!" نموشک بپھر گیا! "مجھے دیوتاؤں کی پروا نہیں۔ کان کھول کر سن لے، زنگورا مرد تھا، لڑا اور مارا گیا۔ مجھے افسوس نہیں۔ سن مشعل بردار کے بیٹے، کان کھول کر سن۔ میں اجاگانیہ کا پیوند بنوں گا۔ کیونکہ میرے پاس آگ اُگلنے والی نلکیاں ہیں۔ دیوتاؤں کے بھی دم نکل جاتے ہیں جن کی آواز سے۔"

"اوہ - اوہ" بوڑھا گردمی بُری طرح کانپ رہا تھا، لرز رہا تھا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے یہی لرزہ اس کی زندگی پر موت کی مہر لگا دے گا۔

"ڈرپوک۔" نموشک نے قہقہہ لگایا۔

"میرے آقا - اوہ - اوہ - ! زنگورا - میرا چچا اسے چاہتا تھا اسی لیے خاموش تھا۔ مگر اب یہ ناممکن کہ کسی فقیر جادوگر کے بھیک منگے شاگرد اس کا پیوند بنیں!"

"اب میں کچھ نہیں چاہتا۔" بوڑھا شدّت جذبات سے بوکھلا گیا اور سختی سے آنکھیں میچ کر بولا۔

"بزدل - ڈرپوک۔" پھر قہقہہ لگایا اور ایک قریبی دراڑ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کچھ دیر بعد فکرمند گردمی وہاں تنہا رہ گیا۔ وہ جانتا تھا کہ نموشک باز نہیں آ سکتا تھا۔ آج یقینی طور پر وہ قلعہ میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا۔ پھر کیا کرنا چاہیے۔ وہ مضطربانہ انداز میں ٹہلتا رہا۔

دفعتاً اسے نوما یاد آئی، وہ جو بلدران میں ویرانوں کی رقاصہ کے نام سے یاد کی جاتی تھی۔ غاروں میں رہتی تھی اور اس کے آدمی اکثر بھولے بھٹکے قافلوں کی تلاش میں رہا کرتے تھے۔ گردمی کو اس سے ملنے کا بارہا اتفاق ہوا تھا

تھا۔ اس کا پیشہ راہزنی ہی تھا اور بہت کم لوگ جانتے تھے کہ وہ ان گانے بجانے والوں پر کسی سفّاک مرد کی طرح حکومت کرتی تھی۔ شمال کے گلہ بان قبائل میں اس کی بڑی دھومیں تھیں۔ اچھی چراگاہوں کی تلاش میں سرگرداں رہنے والے جہاں بھی ڈیرہ ڈالتے انہیں نوما اور اس کے گروہ کی یاد ضرور ستاتی۔ گردمی سوچ رہا تھا۔ اگر کسی طرح ویرانوں کی رقاصہ ہاتھ آجائے تو وہ اپنے آقا نموشک کو فی الحال اجاگانیہ کے خیال سے باز رکھ سکے گا۔ وہ نموشک کے باپ کا غلام تھا اجاگانیہ اس کی معبودہ تھی زنگورا کے قاتلوں کو بھی ٹھکانے لگتے دیکھنا چاہتا تھا لیکن اجاگانیہ کے دشمنوں کا سر قلم کرنا بھی اس کے فرائض ہی میں داخل تھا۔ اسے یقین تھا کہ ایرج مقودمبی کا شاگرد ہے ورنہ وہ اس کی طرف سے بھی اپنے دل میں کدورت نہ پیدا ہونے دیتا۔ کیونکہ وہ بہرحال اجاگانیہ کا پیوند تھا اور دیوتاؤں کی شرط پوری کر کے اس مرتبہ پر فائز ہوا تھا۔ گردمی مضطربانہ انداز میں ٹہلتا رہا۔

دفعتہً بائیں جانب والی دراڑ سے سیاہ رنگ کا ایک بنڈل سا لڑھکتا نظر آیا۔ اس کا رُخ گردمی کی جانب تھا۔ جیسے ہی گردمی کی نظر اس پر پڑی وہ اچھل کر پیچھے ہٹا۔ بنڈل کسی چھوٹے سے منارے کی طرح اُوپر اٹھتا چلا گیا۔

"کون ہو تم؟" گردمی غرّایا۔ اس نے کمر سے اپنی چھوٹی سی کلہاڑی کھینچ لی تھی۔

"مشعل میرے قریب لاؤ۔" آنے والے کی سرگوشی غار میں گونجی۔ گردمی نے بائیں ہاتھ سے ایک مشعل سنبھالی اور روشنی میں دیکھا۔

"اوہ۔ تم کاہن زرگان۔" گردمی کی آواز کانپ رہی تھی۔

"ڈرو نہیں گردمی! تمہارے ساتھ اور کون ہے؟"

یک بیک گردمی کا داہنا ہاتھ جس میں کلہاڑی تھی، بلند ہو گیا۔ "اگر تم

نے آواز بلند کرنے کی کوشش کی تو خون میں نہاتے ہوئے نظر آؤ گے کاہن۔"

"ٹھہرو۔ گردمی میں تنہا ہوں۔" زرگان بوکھلا گیا۔

"اوہ! بالکل تنہا ہوں۔"

"اچھا خاموش کھڑے رہو۔" گردمی نے کہا اور چیخ کر کسی کو آواز دی۔ فوراً ہی دو آدمی کسی جانب کی دراڑ سے اندر گھس آئے۔

"اسے پکڑ لو" گردمی غرایا۔ حکم کی تعمیل میں دیر نہ لگی، وہ چند لمحے خاموش کھڑا سوچتا رہا۔

"اسے آقا کے پاس لے چلو۔"

"ٹھہرو! میری بات تو سن لو۔"

"کچھ نہیں چلو!" گردمی نے اس کی کمر پر لات رسید کی۔ وہ اسے دوسرے چھوٹے غار میں لائے۔ نموشک نے ابھی تک جسم سے لباس حرب نہیں اتارا تھا۔ اس کی عقابی آنکھیں زرگان کے چہرے پر جم کر رہ گئیں۔ دوسری طرف بیس لڑاکے آس پاس کی پہاڑیوں کو چھان رہے تھے۔ کیونکہ گردمی کو شبہ تھا کہ زرگان تنہا نہیں ہو سکتا۔ اس نے اپنے آدمیوں کو ضروری احکامات دینے میں دیر نہیں لگائی تھی۔

یہ یہاں تک کیسے پہنچا۔" نموشک گردمی کی طرف دیکھ کر غرایا۔

"یہی بتائے گا آقا!"

"اس کے ساتھیوں کا کیا بنا؟"

"میرے بھیڑیئے ان کی تلاش میں ہیں!" گردمی بولا۔

"میں تنہا ہوں۔ سس۔ سردار۔ یقین کریں۔" زرگان کانپتا ہوا بولا۔ میں تمہارا غلام ہوں، مجھے مقودمبی کے شاگردوں سے نفرت ہے۔"

"مجھے کاہنوں سے بھی نفرت ہے۔" نموشک نے زہریلی سی ہنسی کے ساتھ کہا۔ "مجھے ستاروں سے بھی نفرت ہے۔ مجھے نفرت ہے ہر اس آدمی سے جسے کبھی کسی عورت کا قرب نصیب ہوا ہو۔ میں نموشک۔ بڑے باپ کا بیٹا۔ آج تک اس کا قرب حاصل نہ کر سکا جو صرف میرے لیے پیدا ہوئی ہے، بول اے صورت حرام کاہن بول، میں کب تک اسے اپنا سکوں گا؟"

"میرے آقا۔ دفعتہً اس سے کوئی کام نہ کہو ورنہ یہ تمہیں اپنے جال میں پھانس لے گا۔"

"بوڑھے گدھ خاموش رہ! تو میرے باپ کا غلام ہے۔ ہمیشہ میری خوشنودی حاصل کرنے کی فکر میں رہا کر۔"

جب زرگان نے دیکھا کہ اس کی ذہانت اسے ایک پل کے لیے بھی کسی بڑے خطرے سے دور رکھ سکے گی تو اس نے ہاتھ پیر پھیلا دیئے۔ چند لمحے معنی خیز انداز میں سر ہلاتا رہا، پھر بولا۔

"سردار نموشک کا تیر سورج کا سینہ چاک کر دے۔ میں اس کے لیے تارے بھی توڑ لاؤں گا۔"

"اچھا تو بتا!"

"میرے آقا!" گردمی گڑگڑایا اور نموشک اسے قہر آلود نظروں سے گھور کر رہ گیا کیونکہ اس نے اس کی بات کاٹی تھی۔

"میرے مالک۔" گردمی نے سسکی لی!"

"کیا میں اس گیدڑ پہ اعتماد کروں گا جو مشعلوں کے کھیت میں تنہا آ پھنسا ہو؟"

"میں اس کی ہڈیاں چبا ڈالوں گا۔ اگر اس نے مجھے دھوکا دینے کی کوشش کی۔" نموشک غرایا

"یقین کر اے بڑے سردار، عظیم زنگرا کے بھتیجے! میں تنہا ہوں، میں تنہا ہوں، میں

تنہا ہوں۔"

"گردمی!" نموشک اپنے غلام کو گھورتا ہوا بولا۔ "اگر تو خاموش نہیں رہ سکتا، تو یہاں سے چلا جا۔"

گردمی نے سوچا کہ اب اس کا وہاں ٹھہرنا مناسب بھی نہیں ہے! کیونکہ زرگان نے سہہ کر رگوئی، سے کام لیا تھا۔ اگر وہ اعتماد نہ کر لیتا تو دیوتاؤں کے قہر کا شکار ہو جاتا۔ ویسے دل نہیں چاہتا تھا کہ اب بھی اس کی باتوں پر یقین کر لیتا۔ یہاں موجود رہتا تو زبان بھی نہ مانتی اور اسے بالآخر نموشک کے غصّے کا شکار ہونا پڑتا۔ باہر اَب بھی بیس آدمی۔ مشبتہ کاہن کے آدمیوں کو تلاش کر رہے تھے۔ گردمی یہ بھی چاہتا تھا کہ تلاش جاری رہے اور ان لڑاکوں کو کاہن کی سہ کر رگوئی، کا علم نہ ہونے پائے ورنہ وہ انہیں تلاش کر کے اپنے غاروں میں آ بیٹھیں گے۔ بلدران کے وحشی کچھ اسی طرح سہ کر رگوئی، کا احترام کرتے تھے۔ گردمی غار سے باہر آ گیا۔ تاروں کی چھاؤں سے اندھیرے میں سلگجاپن پیدا ہو گیا تھا۔ گردمی نے دو چار گہری سانسیں لیں اور خیالات میں کھویا ہوا۔ ایک جانب چل پڑا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ زرگان کی نیّت میں فتور نہ سہی لیکن اسے ان کی کمیں گاہوں کا علم کیونکر ہوا۔ قلعے میں تو یہ بات عام طور سے مشہور تھی کہ نموشک اور اس کے اڑتالیس لڑاکے بھی زنگو راہی کے ساتھ کام آئے تھے۔ پھر ایسی صورت میں کیسے ممکن ہے کہ کوئی ایک آدمی ان کے متعلق کچھ جانتا ہو۔ کیا اس نے اہم ترین معاملے میں دوسروں کو بھی راز دار بنایا ہو گا۔

دفعتہً گردمی نے قہقہوں کی آوازیں سُنیں اور جہاں تھا وہیں ٹھٹک گیا۔ قدموں کی آوازیں قریب تر ہوتی جا رہی تھیں پھر جیسے ہی وہ قریب آئے گردمی بھی سامنے آ گیا کیوں کہ اس نے ان لوگوں کو پہچان لیا تھا۔ جو اسی کی کمان

میں رہتے تھے اور اس وقت اسی کے حکم سے زرگان کے ساتھیوں کی تلاش میں نکلے تھے۔

"استاد!" ان میں سے ایک آگے بڑھ کر بولا۔ "وہ سب مسخرے ہیں، لطف آ گیا! اب غاروں کی جانگسل تنہائی سے نجات مل جائے گی۔"

"کیا بک رہے ہو؟" گردمی غرّایا

ہمارا قیدی غالباً ویرانے کی رقاصہ کا کوئی ساتھی ہے!"

"اوہ۔ مم۔ مگر۔! ہاں اُستاد! آج پہلی بار میں نے نوما کو دیکھا ہے! وہ سچ مچ ایسی ہے کہ اُسے پریوں کی شہزادی کہا جا سکے۔"

"کہاں ہے؟ ہمارے دس جیالے ان کی نگرانی کر رہے ہیں۔ وہ بہت بڑے غار میں کئی دنوں سے مقیم ہیں۔ ہم بلدرانیوں کا جی بہلانے آئی تھی نوما، لیکن بلدران کے پھاٹک تو شاید مہینوں نہ کھل سکیں گے اجنبیوں کے لیے!"

"چلو میرے ساتھ چلو۔" گردمی نے مضطربانہ انداز میں کہا۔ "بتاؤ کہاں ہے؟"

رات کراہتی اور سسکیاں لیتی گزری جا رہی تھی۔ یہ عقرب کا خیال تھا۔ ورنہ کراہیں اور سسکیاں تو ایرج کی تھیں! عقرب کو اس پر کبھی تو ہنسی آتی تھی اور کبھی غصہ! شکرال کا دلیر ترین آدمی ایک روح کے عشق میں گرفتار ہو کر دنیا کا بدترین فرد بن گیا۔ یہ وہی ایرج تھا جسے آج تک کوئی لڑکی متاثر نہیں کر سکی تھی خواہ کتنی ہی حسین کیوں نہ رہی ہو! لیکن یہ روح۔ محض آواز کے عشق میں اس بری طرح مبتلا ہوا تھا کہ عقرب کے بجائے خود ہی ایک اچھا خاصا پیشہ ور قسم کا مسخرہ معلوم ہونے لگا۔ وہ بستر پر کروٹیں بدل رہا تھا۔ کبھی سسکیاں لیتا اور کبھی کراہنے لگتا۔ پھر دفعتاً اٹھ ہی بیٹھا۔ عقرب تو پہلے بستر پر اکڑوں بیٹھا اسے اسی طرح گھور رہا تھا، جیسے وہ کراہیں انڈے دینے میں دشواری محسوس کرنے کی بناء پر نکلتی رہی ہوں۔

"او عقرب او میرے بھائی!" ایرج نے آہستہ سے کہا۔ "آخر اب مجھے وہ آواز کیوں نہیں سنائی دیتی۔ صرف تو ہی کیوں سنتا ہے!"

تجھے بھی سنائی دے گی میرے فرہاد!" عقرب نے ٹھنڈی سانس لی۔ "لیکن اس وقت جب میرے گلہریوں کی سی دُم نکل آئے گی اور میں پھدک کر درختوں پر چڑھ سکوں گا!"

"میرا مضحکہ اڑاتا ہے!" ایرج کی آنکھیں خونخوار نظر آنے لگیں!

"نہیں میرے بھائی! مجھ میں اتنی سکت کہاں ہے کہ تمہارا بھی مضحکہ اڑا سکوں، کہنا یہ ہے کہ آواز نہ سنائی دینے پر تو تمہارا یہ حال ہے۔ اگر کہیں خدانخواستہ آواز بھی سن لی تو!"

"ٹھہرو!" یک بیک ایرج ہاتھ اٹھا کر بولا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک لہریں لے رہی تھی اور ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ کچھ سننے کے لئے ہمہ تن گوش ہو گیا ہو! عقرب نے برا سا منہ بنایا کیونکہ روح اس سے ہلکی ہلکی سسکیوں کے ساتھ آہستہ آہستہ کہہ رہی تھی۔

"نہیں ہرگز نہیں! کبھی نہیں! اب مجھ سے برداشت نہیں ہوتا میں اسے ضرور مخاطب کروں گی!"

پھر عقرب بھی وہ سب کچھ سنتا رہا جو وہ ایرج سے کہہ رہی تھی۔ "تم کیا۔ تم بھی میرے لیے مضطرب رہ سکتے ہو! مجھے یقین نہیں آتا۔ ہزار سال پہلے کی بات یاد کرو، جب تم نے میری پرواہ نہیں کی تھی، پرواہ نہیں کی تھی!" ہلکی ہلکی سسکیاں کمرے میں گونجنے لگیں۔

"مم۔ مجھے تو کچھ بھی!" ایرج ہکلایا۔

"ہاں تمہیں کچھ نہ یاد ہوگا! میں جانتی ہوں، میں سمجھتی ہوں۔ کاش میں تمہیں پھر عالم ارواح کی طرف واپس لے جا سکتی! کاش، مجھے یقین ہے کہ اب تم مجھے نہ دھتکار سکو گے۔ یہی تقدیر تھی میرے محبوب کہ میں تم سے ہزاروں سال

پہلے عالمِ اجسام میں آؤں۔ عالمِ اجسام میں مجھے بھی تمہارا دھیان نہیں آیا تھا لیکن جب واپسی ہوئی تو بالکل ایسا ہی معلوم ہوا جیسے خواب سے بیدار ہوئی ہوں۔ بھاگی، بے تحاشا دوڑ سی گئی، مگر ہیہات تمہاری جگہ خالی تھی، تم ٹھیک اسی وقت عالمِ اجسام میں بھیجے گئے تھے۔ مسخرہ بھی نہ ملا۔ وہ بھی تمہارے ساتھ بھیجا گیا تھا! پھر میں بھٹکتی رہی۔ آج بھی بھٹک رہی ہوں۔"

"تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں۔" ایرج کراہا۔

"عالمِ اجسام میں اگر یہی باتیں مجھ سے کہی جاتیں تو میں بھی الجھن میں پڑ جاتی۔ بڑی عجیب بات ہے۔ شانِ خداوندی۔ یہ حکمت آج تک کسی کی سمجھ میں نہیں آئی کہ عالمِ ارواح کے تجربات خواب کیوں معلوم ہوتے ہیں!"

"یہ بات میری سمجھ میں بھی نہیں آئی!" ایرج جلدی سے بولا۔ "کیا تم مجھے اپنی شکل نہ دکھا سکو گی۔ اوہ۔ وہ رات مجھے آج بھی یاد ہے جب میں نے اس چٹان پر تمہاری ایک جھلک دیکھی تھی!"

روح نے فوراً ہی کوئی جواب نہ دیا۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک ہچکی سی سنائی دی اور پھر ایسا معلوم ہوا جیسے وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی ہو۔ عقرب بدستور دونوں ہاتھوں سے سر تھامے بستر پر اکڑوں بیٹھا رہا تھا

"ربِّ عظیم کا واسطہ اب چپ بھی رہو۔ تم کیوں رو رہی ہو۔" ایرج بچوں کے سے انداز میں گھگھیایا۔

"ابے او۔ اکڑو۔ اب میں بھی رونا شروع کر دوں گا، ہاں۔" عقرب بستر سے اچھل کر فرش پر آتا ہوا بولا۔ ایرج کچھ نہ بولا۔ روح اب صرف سسکیاں لے رہی تھی! پھر گھٹی گھٹی سی آواز ان کے کانوں میں گونجی۔

"میری ایک ہی شکل ہے۔ وہ میں تجھے دکھانا نہیں چاہتی۔ کیونکہ اس

شکل کا پرستار وہ تھا جس سے مجھے عالمِ ارواح میں بے انداز نفرت تھی۔ آہ بدنہاد، جسے تم نے دوبارہ عالمِ ارواح کی جانب دھکیل دیا تھا ضحاک فیلگرون۔" ایرج اچھل پڑا

"ہاں جب وہ بیس سال کا تھا اس وقت اس سے میری شادی ہوئی تھی۔"

"اوہ۔ اوہ۔ تو کہیں تم اس خنزیر کی نیک دل بیوی لائی تو نہیں؟"

"ہاں! میں نے اس کے حسن کا بہت شہرہ سنا ہے۔ لیکن وہ تو شاید میری پیدائش سے بھی پہلے مر گئی تھی!"

"ہاں! میں وہی ہوں۔" روح بھرائی سی آواز میں بولی۔ "مجھے اپنے اس حسین قید خانے سے بے اندازہ نفرت ہے، جس میں اٹھائیس سال تک مقید رہی تھی!"

"آؤ۔ ربِّ عظیم کا واسطہ! ایک بار پھر مجھے اپنی صورت دکھا دو۔" ایرج پھر گھگھیایا۔

"نہیں۔ ایک مقررہ میعاد سے پہلے یہ ناممکن ہے ورنہ تم بڑی مصیبت میں مبتلا ہو جاؤ گے۔"

"نہیں۔ نہیں! خدا کے لیے رحم کرو!"

"ضد نہ کرو میرے محبوب۔ تم اس وقت بھی خطرات میں گھرے ہوئے ہو۔"

"میں اپنی گردن پر چھری پھیر لوں گا۔" ایرج نے کمر سے خنجر کھینچ لیا۔ عقرب کو اس کی آنکھوں میں دیوانگی کی جھلکیاں نظر آئیں۔ اس نے جھپٹ کر ایرج کا ہاتھ پکڑنا چاہا لیکن دوسرے ہی لمحے اس کے منہ پر الٹا ہاتھ پڑا اور وہ سامنے والی دیوار سے جا ٹکرایا۔ ایرج نے ہاتھ مارنے میں ذرہ برابر بھی مروت نہیں برتی تھی...

"او دیوانے۔ ربِّ عظیم کا واسطہ خنجر پھینک دے!" عقرب دردناک

آواز میں کراہا اور پھر جلدی سے بولا۔ "مقدس رُوح۔ بچالے، اسے بچا لے۔ یہ جو کچھ کہتا ہے، کر گزرتا ہے۔ اس کے بازو شل کر دے۔ ہاتھ ہی نہ اُٹھ سکیں۔"

"ہائے" روح بلبلا پڑی "یہ بھی مقدر ہے کہ میں اسے کبھی کوئی نقصان نہ پہنچا سکوں گی اس کے بازو شل نہ ہو سکیں گے۔ لے دیکھ۔ ادھر دیکھ اور پھر انجام کا بھی منتظر رہ!"

دفعتہً عقرب کی آنکھیں اس بُری طرح چندھیا گئیں کہ اس نے اپنا چہرہ بائیں بازو میں لپیٹ لیا۔ وہ چہرہ جس کی ہلکی سی جھلک کی یاد آج بھی تازہ تھی وہ دوبارہ سامنے آیا لیکن اس کے گرد تیز قسم کی روشنی کا ہالہ بھی تھا جس نے عقرب کی آنکھوں میں خیرگی پیدا کر دی تھی۔ اوہ۔ مگر یہ کیا شور کیسا تھا اور سب سے اونچی آواز آجاگانیہ کے علاوہ اور کسی کی نہیں ہو سکتی تھی۔ عقرب نے بوکھلا کر آنکھوں پر سے ہاتھ ہٹا لیا۔

"اجاگانیہ" وہ مضطربانہ انداز میں بڑبڑایا۔

کہاں کی رُوح اور کہاں کا عشق، اب تو یہ کمرہ کسی ایسے میدانِ کارزار کا منظر پیش کر رہا تھا جہاں دو فوجیں آمنے سامنے ڈٹی ہوئی طبل جنگ پر چوب پڑنے کی منتظر ہوں۔

ایرج، اجاگانیہ اور اس کے دو مسلح محافظوں کو خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا اور اجاگانیہ کا انداز بھی پھاڑ کھانے ہی کا سا تھا۔ عقرب کی سمجھ میں نہ آسکا کہ یک بیک نقشہ کیسے بدل گیا تھا۔

"کون تھی وہ گیسو بریدہ" اجاگانیہ دانت پیس کر بولی۔

"بکواس مت کرو" ایرج غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔

"اوہ۔ تو مجھ سے ایسے لہجے میں گفتگو کر رہا ہے!"

"عورت! اپنی کھال میں رہ، میرا نام ایرج ہے۔"

عقرب اس وقت بالکل ہونق معلوم ہو رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ ان حالات میں قابو پانے کی کیا صورت ہو گی۔ ویسے یہ بات تو سمجھ میں آگئی تھی کہ نقشہ کیسے بدلا ہو گا کمرے کی دیواریں لکڑی سے بنائی گئی تھیں اور اس میں کوئی چور دروازہ بھی موجود تھا جسے وہ دیوار ہی سمجھتے تھے۔ روح سامنے آئی ہو گی تو کیا اجاگانیہ پہلے ہی سے ٹوہ میں تھی پھر اب معاملات کو کیسے سنبھالا جائے۔ اجاگانیہ عقرب کا جواب سن کر تیزی سے اپنے محافظوں کی طرف مڑی تھی اور پھر چور دروازے کی طرف بڑھ گئی تھی جس سے غیر متوقع طور پر اس کا داخلہ ہوا تھا۔ وہ دروازے پر رُکی اور ان لوگوں کی طرف مڑے بغیر پُر وقار انداز میں اپنے محافظوں سے بولی۔

"انہیں گھسیٹتے ہوئے دربار میں لاؤ!"

"رحم۔ رحم۔ ملکہ!" عقرب گڑگڑایا! وہ حالات کو مزید پیچیدگیوں سے بچانا چاہتا تھا! لیکن اجاگانیہ اس کی طرف توجہ دیئے بغیر باہر نکل گئی۔ ایک محافظ اپنی کلہاڑی کمر سے کھینچ چکا تھا۔ اس نے اسے بلند کیا اور دوسرے نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔

"اجاگانیہ کے حکم کی تعمیل کرو۔ ورنہ سچ مچ گھسیٹ ہی کر لے جائیں گے۔"

"ایرج! خبردار، یونہی چُپ چاپ کھڑے رہو!" عقرب نے اسے شمال کی ایک علاقائی زبان میں مخاطب کیا اور پھر محافظوں سے بولا۔

"پیارے بھائیو! مجھے بتاؤ کہ ہمیں کیا سزا ملے گی؟"

"میں کچھ نہیں جانتا" محافظ غرایا۔

"مگر یہ تو بخوبی جانتے ہو کہ ایرج اجاگانیہ کا منگیتر ہے!"

"یہی وجہ ہے کہ ہم اسے دربار میں باعزت طور پر لے جانا چاہتے ہیں!"

"اوہ شکریہ شکریہ ایرج پیارے آگے بڑھو! تمہاری چال میں شہزادوں کی سی تمکنت ہونی چاہیے، میں حرامزادوں کی طرح چلوں گا۔ چلو!" عقرب میں تاب نہیں تھی کہ وہ اس وقت ایرج سے آنکھیں ملا کر گفتگو کر سکتا وہ اس کی طرف دیکھ ہی نہیں رہا تھا۔ ایرج اُسے قہر آلود نظروں سے گھورتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

گردمی کے ماتحت نے نوما کے غار تک اس کی رہنمائی کی۔ اپنے پندرہ ساتھیوں سمیت نوما زیرِ حراست نظر آئی! بڑی وجیہہ اور متناسب الاعضاء عورت تھی! جسم پر ناچنے والیوں کا سا لباس تھا لیکن کمر کی پیٹی میں اڑسے خنجر کا جڑاؤ دستہ بھی آسانی سے دیکھا جا سکتا تھا۔ وہ گردمی کو اس طرح گھورتی رہی جیسے پہچاننے کی کوشش کر رہی ہو،

"تت۔ تم گردمی تو نہیں ہو؟" اس نے آہستہ سے پوچھا! "حسین آنکھیں ہمیشہ جوان رہتی ہیں۔ گردمی مسکرایا۔

"اوہ یہ تم ہو۔" نوما اٹھلائی اور اپنے گرد پھیلے ہوئے گردمی کے لڑاکوں پر نظر ڈالتی ہوئی۔ اور یہ ہیں ہوں نوما۔"

"ارے تم غلط سمجھیں، پھولوں کی شہزادی! میرے آدمیوں کو غلط فہمی

ہوئی تھی۔"

"تو اب ان سے کہو کہ دُم دبا کر نکل جائیں یہاں سے!"

"جاؤ۔ تم سب باہر جاؤ۔ یہاں ٹھہرنے کی بھی ضرورت نہیں! وہ آدمی۔ نوما کا ساتھی نہیں ہو سکتا۔"

"کون...؟"

"ہم نے ابھی ایک چور پکڑا ہے لیکن وہ تمہارا آدمی نہیں ہو سکتا۔"

نوما نے اپنے آدمیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "نہیں ہم میں سے تو کوئی نہیں ہو سکتا!"

کچھ دیر بعد گردمی نوما کے ساتھ بیٹھا شراب پی رہا تھا اور وہ اس سے بلدران کے حالیہ حادثات کے متعلق پوچھ گچھ کر رہی تھی۔ "میں تین دن سے یہیں مقیم ہوں۔"

نوما نے کہا "مگر گردمی، میں نوما، بلدرانیوں کے لیے اجنبی تو نہیں ہوں۔ آخر وہ میرے لیے بھی پھاٹک کیوں نہیں کھولتے؟"

"مفقود مبی کا نام سنا ہے کبھی؟"

"کیوں نہیں! وہ تو کاہن ہونے کے ساتھ جادوگر بھی ہے"

"ہے نہیں بلکہ تھا! اجاگانیہ نے سزا دی تھی۔ نتیجے کے طور پر وہ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گیا۔"

"جادوگر مر گیا!" نوما بوکھلائے انداز میں اچھل پڑی۔ "یہ تو بہت بُرا ہوا۔ اگر اجاگانیہ کی وجہ سے مرا ہے تو وہ بُری روحوں کے انتقام سے ہرگز نہ بچ سکے گی۔ جادوگر کی موت، اوہ۔ اوہ۔!" وہ بہت زیادہ مضطرب نظر آنے لگی تھی۔

"یہ بُری روحوں کا انتقام ہی ہے! ہر ایک کو اس خیال سے متفق ہونا پڑے گا۔ اب سنو یہ لڑکا، ایرج حقیقتاً مفقود مبی کا ایک بڑا ہونہار شاگرد ثابت ہوا ہے!"

"ارے! تو وہ بھی جادوگر ہی ہوگا!"

"ہاں! وہ بے حد طاقت ور ہے لیکن سب جادو کا کرشمہ!" گردمی نے کہا۔ تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ پھر گردمی ہی بولا۔ "مجھے تمہاری تلاش تھی کیا تم نے کبھی نموشک کا سنا ہے؟ زنگورا کا بھتیجا۔"

"بہت سنا ہے سردار نموشک کا نام۔ پورے شمال میں اس سے زیادہ دلیر آدمی اس وقت دوسرا کون ہے؟"

"اب سنو! بلدران کی تباہی کی وجہ، اجاگانیہ پر اس لیے بلائیں نازل ہوئی تھیں کہ اس نے مفقود مبی کو سزا دی تھی! زنگورا اس لیے مارا گیا کہ اس نے سنہری چیگادڑ کی بیٹی پر بُری نظر ڈالی تھی اور اب نموشک یہاں غار میں آ چھپا ہے۔ لیکن وہ وقت دور نہیں ہے جب نموشک بھی بڑی بیدردی سے مارا جائے گا۔"

"اوہ یہ تم کیا کہہ رہے ہو! زنگورا کے نمک خوار۔"

"ہونہہ۔ اس نمک خوار نے تو زنگورا کو بھی سمجھانے کی کوشش کی تھی!"

"ارے تو کیا یہ نموشک بھی۔" نوما نے متحیرانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں، یہی بات ہے۔ اب وہ اجاگانیہ کا پیوند بننے کے خواب دیکھ رہا ہے۔ میں اسے باز رکھنا چاہتا ہوں۔ لیکن اُسے میرے ان بالوں کی بھی پرواہ نہیں جو میں نے دھوپ میں سفید نہیں کئے۔"

"پھر تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟"

"تم سب کچھ کر سکتی ہو! کیا تم بھی ایک حسین ساحرہ نہیں ہو، تم تو مقدمبی سے بھی زیادہ طاقت ور ہو۔ تم چاہو تو نموشک کو اجاگانیہ کی راہ سے ہٹا سکتی ہو۔"

پھر ان کے درمیان کچھ دیر تک سرگوشیاں ہوتی رہیں، بالآخر گردمی اٹھ گیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہاں نوما کی موجودگی کا راز، اس کے بیس لڑاکوں سے آگے بڑھے! وہ لوگ اب پہاڑیوں میں چکراتے پھر رہے تھے۔ ان لوگوں میں سے کوئی بھی اس دوران میں اقامتی غار کی طرف نہیں گیا تھا۔ گردمی نے انہیں تلاش کر کے ہدایت دی کہ وہ نوما کے متعلق کسی کو کچھ نہ بتائیں۔ اس کے ذہن میں ایک اسکیم تھی۔

اجاگانیہ دربار میں تنہا نہیں تھی! اس کے نجی محافظوں کا پورا دستہ تخت سے دروازے تک دو رویہ کھڑا تھا۔ ایرج اور عقرب ان کے درمیان سے گزرتے ہوئے تخت تک پہنچے! عقرب ایک ٹانگ پر کھڑا ہو کر جھکتا چلا گیا لیکن ایرج فولاد کے ستون کی طرح استادہ تھا اور اس کی شعلہ فشاں آنکھیں اجاگانیہ کو گھورے جا رہی تھیں۔

"میں سمجھ گئی۔" اجاگانیہ کچھ دیر بعد غرائی۔

"زنگورا نے غلط نہیں کہا تھا۔ وہ اس ناہنجار مقدمبی کا جادو ہی تھا، جس نے دیوتاؤں کے عصاء کو جنبش دی تھی!" ایرج کچھ نہ بولا۔ اجاگانیہ نے قہر آلود انداز میں ہونٹ بھینچے، چند لمحے خاموش رہی پھر بولی۔

"کیا تم نہیں بتاؤ گے کہ وہ حرافہ کون تھی؟"

"اپنی زبان کو لگام دے۔" ایرج کے لہجے میں سفاکی تھی۔ "ورنہ کیا تو بقیہ زندگی گونگے پن کے ساتھ گزار سکے گی؟"

"دیکھ، نادانی نہ کر۔ تو نہیں جانتا کہ میں کتنی طاقتور ہوں۔"

"اچھی طرح جانتا ہوں، اے طاقتور ملکہ، مجھے وہ رات بھی یاد ہے جب تم نے اپنے ایک غلام زنگورا سے خفا ہو کر میرے ساتھ غاروں میں گزاری تھی، تم واقعی طاقت کا پہاڑ ہو۔"

"ایرج" اجاگانیہ حلق پھاڑ کر چیخی۔

"میں سن رہا ہوں۔" ایرج نے لاپرواہی سے کہا۔

"تجھے بتانا ہی پڑے گا کہ وہ عورت کون تھی اور مجھے دیکھ کر کہاں غائب ہو گئی تھی۔"

ایرج کچھ نہ بولا۔ البتہ عقرب روح کی سسکیاں سن رہا تھا۔ وہ کہہ رہی تھی "دیکھ مسخرے! میں نے اسے باز رکھنے کی کوشش کی تھی۔ بول۔ اب تو ہی بتا میں کیا کروں!"

دوسری طرف اجاگانیہ پھر گرجی۔ "ایرج۔ کیا میں ان شکاری کتوں کو آزاد کر دوں....؟"

"اچھا۔ ہاں میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ تعداد میں پچاس سے کم نہیں ہیں!"

"پھر تیرا حشر کیا ہوگا۔!"

عقرب نے بوکھلا کر روح سے سرگوشی کی۔ اب کیا ہوگا۔ بتاؤ اب کیا کریں۔ میری عقل اس وقت چرنے گئی ہے۔

"تم پر بے خبری میں حملہ کامیاب نہیں ہوگا۔ صرف سامنے والوں کو سنبھالتے رہنا۔ یاد رکھو کہ سامنے سے کئے جانے والے حملے کو روکنا میرے بس سے

باہر ہوگا۔"

"ٹھیک ہے۔" عقرب آہستہ سے بولا۔ "سامنے والوں کی فکر نہ کرو۔"

"تیرے ہونٹ کیوں ہل رہے ہیں؟" دفعتاً اجاگانیہ عقرب کی طرف دیکھ کر چیخی۔

"جادو۔ اجاگانیہ میں بھی مقودمبی کا شاگرد ہوں۔"

"لینا۔ پکڑو انہیں۔ ان کے منہ پر تو بڑے چڑھا دو تاکہ یہ خبیث روحوں کو نہ بلا سکیں!" اجاگانیہ کی آواز دربار میں گونجی اور دیکھتے ہی دیکھتے پچاس مسلح آدمی ان دونوں پر جھپٹ پڑے۔ ایرج غافل تو نہیں تھا۔ اس نے پہلے ہی ایک آدمی کو ناک لیا تھا اور ایک ہی جھٹکے میں اس کا کلہاڑا چھینا اور برق جہندہ کی طرح وحشیوں کے غول میں جا گھسا۔ عقرب کے دونوں ہاتھوں میں خنجر تھے۔ پہلے ہی ہلے میں ایرج نے تین گرائے اور عقرب نے خنجر زنی کرتے ہوئے ہانک لگائی۔ "ہٹو۔ ہٹ جاؤ۔ بھاگو۔ بھاگتے چلے جاؤ۔ ورنہ میرے استاد مقودمبی کی روح عنقریب بلدران پر لہرائے گی اور تم سب کے سب فنا ہو جاؤ گے۔"

"اس مسخرے کی ٹانگیں چیر کر پھینک دو۔" اجاگانیہ دھاڑی۔

"تم کہو تو میں خود اپنی ہی ٹانگیں چیر کر پھینک دوں۔" عقرب نے قہقہہ لگایا۔ اس کے دونوں خنجر اب تین یا چار محافظوں کو چاٹ چکے تھے بس ایسا ہی معلوم ہو رہا تھا کہ جیسے سرکس کے کسی بندر نے اپنے کرتب دکھانا شروع کر دئے ہوں! کبھی لوٹیں لگاتا اور .... کبھی چھلانگیں، پھر ذرا ہی سی دیر میں وہ مطمئن ہو گیا کہ اس پر عقب سے کوئی حملہ کامیاب نہ ہو سکے گا! لیکن ایرج کہاں تھا؟ کئی بار اس نے کوشش کی کہ اس تک پہنچ سکے! لیکن کامیابی نہ ہوئی۔

اجاگانیہ برابر چیخے جا رہی تھی۔ دفعتاً عقرب نے اس کی طرف رخ موڑ دیا

آجاگانیہ بے خبر نہیں تھی! . . . . . اس نے اپنے آدمیوں کو غیرت دلانی شروع کی لیکن بے سود۔ محافظ اس سے کترانے لگے تھے، کیونکہ وہ بڑے داؤ پیچ کے ساتھ انھیں چُن رہا تھا۔ گھورتا کسی کو، جھپٹتا کسی اور پر لیکن ڈھیر نظر آتا کوئی تیسرا بلدرانی جم کر لڑنا جانتے تھے۔ لیکن لومڑیوں کی سی عیاری ان کے بس کا روگ نہیں تھی! تخت کے قریب پہنچ کر اس نے پھر لوٹ لگائی اور کئی حملہ آور اس طرح ڈھیر ہو گئے جیسے اس بار انہوں نے اُسے چھاپ ہی تو لیا ہو۔ پے در پے کئی چیخیں بلند ہوئیں! کیونکہ ان میں سے ایک محافظ کا خنجر سب سے نیچے والے آدمیوں کے پسلیوں میں بار بار پیوست ہو رہا تھا۔

"آجاگانیہ کا اقبال بلند ہو!" وہی محافظ چیخا! "مسخرے کو میں نے چھید ڈالا ہے!"

لیکن آجاگانیہ ساکت و صامت بیٹھی رہی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اس پر حقیقتاً مقودمبی کے شاگردوں کا جادو چل گیا ہو اور وہ پتھر کی ہو گئی ہو۔

"ارے یہ تو زندہ ہے"۔ کسی نے کہا اور عقرب پر حملہ کرنے والا محافظ بوکھلا گیا۔ حقیقتاً وہ ان کا ایک ساتھی نکلا جو غالباً دم توڑ چکا تھا۔

"کدھر گیا! کدھر گیا"۔ وہ بدحواس ہو کر چیخنے لگا۔

لیکن اجاگانیہ کی پوزیشن میں ذرا برابر بھی تبدیلی نہ ہوئی!

نکل گیا۔ شاید نکل گیا"۔ بہتیروں نے اطمینان کی سانس لی۔ ایرج سے اتنے خائف نہیں تھے جتنے کہ عقرب سے تھے کیونکہ اس کے حملے مکاری سے بھرپور ہوتے تھے۔ لیکن عقرب تھا کہاں؟

دفعتہً اجاگانیہ نے اپنا عصا بلند کر کے آواز دی! "ٹھہرو۔ ٹھہر جاؤ!

اپنے ہاتھ روک لو"۔ اس کی آواز کانپ رہی تھی۔ چہرہ ستا ہوا تھا۔ محافظ پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ لیکن اس انداز میں کہ ایرج کے گرد ان کا حصار قائم رہے۔ ایرج کلہاڑا اٹھائے وسط میں کھڑا اجاگانیہ کو خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا۔

اجاگانیہ نے پھر عصا بلند کیا اور بولی "اب تم سب دربار سے نکل جاؤ!" کتوں کی طرح دُم ہلانے والے محافظ بے چوں وچرا ایک لمبی سی قطار کی شکل میں دربار سے باہر نکل گئے! تب عقرب نے اجاگانیہ کے عقب سے سر اُبھارا اور ایرج سے شمال کی کسی دوسری زبان میں کہا۔

"صدر دروازہ بند کر کے زنجیر چڑھا دو!"

ایرج نے کلہاڑا زمین پر ڈال دیا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔ عقرب کے خنجروں کی نوکیں اب اجاگانیہ کی دونوں پسلیوں سے ٹکی ہوئی تھیں۔ اس نے تخت کے قریب اس لیے لوٹ لگائی تھی کہ کسی طرح اجاگانیہ کی پشت پر پہنچ سکے! وہ زمین پر گرا تھا اور بڑی پھرتی سے تخت کے نیچے رینگ گیا تھا اور حملہ آور اپنے ہی زور میں ایک دوسرے پر ڈھیر ہوتے رہے تھے۔ عقرب نے اجاگانیہ کی پشت پر پہنچ کر خنجروں کی نوکیں اس کے دونوں پہلوؤں پر رکھ دی تھیں۔ ایرج نے دروازہ بند کر دیا لیکن وہیں کھڑا رہا۔ اجاگانیہ کی طرف مڑا نہیں۔ دربار سنسان پڑا تھا، عقرب نے دل میں لاشوں کا شمار کیا۔ سترہ محافظ کام آئے تھے! اس نے خنجر اجاگانیہ کے جسم سے ہٹا لیے۔ لیکن وہ پہلے کی طرح بے حس و حرکت بیٹھی رہی پلکیں تک نہیں جھپک رہی تھیں! عقرب چھلانگ کر اس کے سامنے پہنچ چکا تھا۔

"بولو۔ اب بتاؤ!" عقرب مضحکہ خیز انداز میں اس کے چہرے کے قریب خنجر نچا کر بولا۔

اب بھی اجاگانیہ کی پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔

"تم نے اپنے محبوب پر شکاری کتے چھوڑے تھے کیوں؟ اب وہ کہاں ہیں؟" دفعتاً اجاگانیہ نے اپنا چہرہ ہاتھوں سے چھپا لیا اور بے اختیار رو پڑی روتی رہی سسکیاں لیتی رہی، پھر کچھ دیر بعد گڑگڑائی۔

"بتا دے بتا دے وہ حرافہ کون تھی؟ کون تھی وہ جو مجھ سے زیادہ حسین ہے۔ جس نے میرا محبوب مجھ سے چھین لیا۔ عقرب۔ مجھ پر رحم کر۔ بلدران کی اجاگانیہ آج تک دیوتاؤں کے سامنے نہیں روئی تھی۔ نہیں گڑگڑائی تھی۔ بتا۔ بتا میں۔ تجھے تیرے ہی معبود رب عظیم کا واسطہ دیتی ہوں۔"

"اے عقرب!" دفعتہً ایرج ان کی طرف مڑ کر دھاڑا۔ "اس سے کہو ہمیں قلعے سے باہر نکلنے میں مدد دے، ورنہ"

اوہ۔ اوہ۔" اجاگانیہ سینے پر ہاتھ رکھ کر کراہی! "یہ کیا ہوا۔ میں نے کیا کیا۔ عقرب رحم کر۔ میں اس کے بغیر زندہ نہ رہ سکوں گی!"

"اجاگانیہ! یہ بھی ممکن تھا کہ ان سترہ لاشوں کی بجائے صرف دو لاشیں یہاں نظر آتیں۔"

"میں پاگل ہو گئی تھی۔" اس نے پھر اپنا چہرہ ہاتھوں سے چھپا لیا!

"تم نے سنا، وہ کیا کہہ رہا ہے، اب دنیا کی کوئی طاقت اسے نہ روک سکے گی۔"

"عقرب۔ عقرب! تمہارے رب عظیم کا واسطہ۔"

"میں کچھ نہ کر سکوں گا۔ تم سے ایک زبردست غلطی سرزد ہوئی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ تم مقودمبی کے شاگرد ہو، میں نے آزمائش کے لیے۔"

"ہاہا۔ تب تو ٹھیک ہے۔ آزمائش ہو گئی! ہم یقیناً جادوگر ہیں۔ یہاں سترہ لاشیں دور سے بھی دیکھی جا سکیں گی۔"

"ایرج ایرج!" اجاگانیہ کی آواز حلق میں گھٹنے لگی! "اسے میرے قریب بلاؤ۔ اس سے کہو کہ مجھے معاف کر دے۔ وہ کوئی بھی ہو، میں اس کے بغیر زندہ نہ رہ سکوں گی!"

"ایرج ایرج تم کیا کہتے ہو؟" عقرب نے ہانک لگائی۔

"میں قلعے سے باہر جانا چاہتا ہوں۔"

"اس کے لیے تمہیں میری لاش پر سے گزرنا پڑے گا!" اجاگانیہ بلبلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ زار و قطار رو رہی تھی۔ کہنا کچھ چاہتی اور زبان سے کچھ اور نکلتا تھا۔

"چلو۔ آؤ۔" ایرج نے کلہاڑا اٹھا کر کاندھے پر رکھتے ہوئے کہا۔ "باہر نکلو میں دیکھتا ہوں کون روکے گا مجھے!"

عقرب کی سمجھ میں نہ آیا کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ اس نے روح سے سرگوشی کرنی چاہی، لیکن جواب نہ ملا۔

ادھر ایرج نے دوبارہ للکارا۔ مجبوراً عقرب کو اس کی طرف جانا ہی پڑا۔ ورنہ وہ سوچے سمجھے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہتا۔ اجاگانیہ چیختی ہوئی ان دونوں کے پیچھے دوڑی۔

ایرج عقرب سے کہہ رہا تھا کسی طرح یہاں سے نکل کر مقودمبی کے غاروں تک پہنچنے کی کوشش کرو!

باہر ایک بار پھر انہیں محافظوں سے الجھنا پڑا۔ حالانکہ وہ بہت تیز دوڑے تھے، لیکن اجاگانیہ بھی غافل نہیں تھی۔ اس نے باہر نکلتے ہی چیخنا شروع کر دیا تھا۔

"پکڑو۔ انہیں جانے نہ پائیں۔ زندہ پکڑو! اگر کسی نے جان سے مارا تو اجاگانیہ کا قہر اسے جھلسا دے گا!"

محل سرا سے باہر نکلتے ہی ایک بار پھر انہیں نرغے میں لے لیا گیا لیکن اس بار محافظوں کے ہاتھوں میں چمڑے کے لمبے چابک تھے۔

"ضرور پکڑے جائیں گے۔" عقرب بڑبڑایا۔

"میں ان چابکوں سے پناہ مانگتا ہوں! اگر کسی وقت چار، چھ چابک ہم پر آئے تو اُلجھ کر گر جانے کے علاوہ اور کچھ نہ ہوگا!"۔

"کچھ بھی ہو، اب میں یہاں اس قلعے میں سانس نہیں لے سکوں گا۔" ایرج کے لہجے میں جھلاہٹ تھی۔ متعدد چابک ان کی طرف لپکے۔ عقرب تو ان کی زد سے بچ گیا۔ لیکن ایرج۔ کچھ ایسا ہی اُلجھا کہ زمین ہی دیکھنی پڑی۔ پھر عقرب نے لاکھ کوشش کی کہ اُسے چابکوں کے جال سے نکال لے لیکن کامیاب نہ ہوا۔ چاروں طرف سے یلغار بڑھتی ہی جا رہی تھی، لہٰذا اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ رہ گیا کہ وہ دوبارہ خنجر سنبھال لیتا۔

دو آدمی بیک وقت چیخے اور ڈھیر ہو گئے! پھر بھیڑ کائی کی طرح پھٹنے لگی۔ عقرب بڑی آسانی سے اپنے لیے جائے فرار پیدا کر رہا تھا۔ کئی نہتے کام آئے۔ انھیں عقرب کے معاملے میں نہتا ہی کہنا چاہیئے۔ کیونکہ ان کے چابک تو ایک مخصوص فاصلے ہی سے استعمال کئے جا سکتے تھے بھلا عقرب انھیں اتنا موقع کب دیتا کہ وہ انھیں استعمال کرتے۔ برق جہندہ کی طرح ہر حملہ آور کے سر پر موجود ہوتا۔ تعاقب جاری رہا۔ عقرب کو یقین تھا کہ ایرج پکڑا جا چکا ہوگا، اس نے بلدرانیوں کے چابکوں کے متعلق خاصی معلومات بہم پہنچائی تھیں یہی وجہ تھی کہ وہ ان سے محفوظ رہا تھا۔ عقرب تیزی سے دوڑتا رہا۔ تعاقب کرنے والے بھی سُست نہیں معلوم ہوتے تھے۔ پھر ایک بستی کے قریب آ نکلا، یہاں موقع تھا کہ وہ تعاقب کرنے والوں کو جھکائیاں دے سکتا تھا۔ یہی ہوا بھی، پیچ در پیچ

گلیوں میں گھستے ہوئے اس نے پھاٹک کا رخ کیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد تعاقب کرنے والے گلیوں میں چکراتے رہ گئے اور عقرب ان کی دسترس سے بہت دُور ہو گیا۔ لیکن پھاٹک سے گزر جانا آسان تو نہ تھا۔ وہ پہلے ہی سُن چکا تھا کہ پھاٹک کے نگراں صحیح معنوں میں درندے ہیں۔

زرگان نموشک کو یقین دلانے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ آجاگانیہ سے دل برداشتہ ہو کر ان کی طرف آنکلا ہے۔

"مگر تجھے کیسے معلوم ہوا کہ ہم یہاں ہیں؟" نموشک غرّایا

"یقین کرو۔ سردار میں۔ نہیں جانتا تھا کہ تم زندہ بھی ہو گے ادھر تو میں کسی اور کی تلاش میں آیا تھا۔"

"کس کی تلاش میں آیا تھا؟"

"عقاب فلک سیر کے بیٹے مارجو کی تلاش تھی میرے آقا۔ وہ بھی اچھا جادوگر ہے مقودمبی کی طرح ماہر نہ سہی اس کے جادو کا اُتار تو بتا سکے گا۔"

"ہاہاہاہا" نموشک نے زہریلے سے قہقہے کے ساتھ کہا "اچھا۔ تو بھی

آجاگانیہ کے پرستاروں میں سے ہے۔ او چمرخ اپنی شکل تو دیکھ"

"غلط سمجھے آقا۔ تم بالکل غلط سمجھے آقا۔

مجھے تو صرف اس مسخرے کا سر چاہیے جس نے سر دربار میری تذلیل کی تھی۔" زرگان کو عقرب کی کہانی سُنانی پڑی۔

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر نموشک بولا "میں سب سے پہلے انھیں دونوں کا خاتمہ کروں گا! کیونکہ ہماری بربادی کی ذمہ داری انہی پر ہے اور زرگان۔ کیا تجھے اس پوشیدہ راستے کا علم ہے جو سنہری چمگادڑ کے معبد سے شروع ہو کر بھوری پہاڑیوں تک آتا ہے؟"

"اس کا علم کاہن اعظم اور بڑے پجاری کے علاوہ اور کسی کو بھی نہیں ہے شاید آجاگانیہ بھی نہ جانتی ہو۔

"تو کس راستے سے باہر نکلا تھا؟" نموشک کی آنکھوں میں پھر تشکیک کی جھلکیاں نظر آئیں۔

یقین کرو میرے آقا، میں تم سے جھوٹ نہیں بولوں گا۔ ایک پہرہ دار میرا بہت زیادہ معتقد ہے۔ اس نے پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کھول کر مجھے باہر نکال دیا تھا۔"

"تب تو بڑی اچھی بات ہے تمہیں واپسی میں کوئی دشواری پیش نہ آئے گی اور میرے آدمی بڑی آسانی سے پہرہ داروں کا صفایا کر سکیں گے۔"

زرگان کسی سوچ میں پڑ گیا، پھر بھرائی آواز میں بولا "ہاں... ممکن ہے سردار۔ مگر!"

"مگر کیا؟"

"تمہارے ساتھ کتنے آدمی ہیں؟"

"اوہ تو یہ بات ہے" نموشک کی بھنویں تن گئیں۔

"غلط نہ سمجھو سردار۔ پھر یقین دلاتا ہوں کہ میں بھید لینے نہیں آیا تھا۔"

"چلو سور کے بچے، بکواس نہ کرو۔"

دفعتہً نموشک نے اس کی گردن دبوچی اور زمین پر پٹخ دیا۔ ٹھیک اسی وقت گردمی غار میں داخل ہوا لیکن اس کے ساتھ نوما نہیں تھی۔

زرگان کو اٹھاؤ اور اُسے بھی اور اسی وقت میرے حکم کی تعمیل کرنی ہوگی!"

پھر وہ گردمی کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے ایک دراڑ میں داخل ہوگیا۔ وہ دونوں ملحقہ غار میں داخل ہوگئے۔ یہاں بھی مشعلیں روشن تھیں۔ ان دونوں کے علاوہ یہاں اور کوئی نہ تھا۔ گردمی نے اسے بتایا کہ زرگان کے ساتھیوں کو تلاش کرنے میں کامیاب نہ ہوسکا پھر اسے زرگان کی کہانی کا علم ہوا لیکن وہ اس بات پر نموشک سے متفق نہ ہوسکا کہ اسی وقت زرگان کے ساتھ قلعے میں گھسنے کی کوشش کی جائے۔

"میرے مالک! میرا خون سرد ہوچکا ہے۔ اس لیے میں صرف عقل کا غلام ہوں، میری ایک تجویز ہے! سن لو۔ پسند آئے تو کیا کہنا۔ ویسے بوڑھا گردمی کٹ مرنے کے لیے تو ہر وقت . . . تیار رہتا ہے۔ ہمارا صرف ایک آدمی قلعے میں داخل ہوگا۔ اور کل رات ڈھلے تک ہم قلعے پر قبضہ کرچکے ہوں گے!"

"تیرے منہ سے شراب کی بو آتی ہے گردمی!" نموشک بُرا سا منہ بنا کر بولا . . .

"لیکن تم نے مجھے کبھی نشے میں نہ دیکھا ہوگا میرے مالک، زرگان کو یہیں رکھو، اس کی بجائے بچالک، جو زرگان ہی جیسا ڈیل ڈول رکھتا ہے اس کے لباس میں ذیلی کھڑکی سے اندر داخل ہوگا اور چپ چاپ گزرتا چلا جائے زرگان سے وہ اشارہ معلوم کرنے کی کوشش کرو۔ جس پر کھڑکی اس کے لیے کھل جائے

گی اور!" "مگر اس سے کیا ہوگا؟"

نموشک جھلا گیا "بچالک قلعہ میں داخل ہو جائے گا۔ اور کل شام جب زتاری کی بوڑھی ملازمائیں پہرہ داروں کے لیے شراب لے جائیں گی تو بچالک میری ایک تدبیر کے تحت دوائے بیہوشی ملا دے گا!"

"پہرہ داروں کے لئے شراب، دماغ تو نہیں چل گیا۔ زوہنک وحشی شراب نہیں پیتے۔"

"یہی تو تمہیں معلوم نہیں! میرے مالک، تم کیا جانو! لیکن تمہارا بوڑھا غلام سب کچھ جانتا ہے۔ اس سے کوئی بات پوشیدہ نہیں، زتاری پہرہ داروں کا گہرا دوست ہے جس وقت چاہے پھاٹک کھلوا لیتا ہے۔ پہرہ دار اس کے لیے اجاگانیہ کے احکامات ذرّہ برابر بھی پرواہ نہیں کرتے۔ زوہنک وحشی بڑے ایماندار تھے لیکن بقال زتاری نے وقت بیوقت اپنا کام نکالنے کے لئے شراب کا چسکا لگا دیا تھا اب وہ سرِشام ہی جادُو کے اس عرق کے منتظر رہتے ہیں جو ان کا یارِ غار زتاری صرف انہیں کے لیے تیار کراتا ہے۔ اس طرح میرے مالک۔ ہم اپنا ایک آدمی بھی ضائع کئے بغیر قلعہ میں داخل ہوسکیں گے!"

"شاباش گردمی!" نموشک نے اس کے شانے پر ہاتھ مار کر قہقہہ لگایا "واقعی تو بہت عقلمند ہے میں تجھ پر فخر کرتا ہوں گردمی!"

عقرب کسی نہ کسی طرح پھاٹک تک پہنچ گیا لیکن آگے قدم بڑھانے کی ہمت نہ پڑی بس چپ، چاپ ایک مکان کی دیوار سے چپک کر کھڑا ہو گیا وہ بلدران کے معزز آدمیوں کے سے لباس میں تھا اس لیے آوارہ گردی بھی نہیں کر سکتا تھا کوئی نہ کوئی اسے پہچان لیتا، لہٰذا اس نے سوچا کہ سب سے پہلے تو اس پوشاک سے پیچھا چھڑانا چاہیے، ستارے اچھے تھے دفعتہً اسی مکان سے ایک آدمی نکل کر گلی میں آیا اور دیوار کی جڑ کے قریب اُکڑوں بیٹھ گیا، بہترین موقع تھا۔ عقرب نے تیندوے کی طرح چھلانگ لگائی اور اسے اس طرح دبوچ لیا کہ اس کے حلق سے ہلکی سی آواز بھی نہ نکلی، ناک اور منہ پر ہتھیلی بڑی سختی سے جم گئی تھی، پھر اس نے ٹانگوں میں جکڑے ہوئے بائیں ہاتھ سے اس کا گلا گھونٹنا شروع کیا، ذرا ہی دیر میں اس مکان کے غافل خدمت گار نے ہاتھ پیر ڈال دیئے اور بے حس و حرکت ہو گیا، پھر اب اس کی کیا ضرورت تھی کہ عقرب اسے اپنا لباس پہنانے بیٹھ جاتا اپنی پوشاک اسی کے قریب چھوڑ کر گلی سے کھسک ہی رہا تھا کہ پھاٹک سے شور بلند ہوا۔

"پکڑو پکڑو یہ کون ہے جانے نہ پائے"۔ میں نے دیکھا کہ زرہ بکتر وحشی پہرے دار لڑکھڑاتے ہوئے ایک طرف دوڑے جا رہے ہیں۔ ان میں سے کئی گر بھی گئے۔ لیکن دوبارہ اُٹھنے کی بجائے زمین ہی پر پڑے چیختے رہے۔ پھاٹک سنسان ہو گیا ذیلی کھڑکی کھلی ہوئی تھی مشعلوں کی روشنی میں عقرب کی آنکھیں دھوکا نہیں کھا سکتی تھیں۔ چوکی بالکل خالی تھی۔ ذیلی کھڑکی بھی کھلی ہوئی تھی اور یہ بخوبی سمجھ میں آ چکا تھا کہ پہرے دار نشے میں دھت ہیں وہ بڑی پھرتی سے پھاٹک کے قریب پہنچا اور کھڑکی سے گزر کر جدھر منہ اُٹھا دوڑتا چلا گیا۔ اندھیرے میں کئی بار ٹھوکریں کھائیں، گرا اور پھر اُٹھ کر بھاگا۔ لیکن اس طرح اندھا دھند

دوڑتے چلے جانا تو عقلمندی نہیں تھی۔ اسے مقودمبی کے غاروں تک پہنچنا تھا۔ زنگورا کی زبانی سُنا تھا کہ وہ مار ڈالا گیا، لیکن یقین نہیں آتا تھا۔ مقودمبی کے غاروں تک پہنچنا اس لیے ضروری تھا کہ ان کا سارا سامان وہیں تھا، رائفلیں، کارتوس سفری تھیلے اور گھوڑے، کچھ دیر کے لیے ایک جگہ رکا اور اندھیرے میں سمتوں کا تعین کرنے لگا۔ چونکہ قلعے کی سچوئشن ذہن میں تھی اس لیے کوئی دشواری پیش نہ آئی تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کی محنت نے اسے مقودمبی کے غاروں تک پہنچا دیا لیکن اندھیرے میں اندر قدم رکھتے ہی وحشت محسوس ہوئی۔ بہر حال ٹٹولتا ہوا غار کے دہانے میں اُتر گیا جانتا تھا کہ کچھ دیر چلنے بعد سیدھا کھڑا ہو سکے گا۔

"آؤ۔ آؤ۔ ڈرو نہیں!" دفعتہً اس نے مقودمبی کی سرگوشی سنی۔ اس کا دل خوشی سے دھڑکنے لگا۔ "تو مقودمبی زندہ ہے؟"

"نہیں استاد، تمہارے شاگرد کس سے ڈریں گے!" اس نے ہلکے سے قہقہے کے ساتھ کہا اور پھر اسے مشعل کی روشنی دکھائی۔ مقودمبی کے مخصوص غار والی دراڑ روشن تھی۔ وہ مضطربانہ انداز میں اندر داخل ہوا۔

"اوہ" وہ یک بیک چیخ کر پیچھے ہٹا! مقودمبی کا سر دھڑ سے الگ تھا اور زمین پر تازہ خون پھیلا ہوا نظر آیا۔ غار کی چاروں مشعلیں روشن تھیں۔ دفعتاً کٹے ہوئے سر نے آنکھیں کھولیں، پھر مردہ ہونٹوں کا پھیلاؤ، مسکراہٹ کیوں نہ معلوم ہوتا۔ پہلے ہی کی سی سرگوشی غار میں گونجی۔

"مجھے زنگورا نے اپنے ہاتھوں سے قتل کیا تھا لیکن یہ خون جو میرے گرد پھیلا ہوا ہے۔ اس وقت تک تازہ رہے گا جب تک کہ بلدران کی اینٹ سے اینٹ نہ بج جائے لیکن اب تم میری آواز نہ سن سکو گے۔ میری نہیں بلکہ یہ آواز، یہ میرے آقا مقودمبی کی آواز ہے، میں اس کا ہمزاد ہوں۔ مجھے حکم ملا تھا

کہ میں بھی اپنے آقا سے جا ملوں گا۔ تمہارے گھوڑے تندرست ہیں، تمہارے سامان محفوظ ہیں۔ بھیڑوں والے غار میں جاؤ الوداع۔" ہونٹ ایک دوسرے سے پیوست ہوتے ہوئے معلوم ہوئے۔ آنکھیں پھر بند ہو گئیں۔ لیکن کٹی ہوئی گردن سے تھوڑا تھوڑا خون اب بھی رس رہا تھا۔ عقرب کا دم گھٹنے لگا۔ اس نے ایک مشعل اٹھائی اور بھیڑوں کے غار تک آیا۔ گھوڑے زمین پر ٹاپیں مارنے اور ہنہنانے لگے، لیکن وہ ان کی گردن بھی نہ تھپک سکا۔ جلدی میں تھا، اپنا کمبل کھینچا اور غار میں واپس آگیا۔ دوسرے ہی لمحے وہ اس کی لاش پر کمبل ڈال رہا تھا۔

اب پھر وہی کمرہ تھا جس میں ایرج اور عقرب نے کئی راتیں گزاری تھیں۔ ایرج بے خبر سو رہا تھا۔ لیکن عقرب کی آنکھوں میں نیند کہاں، کیونکہ روح کی سرگوشیاں اس وقت بھی جاری تھیں۔ وہ کہہ رہی تھی: "مسخرے یہ کہانی ابھی ختم نہیں ہوئی۔ اجاگانیہ ایرج کے علاوہ اور سب کچھ چھوڑ سکتی ہے۔ یا تو وہ اس سے شادی کرے گی یا خود فنا ہو جائے گی۔ تجھے مستقل مزاج ثابت ہونا چاہیے۔"

"اے مسخری روح۔" عقرب نندا سی آواز میں بڑبڑایا۔ "میری مستقل مزاجی سے کیا ہوگا۔ میں تو اس دیوانی سے شادی کرنے سے رہا۔ تو دیکھ رہی ہے کہ میں کیسا دھان پان آدمی ہوں۔ البتہ ہاتھی پر سوار ہو جاؤں تو شاید اس سے آنکھیں ملانے کی ہمت کر سکوں۔"

"مسخراپن چھوڑ۔ میں کہہ رہی تھی کہ ایرج کو بہکنے نہ دیجیو۔ اگر وہ اس شادی

پر رضامند ہو گیا تو اس علاقے میں داخل ہونے کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا۔"

"تم ہزاروں سال سے ایرج کے عشق میں مبتلا ہو۔" عقرب مسکرا کر بولا لیکن جواب ندارد۔ دیر تک اُسے مخاطب کرنے کی کوشش کرتا رہا تھا اور ایرج کے خراٹوں کے علاوہ اور کچھ نہ سُن سکا۔

پھر بلند اُس کی آنکھوں سے کوسوں دور بھاگ گئی تھی۔ کل کیا ہوگا؟ وہ سوچ رہا تھا۔ کیا آجاگانیہ حسب وعدہ اپنا مذہب ترک کر کے۔ ان کا مسلک اختیار کرے گی۔

لیکن ایرج سے اس کی شادی کا مسئلہ بدستور برقرار رہے گا رُوح نے صاف کہا تھا کہ اگر ایرج شادی پر رضامند ہو گیا تو اس سفر کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا؟ آجاگانیہ کے زیر سایہ رہ کر تو وہ کچھ بھی نہ کر سکیں گے۔ ہو سکتا ہے صبح ہوتے ہی اجاگانیہ سر پر سوار ہو جائے۔ ایرج کے لیے اُس کی آنکھوں میں عقرب نے جو کچھ بھی دیکھا تھا وہ کسی طوفان ہی کا پیش خیمہ بن سکتا تھا، امن و آشتی کا نہیں، کیونکہ ایرج کا جواب ظاہر تھا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ اسی وقت، رات کے سناٹے میں یہاں سے نکل جانے کی کی کوشش کیوں نہ کی جائے۔ امکانات کا جائزہ لینے کے بعد ہی ایرج کو جگانا چاہتا تھا۔ کسی نہ کسی طرح روشن دان تک پہنچا اور اندھیرے میں آنکھیں پھاڑنے لگا۔ اس طرف تو سناٹا تھا۔ کوئی متحرک شے نہ دکھائی دی، شاید یہ عمارت کا پچھواڑہ تھا۔ لیکن ادھر سے نکل جانے کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔ اس نے مڑ کر ایرج کی طرف دیکھا۔ وہ پہلے کی طرح بے خبر سو رہا تھا۔ نہ جانے کیوں عقرب کو اُس پر غصہ آنے لگا۔ جلد ہی اس جھنجھلاہٹ کی وجہ بھی سمجھ میں آگئی۔ یہ بھی کوئی سونے کی رات تھی۔ دھم سے فرش پر کودا اور دروازے کی طرف جھپٹا، قریب بھی نہیں پہنچ سکا تھا کہ کسی نے باہر سے

دروازہ بجا کر پوچھا "کیا بات ہے یہ آواز کیسی تھی؟"

"ورزش کر رہا ہوں عقرب نے ہانک لگائی اور دانت پیسنے لگا۔ اجاگانیہ غافل نہیں تھی۔ پہریدار پوری طرح ہوشیار تھے۔ لہذا بھاگ نکلنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ جھلاہٹ میں اُس نے ایرج کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔

"او خانہ خراب، کیا ہوا ہے تجھے۔" ایرج اُچھل کر بیٹھتا ہوا بولا۔

"آہستہ بول۔۔۔"

"کیوں؟ کیا ہوا۔۔۔ کیا بات ہے؟"

"تو اس طرح ٹانگیں پسار کر سو رہا ہے جیسے تیری چہیتی بھیڑ نے بخیر و عافیت بچہ جن دیا ہو۔"

"کونسی آفت آگئی؟" ایرج غصیلے لہجے میں بولا۔

آنے ہی والی ہے۔ کیا تو اجاگانیہ سے شادی کرے گا؟"

"کیوں بکواس کر رہا ہے۔ مجھے سونے دے۔" ایرج دوبارہ لیٹتا ہوا بولا۔

"اُس نے کہا تھا کہ وہ ربّ عظیم پر ایمان لے آئے گی؟"

"میں نے اُس کی آنکھوں میں سچائی نہیں دیکھی تھی۔"

"بیٹھا رہ۔ اتنا تجربہ کار نہیں ہے تو بھی۔۔۔"

"اچھا بیٹا۔۔۔ جب پھنسے گا تب پوچھوں گا کہ کتنا تجربہ کار ہوں۔"

"سو جا۔ نہیں تو اُٹھ کر جماؤں گا دو ہاتھ۔"

"ابھی ابھی رُوح مجھ سے بہت کچھ کہہ گئی ہے۔"

"روح۔۔۔!" ایرج یکلخت اُٹھ بیٹھا "کک۔۔۔ کیا کہا تھا اُس نے؟"

"تیری ہی باتیں کر رہی تھی۔"

"میری باتیں۔۔۔" وہ خوابناک سے انداز میں بولا۔

"ہاں بتری باتیں۔ وہ کہہ رہی تھی کہ اگر ایرج نے اُس ناپاک عورت سے شادی کرلی تو ساری محنت ضائع ہو جائے گی۔"

"کیسی محنت...؟"

"اس سفر کا مقصد فوت ہو جائے گا۔"

"یہ کہا تھا اُس نے...؟"

"تو کیا میں جھوٹ بول رہا ہوں؟ تجھے یقین کیوں نہیں آتا۔"

ٹھیک اسی وقت دروازہ چڑچڑا کر کھلا تھا اور دو مسلح بلدرانی اندر داخل ہوئے تھے۔ اُن کے پیچھے دو مشعل بردار بھی تھے۔ اُن میں سے ایک بڑے ادب سے بولا "وہ جو تم میں سے کم وزن والا ہے۔ باریابی کے لیے تیار ہو جائے۔"

"کم وزن والا" عقرب بھنّا کر بولا "یہ کیسا طرزِ تخاطب ہے؟"

"ہم سے یہی کہا گیا ہے۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولا۔

"یہ بھی کوئی وقت ہے باریابی کا۔"

"چلو! سنہرے پروں والی کی بیٹی مالک ہے جب چاہے طلب کرلے۔"

"چمگادڑ کی نہیں کتیا کی بچی معلوم ہوتی ہے۔" عقرب شکرالی میں بڑبڑایا اور ایرج کو گھورنے لگا جو اس طرح لاتعلق بیٹھا ہوا تھا جیسے کسی اور کی موجودگی کا احساس ہی نہ ہو۔

"او... غافلوں کے سردار۔" دفعتہً عقرب نے اُسے للکارا۔ "میری طلبی ہوئی ہے چمگادڑ زادی کے حضور... میں تو چلا۔"

"جا دیکھ... کیا کہتی ہے۔"

"شاید اسی وقت شادی کرنا چاہتی ہے۔"

"ایرج نے اس طرح ہاتھ ہلایا تھا جیسے کان کے قریب بھنبھنانے والے

مچھر کو ہنکایا ہو اور پھر عقرب کو جانا ہی پڑا۔ آجاگانیہ خود بھی جاگ رہی تھی اور اس کے درباری بھی رہ رہ کر آنکھیں پھاڑنے لگتے تھے۔

عقرب کے پہنچتے ہی اس نے دربار برخاست کر دیا، لیکن رقص جاری رہا۔ مشعلوں میں جلنے والے تیل کی چراہند فضا میں پھیلی ہوئی تھی، اجاگانیہ اپنے تخت پر بیٹھی کوئی نشہ آور مشروب پی رہی تھی۔ آنکھیں نشے کے دباؤ سے بوجھل ہو گئی تھیں اُس نے ایرج کی طرف انگلی اُٹھا کر قہقہہ لگایا اور بولی "فتح کا جشن منانے کی بجائے تو کیا کر رہا تھا؟"

"عالمِ ارواح میں بھٹک رہا تھا۔" عقرب نے خشک لہجے میں کہا۔

"وہاں کیا دیکھا...؟"

"کچھ دیکھنے ہی والا تھا کہ طلبی ہو گئی۔"

"پھر سے دیکھ..."

"اے معزز خاتون... سنہرے پروں والی کی بیٹی... تجھے تو ان معاملات میں خاصا دخل ہوگا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ مراقبہ ٹوٹنے کے بعد پھر فوراً ہی ارتباط قائم ہو سکے؟"

"نہیں... اچھا جانے دے... قریب آجا... میں تجھ سے اس کی باتیں کروں گی... اُس پتھر کی... کیا اس کی رگوں میں خون نہیں ہے؟"

"خون تو بہت ہے۔ لیکن بہتا ہوا خون ہی دیکھ کر جوش میں آتا ہے۔"

عقرب اس کے تخت کے قریب پہنچ کر ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔

"بائیں گوشے پر بیٹھ جا۔" اجاگانیہ نے کہا۔

"میں اس قابل نہیں ہوں، معزز اجاگانیہ۔"

"میں کہہ رہی ہوں۔"

"پھر تو مجھے جام بھی پیش کرے گی۔ اگر میں نے پی لی تو عالم ارواح کی باتیں کیسے بتا سکوں گا۔"

"اس وقت میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ تو میری خوشیوں میں شریک ہو جا..."

"شراب کے علاوہ اور جو کچھ..."

"بس..." آجا گانیہ ہاتھ اٹھا کر غرائی۔ عقرب چپ چاپ تخت کے بائیں گوشے پر ٹک گیا۔ آجا گانیہ اسے گھورتی رہی پھر یک بیک ہنس پڑی اور ہاتھ اٹھا کر بولی "تیری خواہش کے مطابق تجھے شراب نہیں دی جائے گی لیکن تجھے کسی نہ کسی طرح جشن میں ضرور شریک ہونا پڑے گا۔"

"اور ہر طرح تیار ہوں۔"

آجا گانیہ نے دوبارہ تالی بجائی تھی اور رقص تھم گیا تھا... رقاصہ اس کی طرف مڑ کر خم ہوئی "قریب آ" آجا گانیہ نے رقاصہ سے کہا۔

وہ آگے بڑھی اور تخت کے قریب پہنچ کر پھر عقرب کی طرف دیکھا جس کا رنگ فق ہو گیا تھا "تو جشن میں حصہ لینے کے ہر طرح تیار ہے۔" آجا گانیہ مسکرا کر بولی۔

"مم... میں..." عقرب ہکلا کر رہ گیا۔

"اسے لے جا اور جشن منا۔"

"میں اسے کیسے لے جاؤں۔" عقرب کراہا "اس کا ڈیل ڈول دیکھ اور مجھ غریب کا جثہ دیکھ..."

"تو پھر یہی تجھے لے جائے گی... سنوکی، اسے لے جا... اور جشن منا..." آجا گانیہ نے رقاصہ سے کہا۔ وہ پھر جھکی اور سیدھی کھڑی ہو کر عقرب کی طرف دیکھنے لگی۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے کہہ رہی ہو سیدھی طرح چلا چل ورنہ زبردستی لے

جاؤں گی۔

"زمین کی گندگیوں میں لتھڑ جانے کے بعد عالم ارواح سے رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ معزز آجا گانیہ۔" عقرب نے پھر ہاتھ پیر مارے۔

"ٹوٹ جانے دے۔" آجا گانیہ جھومتی ہوئی بولی "اب مجھے عالم ارواح کی پرواہ نہیں ہے۔" پھر وہ زور سے دھاڑی تھی "سنوکی اسے لے جا۔"

اور سنوکی وحشیانہ انداز میں ٹوٹ پڑی۔ ٹھیک اسی وقت عقرب نے روح کی سرگوشی سنی تھی "یہ کیا مسخرے۔ اگر یہ تجھے لے گئی ایرج تنہا رہ جائے گا تو ہی اسے لے جائے تو بہتر ہو گا۔ یہ تیری مرضی پر منحصر ہو گا کہ تو اسے کہاں لے جاتا ہے۔ وہیں لے جا۔ جہاں اپنے آدھے جسم کو چھوڑ آیا ہے۔"

دفعتہً عقرب چیخنے لگا "ٹھہر جا... ٹھہر جا... رقاصہ میں ہی تجھے لے چلوں گا۔"

سنوکی اسے چھوڑ کر پیچھے ہٹ گئی... اور عقرب نے اٹھ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"کہاں لے جائے گا۔" آجا گانیہ نے پوچھا۔

"کیا یہ بھی مشروط ہے۔ معزز آجا گانیہ؟"

"نہیں، جہاں تیرا دل چاہے"

عقرب نے اس کا ہاتھ پکڑا تھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا تھا....

آجا گانیہ زور سے ہنسی پھر اس نے تین بار تالی بجائی تھی اور دوسرا طائفہ سنوکی والے طائفے کی جگہ رقص کے لیے آ گیا تھا۔

عقرب سنوکی کا ہاتھ تھامے باہر نکلا چلا آیا۔ اس کی عجیب حالت تھی سارے جسم سے پسینہ جاری تھا۔ اگر رات نہ ہوتی تو اس عورت کا ہاتھ چھوڑ کر جدھر

سینگ سماتے بھاگ نکلتا۔ وہ اس سے قد اور جسامت میں کہیں زیادہ تھی لیکن تھی طرح دار۔۔۔

"تو کچھ بولتا کیوں نہیں؟" سنوکی نے کچھ دیر بعد کہا۔

"ہاں ہاں، بولتا ہوں ابھی۔۔۔ لیکن تو بلدرانی نہیں معلوم ہوتی۔"

"اب تو بلدرانی ہی ہوں۔"

"اب تو۔۔۔ کی کیا بات ہے؟"

"میں نوغسکان کی بیٹی ہوں۔ نیرِ اعظم کی پرستار، اور تو اس منحوس چمگادڑ کا پجاری نہیں ہے۔"

"تجھے کیا معلوم۔۔۔؟"

"تم دونوں کو کون نہیں جانتا۔۔۔ لیکن اب تیرا بھائی چمگادڑ کا داماد بنے گا۔" سنوکی نے کہا اور زور سے ہنس پڑی۔

عقرب کچھ نہ بولا۔ کسی اجنبی کے آگے اس سلسلے میں زبان نہیں کھول سکتا تھا

"کیا تم دونوں اپنا مذہب ترک کر دو گے۔" سنوکی پھر بولی۔ "میں تو دل سے اب بھی نیرِ اعظم کی پرستار ہوں۔ چمگادڑ کے آگے صرف سر جھکاتی ہوں اور چپکے چپکے کہتی رہتی ہوں۔" او۔ اندھیروں کی جنی تجھ پر نیرِ اعظم کا عتاب نازل ہو اور تو اندھیرے میں بھی دیکھ سکے۔"

"یہ تو نے کیسی باتیں شروع کر دیں۔۔۔ آج تو خوشی کی رات ہے۔"

"میری خوشیاں نوغسکان میں رہ گئیں۔ میرا جسم یہاں ہے اور روح وہاں۔"

"پھر کیسے بات بنے گی، تو بہت غمزدہ معلوم ہوتی ہے۔"

"تجھے میرے غموں سے کیا سروکار۔۔۔"

"میں بھی تیری ہی طرح گوشت پوست کا آدمی ہوں، پتھر نہیں ہوں۔"

"تب تو تیرے بھائی کا نباہ اس سے نہیں ہو سکے گا۔"

"تو صرف میری بات کر۔۔۔"

"کیا بات کروں۔ کل تو کسی اور پہلو میں ہوگا۔"

عقرب کچھ نہ بولا۔ وہ اس عمارت کے قریب پہنچ گئے تھے جہاں سے عقرب روانہ ہوا تھا۔ اس نے دروازے کو دھکا دیا، لیکن وہ اندر سے بند تھا۔

"مارے گئے!" عقرب کراہا۔

"کیوں، کیا ہوا؟"

"اگر وہ سو گیا ہے تو یہاں سے میری آوازیں اس کے کانوں تک نہیں پہنچ سکیں گی۔" عقرب نے کہا اور زور زور سے دروازہ پیٹنے لگا۔

پہرے داروں نے انھیں آتے دیکھا لیکن کچھ بولے نہیں تھے۔ جب دروازہ دیر تک پیٹے جانے کا شور فضا میں گونجتا رہا تو ایک پہرہ دار ان کے قریب آ کھڑا ہوا۔

"کیا بات ہے؟" اس نے ڈپٹ کر پوچھا تھا اور کنکھیوں سے سنوکی کی طرف دیکھتا رہا۔ مشعل بھی ایسے ہی زاویے سے اٹھا رکھی تھی کہ روشنی اس کے چہرے پر پوری طرح لہراتی رہے۔

"میرا بھائی شاید سو گیا ہے، اس کی آنکھ نہیں کھل رہی۔" عقرب بولا۔

"تو اس کی نیند میں خلل کیوں ڈال رہے ہو۔" پہرے دار نے کسی قدر نرم لہجے میں کہا۔

"اچھا تو ہم کھلے آسمان کے نیچے رات گزار دیں۔"

"کچھ بھی کرو۔ شور مت مچاؤ۔"

"ارے تو جانتا بھی ہے میں کون ہوں؟" عقرب بھنا کر بولا۔

"کوئی بھی ہو، مجھے کیا۔"

"کیا تو اجاگانیہ کا غلام نہیں ہے؟"

"کیوں نہیں...؟"

"میں اُس کے پیوند کا بھائی ہوں۔"

"تم خود کیا ہو...؟"

"یہ تو بڑا عالم فاضل معلوم ہوتا ہے۔" عقرب نے سنوکی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"یہ تو بات بڑھا رہا ہے تاکہ مجھے گھورتا رہے۔" سنوکی نے نوغسکانی زبان میں کہا۔

"یہ تم کس زبان میں بولی تھی۔" پہریدار چونک کر بولا۔

"اپنے کام سے کام رکھو۔" عقرب بگڑ گیا!

"نہیں... بتاؤ... ہم اپنی زبان کے علاوہ اور کوئی زبان سُننا پسند نہیں کرتے!"

"اُس نے تم سے کچھ نہیں کہا تھا۔ مجھ سے کہا تھا۔"

"کیا کہا تھا؟"

"تمھیں کیوں بتاؤں۔"

"مجھے تلوار کھینچ لینے پر مجبور نہ کرو مہمان۔"

"اتنی ذرا سی بات پر تم تلوار کھینچ لوگے؟"

"جس زبان کو ہم نہ سمجھ سکتے ہوں۔ ہمارے سامنے بولنا جرم ہے۔ یہی ہے یہاں کا قانون۔ اگر تم مجھے نہیں بتاتے کہ اس عورت نے کیا کہا تھا۔ تو مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔"

"یہ عورت نہیں سنوکی ہے۔ درباری رقاصہ"

"کوئی بھی ہو، اس سے فرق نہیں پڑتا۔"

"اچھی بات ہے تو کرو کوشش۔ جتنی دیر میں تمہارا ہاتھ تلوار کے قبضے تک

پہنچے گا۔ میرا پیش قبض تمھارے پہلو میں اُتر جائے گا۔"

سنوکی نے بات بڑھتی دیکھی تو جلدی سے اُن کے درمیان آتی ہوئی بولی "خوشی کے اس موقع کو برباد نہ کرو۔ میں خود ہی بتائے دیتی ہوں کہ میں نے کہا تھا کہ اگر وہ دروازہ نہیں کھولتا تو تم میرے خیمے میں چلو۔"

"اسے لے جاؤ گی اپنے خیمے میں۔" پہرہ دار حقارت سے ہنس کر بولا۔

"میں اتنی دُور سے بھی اس کی ہڈیاں گن سکتا ہوں۔"

"بدبخت اب تو کھینچ ہی لے تلوار" عقرب غضبناک ہو کر بولا۔

"نہیں میری موجودگی میں ایسا نہیں ہو سکتا۔" سنوکی دونوں ہاتھ اُٹھا کر بولی۔ "اجاگانیہ کے نام پر دونوں دس دس قدم پیچھے ہٹ جاؤ۔"

پہریدار اُلٹے پاؤں پیچھے ہٹنے لگا تھا۔ عقرب نے جھرجھری سی لی۔ شاید اجاگانیہ کا واسطہ دینے پر وہی کرنا واجب ہو جاتا تھا جس کے لیے کہا گیا ہو، لیکن اس کے لیے پیچھے ہٹنا محال تھا۔ کیونکہ دروازے سے لگا کھڑا تھا پیچھے ہٹنے کی جگہ ہی نہیں تھی۔

"میں بے بس ہوں سنوکی۔" وہ جلدی سے اُونچی آواز میں بولا۔ "میری پسپائی کے لیے زمین نہیں ہے۔ دروازے سے لگا کھڑا ہوں۔"

"پیچھے تو تمھیں ہٹنا ہی پڑے گا۔" پہرے دار دس قدم پُورے کر کے رُکتا ہوا بولا۔

"کیا تم دیکھ نہیں رہے... یہ دروازہ۔"

"دروازہ توڑ دیا جائے اور تمھیں پیچھے ہٹنا ہی پڑے گا۔" پہریدار نے کہا اور دوسروں کو آوازیں دینے لگا۔ آناً فاناً آٹھ دس مسلح آدمی اُن کی طرف دوڑ آئے پہرے دار نے جلدی جلدی انھیں پُورا واقعہ سنایا اور وہ سب دروازے پر پل

پڑے تھے، لیکن عقرب کو اُس جگہ سے ہلنے بھی نہیں دیا تھا۔

"یہ کس مصیبت میں پھنسا دیا تم نے مجھے!" عقرب نے خود کو اس طوفانِ بدتمیزی سے بچاتے ہوئے سنوکی کو مخاطب کیا لیکن وہ کچھ نہ بولی، شاید اُسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا۔ ویسے اگر وہ آجا گانیہ کی قسم نہ دلاتی تو پہریدار ہرگز پیچھے نہ ہٹتا اور باتوں کی رَو میں اس کا خیال ہی نہیں رہا تھا عقرب کس طرح پیچھے ہٹ سکے گا۔

دروازہ توڑ دیا گیا۔ اس شور نے ایرج کو بھی بیدار کر دیا تھا۔ اُچھل کر پیچھے نہ ہٹ گیا ہوتا تو اُکھڑی ہوئی چوکھٹوں سمیت دروازہ اسی پر جا پڑا ہوتا۔ اس دوران میں عقرب کو اس جگہ سے ہلنے بھی نہیں دیا گیا تھا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟" ایرج حلق پھاڑ کر چیخا۔ لیکن عقرب نے پورے پورے قدم گن لینے کے بعد ہی ایرج سے بغل گیر ہو جانا چاہا تھا۔

"کیا ہو گیا ہے تجھے۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے؟" ایرج نے پیچھے ہٹتے ہوئے سوال کیا۔

"ابھی تک تو کچھ بھی نہیں ہوا لیکن اب کچھ نہ کچھ ہو کر ہی رہے گا۔" عقرب ہانپتا ہوا بولا اور جلدی جلدی اپنی بپتا سُنانے لگا۔ اُدھر پہریدار بیس قدم کے فاصلے پر کھڑا اُسے للکارے جا رہا تھا۔ ایرج نے قہر آلود نظروں سے پہرے دار کی طرف دیکھا اور عقرب سے بولا "تو نے پہلے ہی اُسے ٹھکانے کیوں نہیں لگا دیا!"

نہیں! یہ مناسب نہیں تھا۔" سنوکی بول پڑی جو اُن کے قریب ہی آ کھڑی ہوئی تھی۔ ایرج اس طرح چونکا جیسے پہلے اُسے دیکھا ہی نہ ہو۔

"سوال یہ ہے کہ ہمارے لیے مناسب یا غیر مناسب دیکھنے والی تم کون ہو؟" ایرج نے کہا۔

"میرا تم دونوں تک پہنچنا مقدّر ہو چکا تھا۔"

"جتنے بھی ملتے ہیں عالم بالا ہی کی خبر لاتے ہیں!" عقرب چڑھ کر بولا۔ سنوکی اُس کی طرف توجہ دیئے بغیر غضبناک پہریدار کی طرف مڑی تھی۔ اس نے پھر دونوں ہاتھ اُٹھائے اور پہرے دار سے بولی "آجا گانیہ کے نام پر چلا جا یہاں سے۔۔۔"

"عورت خاموش رہ۔۔۔" پہرے دار پیر پٹخ کر دھاڑا اور دانت پیس پیس کر بولا۔

"میرے نیزے کی اَنی پیاسی رہ گئی تیری وجہ سے۔۔۔ میں تم دونوں کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔۔۔ پھر سہی۔"

وہ تیزی سے مڑا اور وہاں سے چلا گیا۔ دوسرے پہرے دار بھی ایک ایک کر کے رخصت ہو گئے۔ انہوں نے صرف دروازہ اُکھاڑا تھا اُن کے معاملات میں مداخلت نہیں کی تھی۔

"اس دروازے کا کیا ہو گا؟" عقرب پُر تشویش لہجے میں بڑبڑایا۔

ایرج نے اُس وزنی دروازے کو چوکھٹ سمیت اُٹھایا اور اس طرح دیوار سے ٹکا دیا کہ ان کی اوٹ ہو گئی۔ پھر وہ سنوکی سے بولا "اب بتا کیا کہہ رہی تھی؟"

"کیا تم پراسرار قوتوں کے مالک مقوقس کو بھول گئے!" سنوکی نے آہستہ سے کہا اور وہ دونوں ہی چونک کر اُسے گھورنے لگے۔

"کیا اُس نے تمہیں ان اطراف کی زبانیں نہیں سکھائی تھیں؟ کیا وہ تمہارا استاد نہیں تھا؟" وہ پھر بولی۔

"تو کہنا کیا چاہتی ہے؟" ایرج غرّایا۔

"اُس نے بہت پہلے جو پیش گوئی کر دی تھی اب تک سب کچھ اسی کے مطابق ہوا ہے اور آئندہ بھی ہوتا رہے گا حتیٰ کہ بلدران خاک میں مل جائے گا

نیّرِ اعظم کی زندگی بخش حرارت سے محروم رہنے والی کی منحوس بیٹی مُردار خور پرندوں کی غذا بنے گی۔"

"صرف تمھارے کہہ دینے سے ...؟" عقرب نے مضحکہ اڑانے کے انداز میں سوال کیا۔

"میری بساط ہی کیا ہے... مقودمی ستاروں کا رازداں تھا۔"

عقرب کچھ اور ہی کہنے والا تھا کہ روح کی آواز سنائی دی "اس سے کچھ نہ چھپاؤ، دشمن نہیں، اچھے مشورے دے گی۔"

عقرب نے بوکھلا کر ان دونوں کی طرف دیکھا لیکن اُن دونوں کی آنکھوں میں لاتعلقی نظر آئی۔ تو گویا حسبِ معمول اُس کے علاوہ اور کسی نے روح کی آواز نہیں سنی تھی۔

"تم کھڑی کیوں ہو بیٹھ جاؤ۔" ایرج نے سنوکی سے نرم لہجے میں کہا۔

"بہت تھوڑا وقت ہے۔" سنوکی نے کہا "جو کچھ میں کہوں اس پر یقین کرو اسی میں بھلائی ہے۔"

"کچھ کہو بھی تو۔"

"بظاہر میں ایک سازش کے تحت یہاں آئی ہوں۔"

"تم خود ہی دیر لگا رہی ہو۔ جلدی سے پوری بات بتا جاؤ۔"

"میں اجاگانیہ کے مقربین میں سے ہوں۔ شاید پہلی غیر بلدرانی ہوں جس پر وہ اعتماد کرتی ہے۔ اس نے مجھے اس لیے بھیجا ہے کہ میں تم دونوں کو الگ کر دوں۔"

"کس طرح...؟" عقرب بولا۔

"جس طرح بھی ممکن ہو۔ آجاگانیہ کا خیال ہے کہ تم اسے اُس کے خلاف بھڑکاتے رہتے ہو۔ یہ تو بہت سیدھا سادا آدمی ہے۔"

"او۔ سیدھے سادھے آدمی، تو مجھے ضرور مروائے گا۔" عقرب نے ایرج کی طرف ہاتھ اُٹھا کر کہا لیکن ایرج نے اُس کی طرف توجہ دیئے بغیر سنوکی سے کہا "تو مجھے کہاں لے جائے گی؟"

"میں تجھے اجاگانیہ کی عیش گاہ میں لے جاتی... آجاگانیہ کے مطابق۔"

"میں بچہ تو نہیں ہوں کہ تو مجھے پھسلا لے جاتی۔"

"وہ سمجھتی ہے کہ میں بہت تیز طرار ہوں، مردوں کو راہ پر لانے کے مجھے گُر آتے ہیں۔"

"تو واقعی ایسی ہی معلوم ہوتی ہے۔" عقرب ہنس کر بولا۔

"مقدرات..." وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولی "میں دانش مند مقودمی کے ساتھیوں میں سے ہوں۔ جو بظاہر چمگادڑ کا پجاری تھا لیکن حقیقت کچھ اور تھی۔ اس نے مجھ سے کہا کہ ایک دن تو میری موت کی خبر سُنے گی۔ پھر ایک رات وہ آئے گی جب آگا جانیہ تجھ پر مکمل اعتماد کر کے تجھے اس کے پاس بھیجے گی جس کی کی آمد کا میں سالہا سال سے منتظر تھا..."

ایرج کی سوچ میں ڈوبی ہوئی آنکھیں سنوکی کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں اور وہ اس کی طرف دیکھے بغیر بولے جا رہی تھی "مجھے اُس کے حکم کی تعمیل کرنی ہے۔ کیونکہ اُس کی لاش ابھی تک بے گور و کفن پڑی ہے۔"

"مگر کیوں...؟ یہ تو کئی دنوں کی بات ہے۔" ایرج نے اضطراب کے ساتھ کہا۔

"اُس نے مجھ سے یہی کہا تھا کہ جنوب سے آنے والا ہی اُس کی تدفین کرے گا۔ صرف تم اُس کے لاشے کو ہاتھ لگا سکو گے۔ تمھیں تنہا یہ فرض انجام دینا ہے۔"

"تو بڑی عجیب باتیں کر رہی ہے، عورت!"

"عورت نہیں رقاصہ ہے۔" عقرب جلدی سے بولا۔

"تو چپ رہ . . ."

سنو کی ایرج کی طرف دیکھے بغیر مسکرائی تھی۔ ایرج نے کہا "تو مجھ سے آنکھیں کیوں نہیں ملاتی؟"

"تیری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کوئی عورت پھر تیرے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔ عالمِ ارواح کے سیار مفقود مبی ہی نے یہ بات بھی کہی تھی اور کہا تھا کہ میں اُس کی طرف سے تجھے نظریں نیچی رکھنے کی تلقین کروں۔"

"میری طرف سے تو نقاب ہی پہنا دے۔" عقرب ہنس کر بولا "کیونکہ جب بھی اسے دیکھتا ہوں کسی اور طرف نکل جانے کو جی چاہتا ہے۔"

"اس بات کو ہنسی میں نہ اُڑا۔ بہت وقت ضائع ہو چکا۔ اپنے بھائی سے کہہ دے کہ مجھ پر اعتماد کر لینے ہی میں بھلائی ہے، ورنہ . . ."

ورنہ۔ کیا . . . ؟" ایرج نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"ورنہ تم دونوں زندگی بھر اس پیچاک سے نہیں نکل سکو گے۔"

ایرج کسی سوچ میں پڑ گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد سر اٹھایا اور اس کی طرف دیکھے بغیر بولا "اچھا، صرف ایک طرح میں تیری بات پر یقین کر لوں گا۔ یہ میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ مفقود مبی بھی جانتا تھا کہ میں آسانی سے یقین نہیں کر لیتا کسی بات پر، . . . . . تو کسی ایسی بات کا حوالہ دے جو صرف ہم دونوں اور مفقود مبی تک محدود رہی ہو۔"

سنو کی سر جھکا کر زور سے ہنسی اور بولی "واقعی وہ بہت بڑا دانشمند تھا۔ آنے والی باتوں کو اس طرح دیکھ لیتا تھا جیسے پانی میں کوئی اپنا عکس دیکھے۔ اُس نے کہا تھا کہ تم یہی سوال کرو گے اور اُس نے مجھے جواب بھی بتا دیا تھا۔ وہ

بات صرف تم تینوں تک محدود رہی تھی۔ اس نے کہا کہ ایک دوڑتے ہوئے بیل نے تم دونوں کو اُس تک پہنچایا تھا۔"

ایرج اور عقرب ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھ کر رہ گئے، پھر ایرج تھوڑی دیر بعد بھرائی ہوئی آواز میں بولا "مجھے یقین آگیا ہے، چل . . . . . کہاں لے چلتی ہے۔"

دربار پھر لگ گیا تھا اور آجاگانیہ آپے سے باہر ہو رہی تھی، سب ہاتھ باندھے دم بخود کھڑے تھے۔ آخر اُن میں سے ایک نے زبان کھولنے کی ہمت کی۔

"ہماری زندگیوں کی مالک! ہم سب ہی قصوروار نہیں ہیں۔ ہم نے صرف دروازہ اُکھاڑا تھا۔ اُن سے اُلجھے نہیں تھے۔ ہم یہ بھی نہیں جانتے کہ توراج اُن سے کیوں اُلجھا تھا۔"

"توراج۔ سامنے آجا..." آجاگانیہ غرّائی۔

پہرے دار نے صف سے نکل کر ایک قدم آگے بڑھایا۔ وہ بُری طرح کانپ رہا تھا۔

"کیا کہتا ہے؟"

"اے میری زندگی کی مالک... اُس عورت نے غیر زبان میں مہمان سے

کچھ کہا تھا۔ میری موجودگی میں کہا تھا، اس لیے میں ان دونوں سے باز پُرس ہوا تھا۔"

"اور کسی نے کچھ نہیں بتایا تھا؟"

"نہیں میری زندگی کی مالک... مہمان مرنے مارنے پر آمادہ ہو گیا۔ پھر اُس عورت نے تیری قسم دے کر کہا کہ ہم دونوں دس دس قدم پیچھے ہٹ جائیں۔ میں نے فوراً تعمیل کی تھی لیکن مہمان کی پُشت دروازے سے لگی ہوئی تھی۔ وہ پیچھے نہیں ہٹ سکتا تھا اس لیے دروازہ اکھاڑا گیا۔"

"پھر تو نے جھگڑا کیا تھا؟"

"اس عورت نے مجھے بے بس کر دیا تھا۔ اُس نے پھر تیری قسم دی تھی کہ میں وہاں سے چلا جاؤں۔"

"اور تو...!"

"میں نے قسم کا احترام کیا تھا، میری زندگی کی مالک۔"

وہ کچھ اور کہنا چاہتی تھی کہ بائیں جانب والے دروازے سے ایک عورت برآمد ہوئی اور تیز قدموں سے چلتی ہوئی تخت کی جانب آئی۔ آجاگانیہ اُس کی طرف متوجہ ہو گئی۔ اُس نے جُھک کر آہستہ آہستہ اس کے کان میں کچھ کہا اور آجاگانیہ بہت زیادہ مضطرب نظر آنے لگی۔ اُس نے ہاتھ ہلا کر عورت کو چلے جانے کا اشارہ کیا... اور درباریوں میں سے ایک کی طرف انگلی اٹھائی، وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر احتراماً جھکا۔

"ان تینوں کو فوراً حاضر کیا جائے۔" آجاگانیہ غرّائی۔

درباری پھر جھکا اور باہر نکل گیا۔ آجاگانیہ نے جام بریز کرنے کا اشارہ کیا... عورت نہ جانے کیا خبر لائی تھی جس کے بعد سے وہ بہت زیادہ بے چین، نظر آنے لگی تھی۔

جام سے پے در پے کئی گھونٹ لینے کے بعد اُس نے پھر ایک درباری کی طرف اُنگلی اُٹھائی اور بولی "تو بھی جا۔ اُنھیں جلد حاضر کرتا کہ جلد فیصلہ کر سکوں۔"

وہ بھی اُٹھ کر چلا گیا۔

"میں نے ایک بات بھی غلط نہیں کہی ہے!" تو راج پہرے دار بھرائی آواز میں بولا۔

"خاموش رہ!" آجا گانیہ دھاڑی۔

پُورے دربار پر سنّاٹا چھا گیا۔ وہ قہر آلود نظروں سے ایک ایک کو گھُورے جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں درباری عجیب سے عالم میں نمودار ہوئے۔ اُن کے پیچھے چار آدمی کسی کا پلنگ شانوں پر اُٹھائے چلے آ رہے تھے اور پلنگ سے خراٹے فضا میں بلند ہو رہے تھے، آجا گانیہ سختی سے ہونٹ بھینچے انھیں گھُورتی رہی۔ پلنگ اُس کے تخت سے تھوڑے ہی فاصلہ پر رکھ دیا گیا۔ عقرب چت پڑا خرّاٹے لے رہا تھا۔

"وہاں اس کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ سنہرے پروں والی کی بیٹی..." ایک درباری نے مؤدبانہ کہا۔

"اسے کیا ہوا ہے؟"

"یہ کسی طرح بیدار ہی نہیں ہوتا تھا۔ اِس لیے اس طرح حاضر کیا گیا ہے۔"

"اُسے جگاؤ..." آجا گانیہ خالی جام پٹخ کر دھاڑی۔

عقرب کو جھنجھوڑا جانے لگا۔ لیکن اُس نے آنکھیں نہ کھولیں۔ بس اتنا ہوا تھا کہ خراٹے رُک گئے تھے۔ اُٹھا کر بٹھانے کی بھی کوشش کی گئی لیکن بے سود آنکھیں تو بند ہی تھیں اور جسم اتنا ڈھیلا تھا کہ ہاتھوں سے چھُوٹتے ہی پھر دھڑ سے پلنگ پر گر جاتا تھا۔

آخر درباری طبیب نے فیصلہ کیا کہ وہ بے ہوش ہے۔

"تو کھڑا منہ کیا دیکھ رہا ہے۔ اُسے ہوش میں لا" آجا گانیہ چیخی اور پھر عقرب کی وہ دُرگت بنی تھی کہ اُس کی جگہ اگر کوئی مُردہ بھی ہوتا تو چیخ پڑا ہوتا۔ لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔ اُس عالم میں بھی خراٹے ہی سُنے جا رہے تھے۔ دفعتہً بائیں جانب والے دروازے سے پھر وہی عورت نمودار ہوئی جس نے کچھ دیر پہلے آجا گانیہ کو کوئی اطلاع دی تھی۔

اُس نے آجا گانیہ کی طرف دیکھ کر مایوسانہ انداز میں اپنے ہاتھ ہلائے۔

اور آجا گانیہ طبیب کی جانب مڑ کر چیخی "اُسے فوراً ہوش میں لا، ورنہ تجھے اپنے ہی ہاتھوں سے قتل کر دوں گی۔"

بیچارے طبیب کے ہاتھ پیر پھُول گئے اور پھر اُس نے ایک بڑی بتّی بنائی اور اُسے شراب میں ڈبو کر عقرب کی ناک کے بائیں نتھنے میں چڑھانے لگا۔

بڑی چھینک شگاف چھینک تھی، اور چھینک کے ساتھ بوکھلا کر اُٹھ بیٹھا تھا۔ طبیب نے کھڑے ہوئے لوگوں کو اشارہ کیا کہ وہ اُسے جکڑ کر اسی طرح بٹھائے رکھیں۔ بتّی اب اُس کے دائیں نتھنے میں داخل ہو رہی تھی... اور اُس کا سر ایک آدمی کی گرفت میں تھا۔ دوسری چھینک پر اُس نے آنکھیں کھول دیں اور سہمے ہوئے انداز میں چیخنے لگا۔ پھر اٹھ کھڑے ہونے کی کوشش کر ڈالی تھی۔ لیکن اُسے پلنگ پر سے ہلنے بھی نہ دیا گیا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟"

"ہٹ جاؤ... اب اُسے چھوڑ کر ہٹ جاؤ۔" آجا گانیہ نے اُسے گھورتے ہوئے کہا۔

انھوں نے فوراً تعمیل کی اور عقرب آنکھیں مَل مَل کر چاروں طرف دیکھتا رہا

آخر کار اُس کی نظر آجاگانیہ پر جا پڑی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔ ملکۂ عالم... میں یہاں کیسے؟ اوہ، ارے یہ تو وہی پلنگ ہے جس پر میں سویا تھا۔"

"وہ دونوں کہاں گئے؟" آجاگانیہ غرّائی

"کون دونوں؟"

"سنوکی اور ایرج؟"

"سس... سس... سنوکی... ارے میری ماں!" وہ پلنگ سے اُچھل کر فرش پر آیا تھا اور دونوں ہاتھ اُٹھا کر چیخنے لگا۔ "سنوکی، سنوکی!"

"خاموش رہ... تو اس وقت دربار میں ہے۔" آجاگانیہ زور سے بولی۔ "تو بیدار نہیں ہو رہا تھا۔ اس لیے بستر سمیت یہاں لایا گیا ہے۔"

"اور وہ دونوں..." ایرج ہونقوں کی طرح بولا۔

"تُو بتائے گا کہ وہ دونوں کہاں ہیں؟"

عقرب دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر فرش پر اُکڑوں بیٹھ گیا۔ دربار پر سناٹا چھایا ہوا تھا۔ آجاگانیہ خاموشی سے عقرب کو دیکھے جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد عقرب سر اُٹھا کر کراہا۔ "دغا بازی ہوئی ہے میرے ساتھ۔ بھلا میں سنوکی کو اور کہاں لے جاتا۔ وہیں لے گیا تھا۔ تیرے پہرے دار سے تکرار ہوئی۔"

"تکرار کس بات پر ہوئی تھی؟"

عقرب نے جھگڑے کا قصّہ شروع کر دیا۔ آجاگانیہ خاموشی سے سُنتی رہی پھر بولی۔ "اُس نے تم سے اپنی زبان میں کیا کہا تھا؟"

"اُس نے کہا تھا کہ وہ دروازہ نہیں کھول رہا تو میرے خیمے میں چلو۔ اس پر تیرے پہرے دار نے میری توہین کی تھی۔ مجھے میرے دُبلے پن کا طعنہ دے کر

سنوکی کا مضحکہ اُڑایا تھا۔"

"کیا یہ سچ کہہ رہا ہے توراج؟" آجاگانیہ پہرے دار کی طرف دیکھ کر دھاڑی۔ "جلدی بتا۔"

"مم... مجھ سے قصور ہوا تھا، مالکہ۔"

آجاگانیہ تخت پر زور سے ہاتھ مار کر دھاڑی۔ "توراج کی گردن اُڑا دی جائے۔"

"رحم... رحم!" توراج گڑگڑایا۔

"لے جاؤ۔" وہ ہاتھ اُٹھا کر چیخی اور کچھ آدمی توراج کو پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے باہر لے گئے۔

"تو اپنا بیان رکھ۔" آجاگانیہ عقرب کو قہر آلود نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی۔

اور عقرب نے جلدی جلدی کہنا شروع کیا۔ "میری مٹی پلید کر گئی وہ حرافہ اسی لیے میں نشہ اور عورت دونوں سے دور بھاگتا ہوں۔ وہ اس عمارت میں میرے ساتھ تھی۔ مجھے پیاس لگی، میں نے اُٹھ جانا چاہا، لیکن اُس نے کہا تم لیٹے رہو میں تمھارے لیے پانی لاتی ہوں۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ پانی مجھے تیرے آگے اس طرح پانی پانی کرے گا۔"

"کیا بک رہا ہے۔ سیدھی بات کر۔"

"آگے کوئی بات ہی نہیں ہے۔ اس کے لائے ہوئے پانی کو پینے کے بعد کا مجھے ہوش ہی نہیں کہ پھر کیا ہوا تھا۔ اب یہاں دیکھ رہا ہوں کہ کیا ہو رہا ہے۔ ہائے میرا بھائی بے چارہ... اول درجے کا احمق ہے۔ شاید وہ اُسے پھسلا لے گئی۔"

"کہاں لے گئی؟"

اے شہزادی میں کیا بتاؤں، تو دیوتاؤں کی اولاد ہے اپنی رُوحانی قوتوں

کو للکار اور معلوم کر لے کہ کہاں لے گئی ہے۔"

"بکواس بند کر اور سچی بات بتا دے۔"

"میں جھوٹ تو نہیں بول رہا۔ ویسے تو ملکہ ہے خواہ مخواہ بھی مجھے قتل کرا سکتی ہے۔"

"تلاش کرو۔ اُن دونوں کو۔۔" آجاگانیہ دونوں ہاتھ تخت پر مار کر دھاڑی "تم سب جاؤ۔"

سارے درباری ایک دوسرے پر گرتے پڑتے دربار سے نکلے چلے گئے، صرف تُوراج کے ساتھی اور پہرے دار وہیں کھڑے رہے۔

"تم بھی جاؤ بدبختو!" وہ ان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر بولی "تم بے قصور ثابت ہوئے۔" وہ یکلخت سجدے میں گر گئے تھے، پھر اُٹھے اور بھیڑیا دھسان دوڑ لگائی تھی نکاسی کے دروازے کی طرف۔

"واقعی تو بڑی انصاف پسند ہے۔" عقرب سر ہلا کر بولا۔ اب دربار میں ان دونوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔

وہ عورت پھر دکھائی دی جو پہلے بھی دو بار اجاگانیہ کو اطلاع پہنچا چکی تھی؟

"نہیں، مالکہ۔ کوئی بھی نہیں۔ وہاں سناٹا ہے۔" اُس نے کہا۔

"وہاں کے سارے چراغ بجھا دے۔ پھولوں کو پیروں سے روند ڈال، بستر کو آگ لگا دے۔"

"مم۔۔۔ مالکہ۔۔۔"

"وہی کر جو میں کہہ رہی ہوں۔ وہ کتیا مجھ سے چال چل گئی ہے۔ جب تک اپنے بستر پر اُس کے لہو سے چھڑکاؤ نہیں کر لیتی۔ ہر عیش حرام ہے مجھ پر۔"

"ہائے میرا بھائی۔۔۔" عقرب دونوں ہاتھوں سے بایاں پہلو دبائے ہوئے کراہتا رہا۔

"سچ مچ وہ احمق ہی ہے جو اس حقیر عورت کی باتوں میں آگیا۔" آجاگانیہ بولی۔

"ارے کہیں لے جانا تھا تو مجھے ہی لے جاتی۔ تیرے سہاگ پر کیوں ڈاکہ ڈالا۔ میرا ماتھا تو اسی وقت ٹھنکا تھا جب تو نے مجھ سے جشن میں شریک ہونے کی فرمائش کی تھی۔"

اجاگانیہ کچھ نہ بولی۔ عقرب بدستور آہیں بھرتا اور کراہتا رہا، پھر چونک کر بولا "بھلا بلدران کی ملکہ سے بچ کر کہاں جائے گی؟"

"ہاں، مجھ سے بچ کر کہاں جائے گی، میرے فراق کی گھڑیاں کچھ اور طویل ہو جائیں گی۔ وہ غلام زادی نوغسکانی کتیا۔۔۔ اس قابل نہیں تھی کہ اس پر اعتماد کر لیتی۔"

"غلطی مجھی سے ہوئی۔ اُسے اُس کے خیمے ہی میں لے جاتا۔"

"بس اب خاموش رہ، مجھے کچھ سوچنے دے۔" وہ ہاتھ اُٹھا کر بولی۔

عقرب نے فرش سے اُٹھ کر پلنگ پر لیٹ جانا چاہا تھا۔

"یہ کیا کر رہا ہے؟"

ابھی صبح تو نہیں ہوئی۔ اپنی نیند پوری کروں گا۔"

"یہاں دربار میں۔۔۔؟" وہ آنکھیں نکال کر بولی۔

"پھر کہاں جاؤں؟ پلنگ تو یہاں اُٹھوا منگایا ہے تو نے۔"

"چپ چاپ اِدھر بیٹھ جا اور تو بھی جاگتا رہ میرے ساتھ، مجھے تو اُس کے بغیر نیند نہیں آئے گی، خواہ دس ہزار سال تک یونہی بیٹھی رہوں۔"

"دو چار گھڑی تو بیٹھا نہیں جائے گا مجھ سے، تو دس ہزار سال کی بات کر رہی ہے۔"

"تخت کے بائیں گوشے پر بیٹھ جا... بکواس نہ کر، میرے لیے جام بریز کر جب تک تیرا بھائی نہیں مل جاتا، تیرے ہی ہاتھوں سے پیوں گی۔"

"تب تو میرا بھائی مجھے بڑے عذاب میں ڈال گیا ہے۔"

"کیسا عذاب...؟"

"اس کی بُو سے میرا دل گھٹنے لگتا ہے۔" عقرب صراحیوں کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"تبھی تو اتنا ناتجربہ کار ہے کہ کتیاں تجھے جُل دے جاتی ہیں۔"

"میرا بھائی لے گئی ہے مجھے کچھ دے نہیں گئی۔"

"چپکا بیٹھا رہ اور صراحی اُٹھا کر میرا جام بریز کر دے۔"

::: ::: :::

بالآخر دونوں مقودمبی کے غار تک پہنچ گئے۔ ابھی سورج طلوع نہیں ہوا تھا۔ اندھیرے کی ملگجی سی چادر فضا پر محیط تھی۔ ایرج کے اندازے کے مطابق انھوں نے کم از کم چودہ میل لمبا، دشوار گزار راستہ طے کیا تھا۔ دونوں گھوڑے سنوکی ہی نے مہیا کئے تھے، ایرج راستے بھر حیرت کرتا آیا تھا کہ دونوں گھوڑے کہیں بھی ٹھوکر کھائے بغیر اندھیرے میں کس طرح دوڑے جا رہے ہیں۔ وہ راستہ تو روز روشن میں بھی مصیبت بن جاتا۔

یہ عورت سنوکی بھی اُس کے لیے معمّہ بن کر رہ گئی۔ اُس عمارت سے اس طرح نکال لے گئی تھی کہ پہرے داروں کو کانوں کان خبر نہیں ہو سکی تھی، یہ ایک چور دروازہ تھا اور اُس کی نکاسی عمارت کے عقب میں ہوتی تھی۔ جہاں اُونچی نیچی چٹانوں کا سلسلہ دور تک پھیلا ہوا تھا۔ بس وہ دونوں چھپتے چھپاتے نکل کھڑے ہوئے تھے۔

کچھ دُور پیدل چلنے کے بعد اُنہی چٹانوں کے درمیان ایک بوڑھی عورت نے ان کی پذیرائی کی تھی۔ پھر اُسی بوڑھی عورت نے ان کے لیے دو گھوڑے بھی مہیا کئے تھے۔

سنوکی نے غلط نہیں کہا تھا۔ مقودمبی کی لاش وہیں پڑی تھی لیکن پہچانی نہیں جاتی تھی۔ وحشیوں نے اُسے کچل کر رکھ دیا تھا۔ لیکن ایسا لگتا تھا جیسے یہ واردات کچھ دیر پہلے ہوئی ہو۔ تازہ تازہ خون اب بھی زخموں سے رِس رہا تھا اور غار میں عجیب سی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔

سنوکی رونے لگی۔ اس طرح بین کر رہی تھی جیسے اُس کا باپ مر گیا ہو۔ پھر ایرج نے ایک اور عجیب سی بات محسوس کی تھی۔ غار کے باہر اندھیرا تھا لیکن غار کے اندر اتنی روشنی تھی کہ وہ سب کچھ دیکھ سکتے تھے۔ روشنی کہاں سے آ رہی تھی؟ اس کا جواب نہ مل سکا۔

ایرج بھی دل گیر ہوا تھا مقودمبی کی لاش دیکھ کر بڑا ہمدرد تھا۔ اُس کے ساتھ جو وقت بھی گزرا تھا سکون و اطمینان سے گزرا تھا۔

"کیا یہ صحیح تھا کہ زنگورا مقودمبی کا قاتل تھا؟" ایرج نے سنوکی سے پوچھا۔

"ہاں! وہی درندہ... اور بالآخر وہ بھی اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ خود اُسی کے آدمیوں نے اُسے چھید کر رکھ دیا۔ میں نے اُس کی لاش بھی دیکھی تھی، بالکل اسی طرح وہ بھی پہچان میں نہیں آتی تھی... لیکن مقودمبی تمھاری ہی وجہ سے مارا گیا۔"

"میری وجہ سے کیوں؟" ایرج نے حیرت سے پوچھا۔

"زنگورا سمجھتا تھا کہ تمھاری طاقت اور شہزوری مقودمبی ہی کے جادو کی مرہون منت ہے لہٰذا اگر اُسے مار ڈالا جائے تو تم معمولی آدمیوں کی طرح کمزور ہو جاؤ گے۔"

ہونہہ۔۔" ایرج شانوں کو جنبش دے کر بولا "میرے علاقے کا کوئی بھی پہلوان میرے مقابل نہیں آسکا۔۔۔ اس وقت کہاں تھا مقودمبی کا جادو۔۔۔؟"

"زنگورا تو یہی سمجھتا تھا۔"

"زندہ ہوتا تو میرے ہاتھوں مارا جاتا۔۔۔"

"خیر اب تدفین کی فکر کرو، بہت کام پڑا ہے۔ ہاں، اُس نے یہ بھی کہا تھا کہ تدفین کے وقت جو ہدایات ملیں اسی کے مطابق تمھیں آئندہ عمل کرنا ہوگا۔"

"تدفین کے وقت کس سے ہدایات ملیں گی؟"

"یہ میں نہیں جانتی۔" سنوکی نے کہا۔ "بس اُس کا پیغام تم تک پہنچا رہی ہوں۔"

پھر غار ہی میں ایرج کو ایسے اوزار مل گئے تھے جن کی مدد سے وہ قبر کھود سکتا تھا۔ کھدائی شروع کرنے سے قبل اُس نے سنوکی سے کہا تھا "تم کسی اُونچی جگہ پر پہنچ کر ہر طرف نظر رکھو۔ ہماری تلاش بڑی شد و مد سے ہو رہی ہوگی۔"

"فکر نہ کرو۔ اس طرف کسی کا خیال بھی نہیں جائے گا۔"

"کیا آجا گانیہ کی نظروں میں مقودمبی اتنا اہم تھا؟"

"یہ میں نہیں جانتی لیکن وہ تصور بھی نہیں کر سکتی کہ میرا کوئی تعلق مقودمبی سے بھی رہا ہوگا۔ وہ یہی سمجھ رہی ہوگی کہ میں تمھیں نوغسکان کی طرف لے اُڑی ہوں۔"

"پتا نہیں عقرب کس حال میں ہوگا۔"

"اگر اس نے میری ہدایت کے مطابق عمل کیا ہوگا تو اچھے ہی حال کی توقع رکھو۔"

"اُس کے بغیر میرا دل نہیں لگ رہا۔ اُس کے ساتھ میں بھی آگ میں

کود سکتا ہوں۔"

"مقودمبی کی پیش گوئی کے مطابق وہ تمھیں بہت جلد ملے گا اور اس طرح ملے گا کہ تم اس کے پیچھے رہ جانے ہی کو اپنی خوش قسمتی سمجھو گے۔"

ایرج کچھ نہ بولا، خاموشی سے قبر کھودتا رہا۔ سنوکی پھر غار میں چلی گئی اور کچھ دیر بعد واپس آکر بولی "میں نے اُس کو اُسی چادر میں لپیٹ دیا ہے جس کے لیے اُس نے پہلے ہی سے ہدایت کر دی تھی۔"

"اوہو۔ تو وہ اپنا کفن بھی تمھارے حوالے کر گیا تھا؟"

سنوکی نے غمناک انداز میں سر کو جنبش دی۔ ٹھیک اسی وقت کدال کا پھل دھات کی کسی چیز سے ٹکرایا تھا۔ ایرج جھک کر دیکھنے لگا۔ "ارے یہ یہ کیا ہے؟" اُس نے کہا۔

سنوکی بھی گڑھے میں کود گئی اور اس جگہ سے مٹی ہٹانے لگی جہاں کدال کا پھل لگنے سے آواز آئی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے اُس نے کسی وزنی دھات کا ڈبہ کھود کر نکالا۔

اور پھر دونوں ہی اُسے کھولنے میں لگ گئے۔ ڈبہ کھلا اور اس میں سے کسی جانور کی تہہ کی ہوئی کھال کا ٹکڑا برآمد ہوا۔ ایرج نے تہہ کھول ڈالی۔ کھال پر کچھ لکھا ہوا تھا لیکن ایرج اُسے نہ پڑھ سکا۔ البتہ سنوکی کی آنکھوں میں خاص قسم کی چمک پیدا ہوئی تھی۔

"تم میری زبان بول سکتے ہو لیکن شاید پڑھ نہیں سکتے۔" اس نے ایرج سے کہا۔

"تو کیا یہ تحریر نوغسکانی میں ہے؟"

"ہاں۔۔۔ اور میں اسے پڑھ سکتی ہوں۔ لیکن پہلے یہ بتاؤ۔ کیا میں نے

قبر کے لیے جگہ تجویز کی تھی؟"

"نہیں..." ایرج سر ہلا کر بولا۔ "میں نے ہی نرم مٹی والی یہ جگہ تلاش کی تھی، تم نے کوئی مشورہ نہیں دیا تھا۔"

"کتنی عجیب بات ہے، مقودمبی نے یہی تو کہا تھا کہ اُس کی تدفین کے وقت ہدایات ملیں گی۔"

"تت - تو کیا - یہ ہدایات..."

"ہاں اس پر ہدایات ہی درج ہیں، اب تم پہلے اُسے دفن کر دو پھر میں تمھیں سب کچھ بتا دوں گی۔"

ایرج تندہی سے کھدائی کرنے لگا تھا۔ مقودمبی کی تدفین کے بعد سنوکی پھر روئی تھی اور ایرج بھی آبدیدہ ہو گیا تھا۔ لیکن اُس کے غم میں زیادہ حصہ عقرب کی جدائی کا تھا۔ مقودمبی کے لیے وہ اس حد تک مغموم نہیں تھا کہ سنوکی کی طرح رونے لگتا۔ اب اُسے سچ مچ یہی محسوس ہو رہا تھا جیسے اپنا آدھا جسم کہیں اور چھوڑ آیا ہے۔ دفعتہً سنوکی خاموش ہو گئی۔ چند لمحے ساکت رہ کر بولی۔ "اب ہمیں آگے بڑھنا ہے، اگر تم اس ہدایت پر یقین کر لو۔"

"تو نے ابھی تک کچھ کہا ہی نہیں یقین کس بات پر کر لوں۔"

"اس میں لکھا ہے۔" وہ کھول کے ٹکڑے کو پھیلاتی ہوئی بولی۔ "تو اسی عورت کے توسط سے اپنے مقاصد حاصل کر سکتا ہے۔ جہاں لے جائے چلا جا۔ اسی میں تیری بہتری ہے۔ اس قول کی صداقت کو اس بات سے پرکھ کہ تو نے ایک معزز آدمی کی کھوپڑی ایک بدطینت آدمی کے پیروں کے نیچے سے ہٹائی اور ایک چھ انگلیوں والے شیطان کو اس طرح مارا کہ اس کے خون کا ایک قطرہ بھی زمین پر نہیں گرا تھا۔"

ایرج نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں اور بولا۔ "مجھے تجھ پر اعتماد کرنا پڑے گا۔ کسی نے بڑی سچی باتیں لکھی ہیں۔"

"میں تمھیں نوغسکان لے چلوں گی۔"

ایرج کچھ نہ بولا۔ لیکن آنکھوں سے یہی ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ اُس سے متفق ہو گیا ہے۔

مقودمبی کے غار میں اُنھیں خورد و نوش کا سامان بھی ملا جو اس سفر میں کام آیا۔ ایک سالخوردہ صندوق سے کچھ ملبوسات بھی برآمد ہوئے تھے۔ سنوکی نے انھیں دیکھ کر کہا۔ "کتنی آسانیاں پیدا ہوتی جا رہی ہیں۔ یہ خانہ بدوشوں کے زنانہ اور مردانہ ملبوس ہیں۔ ہم دونوں اسی وضع سے سفر کریں گے اور یہ ظاہر کریں گے کہ اپنے قبیلے سے بچھڑ گئے ہوں۔"

"تو جو کچھ بھی کہے گی کرنا پڑے گا۔" ایرج نے کہہ کر طویل سانس لی۔

سہ پہر کو ایرج نے گھوڑوں پر زینیں کس دی تھیں۔ چرمی تھیلوں میں سامان بھرا تھا اور وہاں سے روانہ ہو گئے تھے۔

"مقودمبی بھی عجیب تھا۔" ایرج نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "اُس نے میرے لیے سب کچھ سوچا۔ لیکن یہ نہ سوچا کہ میں تقریباً غیر مسلح ہوں گا۔ آجا گابنہ نے ہم دونوں کے پاس ایک ایک پیش قبض کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں رہنے دیا تھا۔"

"تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"کہہ چکا جو کچھ کہنا تھا۔"

"یعنی تمھیں اس پر افسوس ہے کہ تمھارے پاس آگ اُگلنے والی نلکی نہیں ہے؟"

"ہم اس کے عادی ہیں۔"

"اگر فی الحال تمھارے پاس وہ نہیں ہے تو اس میں بھی کوئی حکمت ہو گی۔"

ایرج نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی تھی۔ کچھ بولا نہیں تھا۔ پھر سورج مغرب میں جھکنے لگا تھا۔ "کیا رات میں بھی سفر جاری رہے گا؟" ایرج نے کہا۔

"اگر ایسا ہو سکے تو بہت اچھا ہے۔"

"ناممکن۔ مقودمبی کے غار تک یہ گھوڑے دیکھے بھالے راستے پر آئے تھے۔"

"میں نے اس پر غور نہیں کیا۔"

"ان کی حالت بتا رہی ہے کہ وہ غار سے آگے کبھی نہیں بڑھے۔"

"تب پھر رات کو پڑاؤ کی سوچو۔"

"کوئی محفوظ جگہ تلاش کرنی پڑے گی، کیونکہ ہم آگ بھی جلائیں گے، کہیں کوئی غار مل جاتا تو بہتر تھا۔"

"میں تمھیں سچی بات بتا ہی دوں۔" سنوکی نے کسی قدر تردد کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"کیا ابھی اور کوئی سچی بات باقی ہے؟"

"ہاں، بنیادی بات۔ میں بھی اندھوں کی طرح مقودمبی کی ہدایات پر عمل کر رہی ہوں۔ مجھے تو اب نوغسکان کا راستہ ہی یاد نہیں رہا۔"

ایرج نے یکلخت گھوڑا روک دیا اور اس طرح اُس کی طرف دیکھنے لگا، جیسے اُس نے اپنے سر پر سینگ نکل آنے کی خبر سنائی ہو۔ سنوکی نے بھی گھوڑا روک دیا اور نظر چُراتی ہوئی بولی۔ "مجھے اس طرح نہ دیکھو۔ میں بہت چھوٹی سی تھی جب بلدرانی لیرڈے مجھے نوغسکان سے اُٹھا لائے تھے۔ وہ واقعہ مجھے خواب کی طرح یاد ہے اور بس۔۔۔"

"تو پھر تو مجھے کہاں لے جا رہی ہے؟"

"مقودمبی کی ہدایت کے مطابق نوغسکان ہی لے جاؤں گی۔ اس نے مجھے راستوں کے بارے میں بتایا تھا اور راہ میں کچھ نشانیوں کا حوالہ دیا تھا۔"

"پیش گوئیاں غلط بھی ہو جاتی ہیں۔ پھر سوچ لے۔"

"کچھ سوچنے کا وقت گزر چکا ہے۔"

"میں تو آنکھ بند کر کے کنویں میں چھلانگ لگا دینے کا قائل نہیں ہوں۔"

"مجھ سے غلطی ہوئی۔" وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔ "تم سے سچی بات کرنی چاہیے تھی۔ تم چُپ چاپ چلے چلتے اور ہم بالآخر نوغسکان ہی پہنچتے۔"

"میں تو یہاں سے ایک انچ بھی آگے نہ بڑھوں گا۔" ایرج نے کہا۔ اور گھوڑے سے اُتر پڑا۔

سنوکی مُردہ سی آواز میں بولی۔ "تمھاری مرضی۔ لیکن ہوگا وہی جو نوشتۂ تقدیر ہے۔"

ایرج بغور اپنے اطراف و جوانب کا جائزہ لے رہا تھا۔ آخر ایک جگہ نظر جا پڑی۔ چٹان کی بناوٹ بتا رہی تھی کہ اُس کی تہہ میں ضرور کوئی غار ہوگا۔ "تو یہیں ٹھہر۔" ایرج نے اُسی سمت ہاتھ اُٹھا کر کہا۔ "میں اُدھر جا کر دیکھتا ہوں۔"

"کیا دیکھو گے؟"

"شب بسری کے لیے کوئی مناسب سی جگہ۔"

"تو تم نہیں مانو گے میری بات۔"

"ابھی تو میں قیام کی سوچ رہا ہوں۔ غور کرنے کے لیے پوری رات ملے گی۔۔۔"

"اچھی بات ہے!" سنوکی نے طویل سانس لی۔

ایرج نے اپنے گھوڑے کی لگام سنوکی کو تھما دی اور خود پیدل ہی اُس چٹان کی طرف چل پڑا۔ اس کا اندازہ غلط نہیں تھا۔ وہاں غار ہی ملا اور خاصا

کشادہ۔ ایسے آثار بھی ملے جن کی بنا پر کہا جا سکتا تھا کہ اُسے پہلے بھی شب بسری کے لیے استعمال کیا گیا۔ الاؤ کی راکھ ادھ جلی لکڑیوں کے ٹکڑے یہی ثابت کر رہے تھے۔ وہ سنوکی کی طرف پلٹ آیا۔

"خاصی اچھی جگہ مل گئی ہے۔ سردی سے بھی بچ سکیں گے۔ اتنا بڑا غار ہے کہ ہمارے گھوڑے بھی نظروں کے سامنے ہی رہ سکیں گے۔"

سنوکی کچھ نہ بولی بادل نخواستہ اُس کے ساتھ غار کی طرف چل پڑی تھی غار میں پہنچ کر اُس نے پوچھا "کیا یہ بھی ممکن ہے کہ تم میرا ساتھ چھوڑ دو۔"

اگر مقدومبی نے ایسی کوئی بات کہی تھی۔۔۔"

"بس!" وہ ہاتھ اُٹھا کر بولی "تمہارا لہجہ اچھا نہیں ہے۔ تم اس کے اقوال کا مضحکہ اُڑانے کی کوشش کر رہے ہو۔"

ایرج خاموش رہا۔ گھوڑوں کی زینیں اُتار رہا تھا۔ اُس نے فارغ ہو کر بولا "اب تم اطمینان سے بیٹھو، میں تھوڑی سی خشک لکڑیاں تلاش کر لاؤں۔"

"جاؤ، جو دل چاہے کرو۔" وہ بے دلی سے بولی۔

ایرج غار سے باہر آیا۔ لیکن تھوڑی ہی دُور چلا ہوگا کہ بڑے پتھروں کی اوٹ سے تین نیزوں کی اَنیاں برآمد ہوئیں اور اُس کا راستہ روک لیا۔ تین اطراف سے گھیرا گیا تھا۔ دو اَنیاں دونوں پہلوؤں پر تھیں، ایک سینے پر۔ پھر نیزہ بردار دکھائی دینے تھے۔ خوفناک شکلوں والے تین دیو پیکر آدمی جن کی آنکھوں سے وحشت جھانک رہی تھی

"کیا ہے۔۔۔؟" ایرج نے جارحانہ انداز میں سوال کیا۔ زبان بلدرانی ہی استعمال کی تھی۔

"وہ عورت کہاں گئی؟" ان میں سے ایک غرایا۔

"کیوں۔۔۔؟"

"ہمیں ایک عورت کی ضرورت ہے۔"

"تم کون ہو؟ اور یہ نیزے ہٹاؤ۔"

"عورت ہمارے حوالے کر دے۔ ورنہ چھید کر رکھ دیں گے۔"

"پتا نہیں تم کس عورت کی بات کر رہے ہو، میں تو اپنے قبیلے سے بچھڑا ہوا ایک تنہا خانہ بدوش ہوں۔"

"جھوٹ مت بولو۔ ہم تمہیں بہت دُور سے دیکھتے آ رہے ہیں، عورت اور گھوڑے کہاں چھپائے ہیں؟"

"اَب گھوڑوں کی بات بھی نکل آئی۔"

"ہمیں گھوڑوں کی بھی ضرورت ہے۔"

دفعتہً ایرج سوچنے لگا کہ ایسے کسی موقعے پر عقرب کیا کرتا اور اُسے ایسا ہی محسوس ہوا جیسے وہ سچ مچ عقرب کے دماغ سے سوچنے لگا ہو۔ اس نے دونوں ہاتھ اُوپر اُٹھائے اور بولا "پہلے تم وعدہ کرو کہ ان دونوں کے وصول کے بعد مجھے مار نہیں ڈالو گے۔"

"فضول باتیں نہ کر، گھوڑے اور عورت کو ہمارے حوالے کر دے۔" دوسرا بولا۔ یہ بہت زیادہ تیز مزاج معلوم ہوتا تھا۔

"ناراض ہونے کی ضرورت نہیں بھائی۔ میں تو یہ کہہ رہا تھا کہ عورت اور گھوڑوں کے ساتھ ہی مجھے لے چلو ورنہ میں اس بھری پُری دُنیا میں بالکل تنہا رہ جاؤں گا۔"

"تیرا کیا مصرف ہوگا؟" اس نے پُرتنفر لہجے میں پوچھا۔

"تمہارے کانوں کا میل نکال دیا کروں گا۔"

"اتنے ذرا سے کام کے لیے تیری روٹی کی فکر کیوں مول لیں۔"

"بیمار گھوڑوں کا علاج بھی کر سکتا ہوں۔ تم میں سے کوئی آسیب زدہ ہو جائے تو اُسے بھی ٹھیک کر لوں گا۔"

اس پر وہ تینوں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ ایرج یہی چاہتا تھا کہ کسی طرح پل بھر ہی کے لیے سہی اُن کی توجہ اُس کی طرف سے ہٹ جائے۔ وہ ایک دم پیچھے ہٹ کر چاروں خانے چت گرا تھا۔ سامنے والے کا نیزہ اس کی طرف لپکا اور دونوں پہلوؤں والے نیزے اِدھر اُدھر نکل گئے۔

سامنے والے کا نیزہ اس کی گرفت میں آگیا تھا۔ جس کی اَنی اُس سے صرف آدھے فٹ کے فاصلے پر تھی۔ اندازے کی ذرا سی غلطی بھی اُسے موت سے ہمکنار کر دیتی لیکن وہ پوری طرح جاگ رہا تھا۔ نیزے کی اَنی کا رُخ بائیں جانب کرتے ہوئے اُس نے پھرتی سے کروٹ بدلی اور داہنی ٹانگ اُس کی پنڈلی پر رسید کر دی۔ اپنے ہی زور میں وہ کسی شہتیر کی طرح ڈھیر ہو گیا۔

نیزے پر اَب ایرج کا قبضہ تھا اور یہ سب کچھ اتنی تیزی سے ہوا تھا کہ اُس کے دونوں ساتھی غالباً سوچتے ہی رہ گئے تھے کہ اَب انھیں کیا کرنا چاہیے برق رفتاری کے ساتھ ایرج نہ صرف اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔ بلکہ ایک کی کنپٹی پر نیزہ بھی مارا تھا۔

وہ چکرا کر گرا تھا۔ پھر نہتے ہو جانے والے نے اُس کا نیزہ حاصل کر لینے کی کوشش کی تھی لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ کیونکہ ایرج کی ٹھوکر اس کی ٹھوڑی پر پڑی تھی۔ تیسرا دھاڑتا ہوا ایرج پر آیا تھا... ایرج نے اُس کے منہ پر نیزے کی اَنی ماری تھی۔ دراصل وہ جسم کے ایسے کسی حصّے پر وار نہیں کرنا چاہتا تھا۔ جہاں نیزے کی اَنی کے پھنس جانے کا خدشہ ہوتا۔ ہاتھ آیا ہوا نیزہ ضائع ہو جانے پر بچاؤ کی راہ مسدود ہو جاتی۔ تینوں زخمی ہو گئے تھے اور دیوانہ وار ایرج پر جھپٹ رہے تھے۔

کنپٹی پر چوٹ کھانے والا جھوم رہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے گرا اور بے حس و حرکت ہو گیا۔ جس کے منہ پر ایرج نے نیزے کی اَنی ماری تھی۔ خون اُگل رہا تھا اور اُس کی حالت بھی ابتر تھی۔ آخر اُس کی بھی کنپٹی پر ایرج نے وار کیا تھا۔

یہ سب کچھ غار سے زیادہ فاصلے پر نہیں ہو رہا تھا۔ شور کی آواز سنوکی کے کانوں میں بھی پڑی تھی اور وہ آواز کی سمت دوڑی آئی تھی۔

"لو آگئی عورت بھی..." ایرج نے تیسرے سے کہا جو زیادہ زخمی نہیں ہوا تھا۔ ایرج کی ٹھوکر سے صرف ٹھوڑی کی کھال پھٹ گئی تھی۔ اَب صرف وہی اُس کا مقابل تھا۔ سنوکی کو دیکھ کر اس نے پہلے سے بھی زیادہ شدت سے حملہ کیا لیکن نیزے کی اَنی ایرج کے عقب والی چٹان پر پڑی تھی۔ پھر قبل اس کے کہ وہ نیزے کو دوبارہ سنبھال سکتا۔ ایرج کے نیزے کی اَنی اُس کے پیٹ میں اُترتی چلی گئی۔ بڑی بھیانک تھی اُس کی چیخ۔

سنوکی جہاں تھی وہیں دونوں ہاتھوں سے پیٹ پکڑے ہوئے بیٹھ گئی۔ تیسرے آدمی کے گرتے ہی ایرج اُس کی طرف مُڑ کر بولا "تجھے اس طرح یہاں نہ آنا چاہیے تھا۔ آیندہ احتیاط..."

"لل... لیکن... یہ کیا...؟"

"مجھ سے عورت اور گھوڑے چھین لے جانا چاہتے تھے۔ پتا نہیں کب سے چوروں کی طرح ہمارا تعاقب کرتے رہے تھے!"

وہ ایرج کے قریب آکھڑی ہوئی اور حیرت سے ان تینوں کو دیکھے جا رہی تھی۔ حیرت کے علاوہ اس کی آنکھوں میں خوف کی جھلکیاں بھی تھیں۔

"تت، تم نے چغتاریوں کے سردار کو مار ڈالا ہے!" وہ بالآخر خوف زدہ سی آواز میں بولی "اور یہ دونوں اُس کے روایتی رفیق معلوم ہوتے ہیں!"

"میں نہیں جانتا چُغتاری کون ہیں۔"

"وہ قبیلہ جو آجاگانیہ کا حکم نہیں مانتا۔ باغی سمجھ لو۔ یہ چور اور لیٹرے ہیں۔ عورتوں اور گھوڑوں کے لیے ملدران کی بستیوں پر حملہ کرتے رہتے ہیں۔" سنوکی نے کہا اور خاموش ہو گئی۔ پھر اچانک اُس نے ایک بلند آہنگ قہقہہ لگایا تھا اور ایرج حیرت سے اُسے دیکھنے لگا۔

سنوکی بے تحاشا ہنسے جا رہی تھی۔ ایرج پہلے تو متحیر ہوا تھا پھر جھنجھلاہٹ میں مبتلا ہو گیا۔ "یہ تو پاگلوں کی طرح کیوں ہنس رہی ہے؟"

سنوکی خاموش ہو گئی، چہرے پر ایسا تاثر تھا جیسے وہ ہنسی اضطراری رہی ہو اور اب اسے بھی احساس ہو گیا ہو کہ ہنسی بے محل تھی۔ "مجھے ہنسنا نہ چاہیے۔" وہ بھرّائی ہوئی آواز میں بولی۔

"یہی تو میں سوچ رہا تھا کہ اگر میں نے کسی قبیلے کے سردار کو مار ڈالا ہے تو اب دو دشمنوں سے مقابلہ کرنا پڑے گا۔"

"ہاں... لیکن میں نے پہلے کچھ اور سوچا تھا۔"

"کیا سوچا تھا؟"

"چُغتاری تمھارے قابو میں آ سکتے ہیں۔"

"وہ کس طرح؟"

"سردار سے متعلق اس کی اپنی ایک روائت ہے ایک رسم ہے وہ اندھیرے کے پجاری ہیں، چمگادڑ کے نہیں۔ اُن کے خیال کے مطابق اندھیرا ہی چمگادڑ کو دیکھنے کی قوت بخشتا ہے اور سب کچھ اندھیرے ہی سے عالم وجود میں آیا ہے۔ جو کچھ انہیں نہیں معلوم وہ اندھیرے میں ہے اور تم بھی اُن کی لاعلمی کے اندھیرے ہی سے طلوع ہو کر اُن کے سردار ہو گے۔"

"تیری باتیں میری سمجھ میں نہیں آ رہیں۔"

"اگر تم اس اندھی چال کی ہمت کر سکو تو ایک جمعیت تمہارے ہاتھ آ جائے گی تم ایسوں کے سردار بن جاؤ گے جو اُجاگانیہ کے خون کے پیاسے ہیں۔"

"میں کس طرح اُن کا سردار بن جاؤں گا؟"

پہلے ان لاشوں کو یہاں سے ہٹانے کی کوشش کرو۔ پھر سب کچھ اطمینان سے بتاؤں گی شاید نوشتۂ تقدیر یہی ہے!"

"کہاں لے جاؤں ان لاشوں کو... لیکن ٹھہر! تو نے یہ کیسے کہہ دیا کہ میں نے چھتاریوں کے سردار کو مار ڈالا ہے۔ یہ تینوں اپنے ملبوسات سے ایک ہی جیسے معلوم ہوتے ہیں۔"

"نہیں... ایک فرق ہے۔ کیا تم نے نہیں محسوس کیا؟ ایک کی گردن میں مقدس عنکبوت آویزاں ہے... سیاہ عنکبوت، جس کی آنکھوں سے کرنیں پھوٹ رہی ہیں۔"

"یہ تو کوئی زیور ہے جس میں دو ہیرے جڑے ہوئے ہیں۔"

"غور سے دیکھو کیا یہ زیور مکڑی کی شکل کا نہیں ہے؟"

"ہے تو...!"

"اسے احتیاط سے اُتار لو اور پھر لاشوں کو یہاں سے ہٹا دو۔ دراصل چھتاریوں پر اسی زیور کی حکمرانی ہے۔ صدیوں سے یہ اُن کے درمیان موجود ہے۔ ایک گردن سے

دوسری میں منتقل ہوتا رہتا ہے اور ایک گردن کٹنے سے قبل دوسری گردن میں منتقل نہیں ہوتا اور کسی مخصوص گردن میں اس کی محافظت کرنے کے لیے دو آدمی ہوتے ہیں جو سردار کے رفیق کہلاتے ہیں۔ اگر ایک سوتا ہے تو دوسرا جاگتا رہتا ہے۔ یہی چھتاریوں کی روائت ہے۔"

"کیسے دیوانوں میں آ پھنسا ہوں!" ایرج طویل سانس لے کر بولا۔

سنوکی کے مشورے کے مطابق وہ اُن لاشوں کو یکے بعد دیگرے اُسی غار میں گھسیٹ لے گیا جہاں اُن دونوں کا قیام تھا۔

"میں خشک لکڑیوں کی تلاش میں نکلا تھا۔ خواہ مخواہ تین آدمی جان سے گئے...!" ایرج پُرتفکر لہجے میں بولا اور ایک بڑے پتھر سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

"اُن کی کوئی بڑی ٹولی قریب ہی کہیں موجود ہو گی!" سنوکی نے کہا۔ "اس لیے خشک لکڑیوں کی تلاش فی الحال ملتوی کر دو۔"

"میں چوہوں کی طرح دُبکا نہیں رہ سکتا!" ایرج بگڑ کر بولا۔

"پہلے میری پوری بات سُن لو۔ وہ تمہارے قدموں پر آ رہیں گے لیکن تمہیں انہی جیسا بننا پڑے گا۔ جس کے گلے سے عنکبوت نما زیور اتارا تھا اُس کے کپڑے بھی اُتار کر خود پہن لو اور یہ زیور اب تمہاری گردن میں رہے گا۔"

اس سے کیا ہو گا۔ کیا میری شکل بھی ویسی ہی ہو جائے گی جیسی اس کی ہے؟"

"وہ شکل کو نہیں اس مکڑی کو... پوجتے ہیں خواہ وہ کسی کی گردن میں ہو!"

"تم مجھے یہ باور کرانا چاہتی ہو کہ اگر میں یہ زیور اپنی گردن میں ڈال لوں تو وہ مجھے اپنا سردار تسلیم کر لیں گے۔"

"بے چوں وچرا..." وہ سر ہلا کر بولی "یہی ان کی روایت ہے۔ وہ اسے اندھیرے کا عطیہ سمجھتے ہیں۔ جو اس زیور کو پہن کر اُن کے درمیان نظر آئے۔"

"کہیں تو میری گردن ہی نہ کٹوا دے!" ایرج ہنس کر بولا۔

"میں اب کچھ نہیں کہوں گی۔" وہ ناگواری سے بولی۔

ایرج سیاہ رنگ کی اُس وزنی مکڑی کو ہتھیلی پر رکھے بغور دیکھتا رہا جو سنگِ سماق سے تراشی گئی تھی۔ آنکھوں کی جگہ دو ہیرے جگمگا رہے تھے اور وہ لوہے کی زنجیر میں پڑی ہوئی تھی۔ اس نے اُسے اپنی گردن میں ڈال کر دیکھا اور سنو کی سے بولا: "تو نے ابھی تک یہ نہیں بتایا کہ ان کے اور اجاگانیہ کے درمیان دشمنی کی کیا وجہ ہے؟"

"سینکڑوں سال پہلے یہ ایک ہی قبیلہ تھا اور چمگادڑ کی پوجا کیا کرتا تھا۔ پھر ان میں ایک آدمی پیدا ہوا جو کہتا تھا کہ اندھیرا ہی سب سے بڑی حقیقت ہے۔ اندھیرے کے بغیر چمگادڑ اندھی ہے۔ اس لیے چمگادڑ کے بجائے اندھیرے کی پرستش کی جائے۔ کچھ افراد اُس کے ساتھ ہو گئے۔ لیکن حکومت چمگادڑ اختلافی ہی کی اولاد کے قبضے میں رہی۔"

"چمگادڑ کی اولاد کا ذکر سن کر مجھے ہنسی آتی ہے۔"

"ہم آفتاب پرست بھی اس پر ہنستے ہیں لیکن مقودمبی نے بتایا تھا کہ ہزاروں سال پہلے اس قبیلے میں ایک عورت تھی جو صرف اندھیرے ہی میں دیکھ سکتی تھی روشنی میں اُسے کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ اندھیرے میں دُور دراز کی چیزیں بھی اُسے نظر آتی تھیں۔ دن بھر سوتی رہتی تھی اور راتوں کو قبیلے کی نگہبانی کرتی تھی۔ دشمن قبائل کی نقل و حرکت پر نظر رکھتی تھی، اپنی اس صلاحیت کی بنا پر وہ پورے قبیلے پر حاوی ہو گئی۔ اس طرح قبیلے کی حکمرانی اس کی اولاد کے حصے میں آئی تھی، موجودہ اجاگانیہ اسی کی نسل سے تعلق رکھتی ہے۔"

"اب اس مکڑی کے بارے میں بتا...!"

"اس مکڑی کے بارے میں اس سے زیادہ نہیں جانتی کہ یہ چُغتاریوں کے سردار کا نشان ہے اور زمانۂ قدیم سے ان کے درمیان موجود ہے، یہ بات بھی مجھے مقودمبی سے معلوم ہوئی تھی اور شاید اسی دن کیلئے معلوم ہوئی تھی۔"

"مگر مجھے وہ رفیق کہاں سے ملیں گے جو دن رات ہوشیار رہ کر اس نشان کی

حفاظت کر سکیں!"

"میں نے کہا تھا کہ یہ ایک اندھی چال ہو گی اگر تم خطرہ مول لے سکو...!"

"اگر میرا بھائی ساتھ ہوتا تو..."

"ہاں مجھے مقودمبی نے بتایا تھا کہ تمہاری عقل وہی ہے، تم صرف قوت ہو!"

"اب میں اتنا بے عقل بھی نہیں ہوں!" ایرج نے کسی قدر غصے سے کہا۔

"میں نے کہا ہے مقودمبی کے الفاظ دہرائے تھے۔"

ایرج کچھ نہ بولا۔ سر جھکائے بیٹھا تھا اور سنو کی اُسے ہی دیکھے جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد خود ہی بولی: "تینوں کے لباس خون میں لتھڑ گئے ہیں، اس لیے شاید تم انہیں پہننا پسند نہ کرو۔"

"دوسروں کے پہنے ہوئے کپڑوں سے مجھے گھن آتی ہے۔"

"اچھا تو پھر صرف مکڑی ہی سہی لیکن میں یہ سب کچھ کیوں کہہ رہی ہوں، تم یہ خطرہ مول بھی لے سکو گے؟"

"کیا تو مجھے بزدل سمجھتی ہے۔" ایرج اٹھتا ہوا بولا۔ اس نے چُغتاریوں کے سردار کا نشان گلے میں ڈال لیا تھا۔

"بیٹھ جاؤ۔" سنو کی گھگھیا کر بولی "تمہیں کیسے یقین دلاؤں کہ میں تمہیں غصہ دلانے کی کوشش نہیں کر رہی۔ مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے کوئی اَن دیکھی ہستی میرے کان میں آہستہ آہستہ کہہ رہی ہو کہ اسی میں تمہاری بھلائی ہے..."

"میں پھر یہی پوچھ رہا ہوں کہ چُغتاریوں کو کہاں تلاش کروں؟"

"میری مانو گے...؟"

"پھر غصہ دلائے گی۔ کل سے اور کیا کر رہا ہوں۔ تیری ہی سُن رہا ہوں اور عمل کر رہا ہوں۔"

"اچھا تو پھر بس یونہی چلتے رہو... فی الحال بھول جاؤ کہ تمھیں نوغسکان کے علاوہ اور کہیں جانا ہے۔"

"یعنی خود کو تقدیر کے حوالے کر دوں؟"

"ہاں میں یہی کہنا چاہتی ہوں۔"

"تیری مرضی۔"

"ان لاشوں کو یہیں اس غار میں پڑی رہنے دو!"

عقرب کا حال ابتر تھا۔ اُجاگانیہ کے عہد کے مطابق اب ساقی گری اُس کے حصّے میں آئی تھی۔ دن رات بیٹھا اس کے لیے جام لبریز کرتا رہتا تخت کے بائیں گوشے پر اس کی نشست تھی کبھی اجاگانیہ کی شکل تکتا اور کبھی اہل دربار کی طرف متوجہ ہو جاتا۔

اجاگانیہ بلانوش ثابت ہوئی تھی۔ ہو سکتا ہے اس میں اس چوٹ کو بھی دخل رہا ہو جو سنوکی کے ہاتھوں ہوئی تھی۔ اس کے سپاہی انھیں ڈھونڈتے پھر رہے تھے لیکن دو دن گذر جانے کے بعد بھی ان کا سراغ نہیں مل سکا تھا۔ اجاگانیہ سنوکی کا غصّہ کئی لوگوں پر اُتار چکی تھی۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد دھاڑنے لگتی... لیکن محض غصّے کا اظہار ہوتا تھا۔ ایسا ہرگز نہیں معلوم ہوتا تھا کہ بسیار نوشی کی بنا پر اُسے نشہ ہو گیا ہے دفعتہً وہ عقرب کی طرف دیکھ کر دہاڑی "تو بھی کچھ نہیں سوچتا!"

"معزز اُجاگانیہ میری عقل خبط ہو گئی ہے۔"

"مراقبہ کر۔ تو عالم ارواح تک رسائی رکھتا ہے۔ معلوم کر وہ دونوں کہاں ہیں"

"شراب کی بو..." عقرب جملہ پورا کئے بغیر خاموش ہو گیا۔

"ہاں شراب کی بُو... آگے بول کیا کہنا چاہتا ہے؟" اجاگانیہ آنکھیں نکال کر طنزیہ بولی۔

"شراب کی بُو نے میرے دماغ کو اس قابل نہیں چھوڑا کہ وہ... عالم ارواح کا سفر کر سکے۔"

"کیوں بکواس کر رہا ہے"

"میں بالکل درست عرض کر رہا ہوں۔ معزز اُجاگانیہ... اس چیز کے قریب رہ کر میں کچھ بھی نہیں کر سکتا۔"

"شاید تو بھی بھاگ جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔"

"تجھ سے بھاگ کر کہاں جاؤں گا!"

"میں تجھے ہر وقت اپنی نظروں کے سامنے رکھنا چاہتی ہوں۔"

"مجھے اس پر اعتراض نہیں لیکن جو کام مجھ سے لے رہی ہے وہ نہ لے۔"

"نہ تو خود پیتا ہے اور نہ دوسروں کو پلا سکتا ہے۔"

"اپنی اس نالائقی پر نادم ہوں۔"

"اگر تجھے زبردستی پلا دی جائے..."

"کسی پاگل کتے کی طرح بھونکوں گا اور کاٹنے دوڑوں گا۔"

"بڑا دلچسپ منظر ہوگا، بہت تھک گئی ہوں۔ تھوڑی سی تفریح بھی ہو جائیگی"

عقرب کے دیوتا کوچ کر گئے اور وہ دونوں ہاتھوں سے منہ پیٹنے لگا۔ اُجاگانیہ نے قہقہہ لگایا تھا اور ہاتھ اٹھا کر چیخی تھی "میری بلیوں کو حاضر کرو۔"

بلیوں کے نام پر عقرب پر مزید بدحواسی طاری ہوئی۔ کیا اب وہ اُسے خونخوار بلیوں سے نچوائے گی۔ یہ خیال آتے ہی حلق پھاڑ پھاڑ کر اُس روح کو پکارنے لگا جو ایرج کی محبت کا دم بھرتی تھی لیکن اس کی طرف سے کوئی اشارہ نہ ہوا۔ عقرب کا دم گھٹنے لگا۔ بلدرانیوں کی روایتی درندگی یاد آنے لگی۔ بچپن ہی سے اُن کے وحشیانہ پن کی داستانیں سنتا آیا تھا۔ شکرال کی مائیں اپنے شریر بچوں کو ان کے نام سے ڈرایا کرتی تھیں۔

وہ اس مجمعے میں تنہا تھا اور اب اُس کے پاس وہ خنجر بھی نہیں تھا جسے رکھنے کی اجازت مل گئی تھی۔ ایرج کے فرار کے بعد وہ بھی اس سے چھین لیا گیا تھا۔

"ہم ... معزز اجاگانیہ..." وہ ہکلا کر رہ گیا اور پھر اُس نے دیکھا تھا کہ چھ عدد شوخ و شنگ لڑکیاں دربار میں لائی گئی ہیں اُن کے چہرے سرخ ہو رہے تھے اور آنکھوں میں عجیب سی وحشت پائی جاتی تھی، یہ تو اور بھی بُرا ہوا عقرب نے سوچا۔ بات اُس کی سمجھ میں آگئی تھی بھرے دربار میں رسوائی ہوگی اور سب قہقہے لگائیں گے۔ اس سے بہتر تو یہی ہوتا کہ آدم خور بلیاں اُسے نوچ کھاتیں۔

"بلیو۔!" دفعتہً اجاگانیہ اُس کی طرف ہاتھ اُٹھا کر چیخی "اسے شراب پلاؤ..."

وہ سب عقرب پر ٹوٹ پڑیں۔ ہاتھ پکڑ کر تخت سے کھینچ لیا اور فرش پر گرا دینے کی کوشش کرنے لگیں۔ اُجاگانیہ کے ساتھ درباری بھی ہنس رہے تھے۔ ادھر عقرب کی کوشش تھی کہ گرنے نہ پائے ورنہ سب کی سب چڑھ بیٹھیں گی اور پھر وہ اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کر سکے گا۔ اس کے بعد حلق میں نلکی ٹھونس کر سیروں شراب پیٹ میں انڈیل دینا دشوار کام تو نہ ہوگا... وہ دیوانہ وار اپنا تحفظ کر رہا تھا کہ اچانک اُس نے رُوح کا کھنکتا ہوا سا قہقہہ سُنا...

"اچھا... اچھا..." وہ بھنّا کر بولا "تو تم بھی تماشہ دیکھ رہی ہو"

"مجھے افسوس ہے... لیکن میں بھی بے بس ہوں" جواب ملا۔

"نہیں، ایک تدبیر ہے۔ اگر تو پاگل بن کر کتوں کی طرح بھونکنا شروع کر دے تو اجاگانیہ تک دہل کر رہ جائے گی... جلدی کرو ورنہ اب یہ تجھے گرا ہی لیں گی"

"مشورے کا بہت، بہت شکریہ لیکن میں اِس وقت اپنی مزاح کی حس بھی کھو بیٹھا ہوں"

"بیوقوف میں نے تجھے وہی مشورہ دیا ہے جو اس وقت مناسب ہے"

مشکل کام تھا کہ رُوح کی طرف بھی متوجہ رہتا اور خود کو سنبھالے بھی رکھتا۔ ایک بار دونوں ٹانگیں اُلجھیں اور وہ دھڑام سے فرش پر چلا آیا پھر خدشے ہی کے مطابق وہ سب اُس پر لد پڑی تھیں۔ عقرب نے بے اختیار بھونکنا شروع کر دیا اور ایک کے بازو پر کسی کھٹکھنے کُتّے کی طرح منہ بھی مارا تھا۔

وہ سب خوفزدہ انداز میں چیختی ہوئی اُسے چھوڑ کر ہٹ گئیں۔

درباریوں کے قہقہے تھم گئے۔ اُجاگانیہ کی آنکھوں سے سراسیمگی جھانکنے لگی۔ عقرب مسلسل بھونکے جا رہا تھا اچانک وہ گھٹنوں اور ہتھیلیوں کے بل دوڑتا ہوا ان لڑکیوں کی طرف جھپٹا۔ وہ دہشت زدہ سی آوازیں نکالتی ہوئی بھاگ کھڑی ہوئیں۔ عقرب اُجاگانیہ کی طرف مُڑ کر بھونکنے لگا لیکن تخت سے دُور ہی رہا۔

اُجاگانیہ، احتجاجاً دونوں ہاتھ پھیلا کر بولی "نہیں... نہیں... مجھ پر رحم کرو... میں نشے میں ہوں... مجھے معاف کر دے"

عقرب سُنی اَن سنی کر کے بھونکتا رہا۔ رُوح کے دلاویز قہقہے اُس کے کانوں میں گونج رہے تھے پھر وہ بولی "دیکھا تو نے... اسی طرح بھونکتا رہ اور پھر بے ہوش بن جا اور جب تک میں نہ کہوں، ہرگز ہوش میں نہ آئیو..."

عقرب نے مشورے کے مطابق بتدریج اپنے جوش و خروش کو کم کرنا شروع کر دیا تھا اور بالآخر خاموش ہو کر ایک طرف لڑھک گیا۔ آنکھیں بند تھیں۔ لیکن کان آوازوں کی طرف لگے ہوئے تھے۔ اُجاگانیہ جلدی جلدی کسی سے کچھ کہہ رہی تھی، پھر وہاں قبرستان کا سناٹا چھا گیا، بالکل ایسا ہی لگتا تھا جیسے وہاں کوئی بھی نہ ہو۔ لیکن عقرب نے آنکھیں نہیں کھولی تھیں۔ رُوح پھر سرگوشیاں کرنے لگی۔

"سن مسخرے، بلدرانیوں میں کتا برف کے طوفان کے لانے کی علامت ہے۔ اگر کوئی آدمی کُتّے کی طرح بھونکنے لگے تو وہ سمجھتے ہیں کہ وہ دیوتا کے زیر اثر ہے۔ اُجاگانیہ

نے کاہنوں اور جادوگروں کو طلب کیا ہے وہ آئیں گے اور اپنے منتروں کے ذریعے تجھے ہوش میں لانے کی کوشش کریں گے۔ ظاہر ہے تو بے ہوش نہیں ہے، لہٰذا جب تو چاہے گا ہوش میں آئے گا۔ اچھی طرح سُن لے کہ تو اسی وقت ہوش میں آئے گا جب میں کہوں گی اور یہ بھی یاد رکھیو کہ ہوش میں آنے کے بعد بھی تجھے بھونکتے ہی رہنا ہے آدمی اُسی وقت بنے گا جب میں کہوں گی۔"

عقرب نے دل میں کہا "باتیں بنائے جا۔ تیرا کیا جاتا ہے۔ تیرے ہی کہنے میں آکر ایرج سے ہاتھ دھوئے اور خود کتا بنا پڑا ہوں۔ بڑا اچھا ہوا کہ تو ابھی تک عالمِ ارواح ہی میں اٹکی ہوئی ہے۔ عالمِ اجسام میں آکر تو ساری دنیا کو کتا بنا دے گی۔" دربار کا سناٹا اس کے ذہن میں چبھنے لگا تھا لیکن وہ دُم سادھے سختی سے دانت بھینچے پڑا رہا۔

تھوڑی دیر بعد بہت سے آدمیوں کی آہٹ ملی تھی اور پھر اُس نے اُجاگانیہ کی آواز سُنی "کاہنو... اس پر مروشا کا سایہ پڑ گیا ہے۔ اِسے ہوش میں لاؤ اسے دوبارہ آدمی بناؤ...!"

عقرب نے بہت سی آوازیں سُنی تھیں لیکن یہ زبان اُس کے لیے ناقابلِ فہم تھی شاید وہ سارے کاہن اور جادوگر کسی مخصوص زبان میں مشاورت کر رہے تھے عقرب اُسی انداز میں پڑا رہا۔ ذرا دیر بعد اُن سبھوں نے ہم آہنگ ہو کر کچھ گانا شروع کر دیا تھا۔ عقرب کے لیے اب بھی وہ محض آوازیں ہی تھیں۔ لایعنی آوازیں...

"اب ہوش میں آجا... لیکن بدستور بھونکتا ہوا" روح نے سرگوشی کی۔

عقرب نے اپنے جسم کو حرکت دی تھی اور کسی مغموم کتے کی طرح کرب انگیز غراہٹ کے ساتھ اُٹھ بیٹھا تھا۔

کاہن خاموش ہو گئے اور عقرب کسی ایسے کتے کے انداز میں بھونکتا رہا جس کی دُم پچھلی ٹانگوں کے درمیان سے گذر کر پیٹ سے جا لگی ہو۔

"معزز اُجاگانیہ!" دفعتہً بڑا کاہن بولا "وہ کہہ رہا ہے کہ اسے گہرا صدمہ پہنچا ہے"

"میں جانتی ہوں...!" اُجاگانیہ نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

عقرب نے خاموش ہو کر اُجاگانیہ کا جملہ سنا تھا اور تین بار بھونک کر پھر خاموش ہو گیا تھا۔

"اب وہ کہہ رہا ہے کہ بربادی کو دعوت نہ دی جائے" بڑا کاہن بولا۔

عقرب دل میں ہنسا تھا اور بڑے کاہن نے اُجاگانیہ سے پورا واقعہ دہرانے کی درخواست کی تھی۔ اُجاگانیہ اُسے بتانے لگی کہ کس طرح وہ اچانک بھونکنے لگا تھا۔ پوری بات سن کر بڑے کاہن نے پُرتشویش لہجے میں کہا "مروشا... شراب نہیں لہو پیتا ہے۔"

عقرب پھر بھونکنے لگا۔ دیکھنا چاہتا تھا کہ اس بار بڑا کاہن اس کی ترجمانی کس طور پر کرتا ہے۔

بڑے کاہن نے اُجاگانیہ سے کہا "وہ کہہ رہا ہے کہ اُسے تنہائی چاہیے اور لڑکیاں ایک ایک کر کے اُس کے پاس بھیجی جائیں۔ اگر چھ لڑکیاں تھیں تو مروشا اُسے چھ دن سے پہلے نہیں چھوڑے گا۔"

عقرب دانت پیس کر رہ گیا۔ دل ہی دل میں بڑے کاہن کو ہزاروں گالیاں دے ڈالیں اور پھر بھونکنے لگا۔

"وہ کہہ رہا ہے کہ اگر اُس کی تجویز پر عمل نہ کیا گیا تو سارا بلدران برف کے طوفان کی لپیٹ میں آجائے گا" بڑا کاہن بولا۔

"بس بھی کر گدھے کی اولاد" عقرب نے دل میں کہا۔

"میں اسے اپنی نظروں سے دور نہیں کر سکتی" اُجاگانیہ نے کہا۔ "یہ میرے محبوب کی یادگار ہے..."

"اجاگانیہ مالک ہے۔ خطرے سے آگاہ کر دینا میرا فرض تھا۔" بڑا کاہن بولا۔

"کوئی اور صورت نکال ..."

"کوئی اور صورت نہیں، سنہرے پردں والی کی بیٹی!"

"مروشا جیسے ہی اسے چھوڑے گا یہ بھی فرار ہو جائے گا۔"

"اس کے حجرے کے باہر پہرہ لگا دیا جائے۔"

عقرب پھر بھونکنے لگا اور اجاگانیہ نے بڑے کاہن سے پوچھا "اب یہ کیا کہہ رہا ہے؟"

"اپنی بات پر اڑا ہوا ہے ... تنہائی اور صرف ایک لڑکی۔" کاہن نے جواب دیا۔

"خدا غارت کرے۔" عقرب نے دانت پیس کر دل میں کہا "یہ لڑکی کیوں سوار ہو گئی ہے تجھ پر!"

"اچھی بات ہے۔" اجاگانیہ ٹھنڈی سانس لے کر بولی "اسے وہیں پہنچا دو جہاں یہ پہلے تھا اور باہر سخت پہرہ ہونا چاہیے۔"

عقرب نے ایک بار پھر نہایت جوش و خروش کے ساتھ بھونکنا شروع کر دیا۔ بڑا کاہن پرمسرت لہجے میں بولا "تیرے اس فیصلے پر خوشی کا اظہار کر رہا ہے۔"

بہرحال عقرب بھونکتا ہی ہوا دربار سے رخصت ہوا تھا کیونکہ ابھی تک روح کی طرف سے آدمی بن جانے کا اشارہ نہیں ملا تھا۔ اب وہ پھر اسی عمارت میں تھا جہاں سے ایرج فرار ہوا تھا۔ ٹوٹے ہوئے دروازے کی مرمت کرا دی گئی تھی۔ ہر چند کہ اب تنہائی تھی لیکن عقرب احتیاطاً اب بھی تھوڑی تھوڑی دیر بعد بھونکنے لگتا تھا۔

"اب بس کر ..." دفعتہً روح نے سرگوشی کی۔

"کیا اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں تھی؟" عقرب بھنا کر بولا۔

"تیری بھی تھوڑی سی تفریح ہو گئی ... اس میں کیا برائی ہے۔"

"تو پتا نہیں کیا چاہتی ہے ... میرے آدھے جسم کو مجھ سے جدا کر دیا۔ رب عظیم جانے وہ کس حال میں ہوگا۔"

"اس کی فکر نہ کر۔"

"اگر تو اس کے حال سے واقف ہو تو مجھے بھی بتا۔"

"اس کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتی کہ وہ دونوں زندہ اور بخیریت ہیں۔"

"تو آخر اپنے محبوب کو دوسری عورتوں کے حوالے کس دل سے کر دیتی ہے؟"

"میں صرف ایک روح ہوں، دل نہیں رکھتی۔"

"دل کے بغیر محبت سمجھ میں نہیں آتی۔"

"روح اور محبت دو الگ الگ چیزیں نہیں ہیں۔"

"میری سمجھ میں آج تک نہیں آئی محبت ... مجھے کسی سے بھی نہ ہو سکی۔"

"وہم ہے تیرا ... حالانکہ تو میرا رقیب ہے۔"

"اس کی بات نہ کر وہ تو میرا آدھا جسم ہے ..."

"کیا یہ آدھا جسم خون کے کس رشتے کی بنا پر ہے؟"

"نہیں ..."

"تو پھر وہ روح کا رشتہ ہے ... روح کی طرح یہ امر ربی ہے۔"

"مگر اب میرا کیا بنے گا ... تو نے سنی تھیں اس مردود کی باتیں ... میرے بھونکنے کی ترجمانی کر رہا تھا۔"

"ان میں سے ایک آئی جا رہی ہے۔"

"تو پھر میں کیا کروں؟"

"جو تیرا دل چاہے ... میں اب جا رہی ہوں ..."

"ٹھہر ... ٹھہر جا ... رب عظیم کے لیے ..." عقرب دونوں ہاتھ پھیلا کر چیخا

لیکن رُوح کی سرگوشی پھر نہیں سنائی دی تھی۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلنے کی چڑچڑاہٹ سنائی دی اور ساتھ ہی کسی کی ہچکیاں اور سسکیاں بھی کمرے میں گونجنے لگیں۔ عقرب دیوار کی جانب منہ کئے بیٹھا رہا دروازے کی طرف نہیں مڑا تھا۔

دفعتہً ہچکیوں اور سسکیوں کے درمیان کہنے لگی "مروشا، مجھے معاف کردے میں اُجاگانیہ کی کنیز ہوں... اُس کے حکم کی پابند... مجھے معاف کردے مروشا۔"

عقرب اُس کی طرف مُڑ کر غرّانے لگا... وہ اور زیادہ سہم گئی۔ پھر عقرب کُتّے ہی کی سی غراہٹ کو برقرار رکھے ہوئے بلدرانی بولنے لگا "او ناہنجار لڑکی... جہاں بیٹھی ہے وہیں بیٹھی رہ اور مجھے بتا کہ تو بلّی کیوں کہلاتی ہے؟"

"وہ مالک ہے، جو چاہے بنا دے..!"

"میں کُتّے کی طرح بھونک سکتا ہوں۔ لیکن تو بلّیوں کی طرح میاؤں میاؤں نہیں کرتی..."

"تو مروشا ہے، جو چاہے بن سکتا ہے لیکن میں تو بنائی گئی ہوں۔ میرے ذمّے یہ خدمت ہے کہ اجاگانیہ کے معتوب کو نوچوں کھسوٹوں لیکن مجھے یہ اچھا نہیں لگتا۔"

"کُتّا بلّی سے زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔ اب میں تیرا نرخرہ چبا ڈالوں گا اور تو سسک سسک کر مر جائے گی۔"

"مروشا... رحم... ابھی میں زندہ رہنا چاہتی ہوں۔"

"کیا کرے گی زندہ رہ کر جب تجھے اپنا کام پسند نہیں۔ اب تک کتنوں کو زخمی کر چکی ہے؟"

"مجھے یاد نہیں... میں اپنی خوشی سے تو ایسا نہیں کرتی۔"

"کس قسم کے معتوب تیرے حوالے کئے جاتے ہیں؟"

"میں نہیں جانتی کہ وہ کس نوعیت کے ہوتے ہیں؟"

"تو کیا سمجھتی ہے کہ میں تیرے ساتھ کیسا برتاؤ کروں گا۔"

"جو دل چاہے کر لیکن میں زندہ رہنا چاہتی ہوں۔"

"تیری خواہش پوری کی جائے گی لیکن اُسی صورت میں جب تو خود ہی مجھ سے دُور رہے گی۔ میرے قریب آئی اور مری... ٹھٹھر جائے گی کیونکہ میں مروشا ہوں۔ تیری رگوں میں دوڑنے والا لہو جم جائے گا۔"

"میں تیرے قریب نہیں آؤں گی مروشا۔"

"اُجاگانیہ کا زوال قریب ہے۔ بلدران غارت ہو جائے گا..."

"ایسا کیوں مروشا... ہم تو تیرے نام کی بھینٹ دیتے رہے ہیں؟"

"اس کے باوجود بھی یہ ہو کر رہے گا۔ وہ فرار ہو گیا ہے۔ بلدران کی تباہی بن کر دوبارہ نازل ہوگا۔"

"مگر وہ تو اجاگانیہ کا پیوند بننے والا تھا۔"

"زبردستی کوئی کسی کا پیوند نہیں بنایا جا سکتا۔ اُس نے اجاگانیہ کے نانا کا عصا اس لیے نہیں اٹھایا تھا کہ شادی کی شرط پوری کرنا چاہتا تھا۔"

"پھر کیوں اٹھایا تھا؟"

"محض اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنا چاہتا تھا۔"

"اُسے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا مروشا... یہ تو اجاگانیہ کے لیے گالی ہوئی۔"

"حالات سے ناواقف تھا۔"

"کچھ بھی ہو۔ اگر وہ زندہ رہا اور اس نے شادی سے انکار کر دیا تو اجاگانیہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہے گی۔"

"اچھا بکواس بند کر مجھے نیند آ رہی ہے۔" عقرب نے کہا۔ غرّاتے غرّاتے حلق چھل

کر رہ گیا تھا اور اب وہ خود ہی خاموش ہو جانا چاہتا تھا۔ ویسے وہ اس مقصد میں تو کامیاب ہو ہی گیا تھا کہ لڑکی کو اپنے قریب نہ آنے دے۔

×××

اپنی دانست میں وہ دونوں پھر نوغسکان کے لیے نکل کھڑے ہوئے تھے۔ ایرج کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچنے والوں کی لاشیں غار ہی میں پڑی رہ گئیں تھیں اور ایرج نے ان کے ہتھیاروں میں سب سے اچھی تلوار اور نیزہ اپنے لیے منتخب کر لیا تھا۔

اور اب سنوکی محسوس کر رہی تھی کہ اس کے چہرے پر تشویش کے آثار باقی نہیں رہے۔ اس طرح مطمئن نظر آ رہا تھا جیسے کوئی بادشاہ اپنی مملکت کی سیر کو نکلا ہو۔ اُن کے گھوڑے برابر دوڑ رہے تھے۔ دفعتہً سنوکی نے اُسے مخاطب کیا۔ "اب تم بہت مطمئن نظر آ رہے ہو۔"

"تو ٹھیک سمجھی ہے، ہاں اب مجھے کوئی فکر نہیں کیونکہ مسلح ہو گیا ہوں۔"

"کیا تمہاری اتنی زندگی لڑتے بھڑتے ہی گذری ہے؟"

"نہیں۔ میں تو بہت ہی صلح جُو آدمی تھا لیکن دوسروں کے مظالم نے مجھے بھی خونخوار بنا دیا۔"

"کیا تم مجھے اپنی کہانی نہیں سناؤ گے۔"

"نہیں ..."

سنوکی خاموش ہو گئی۔ ایرج کے لہجے کی سختی نے مزید اصرار سے روک دیا تھا لیکن پھر اچانک اُسے کچھ یاد آ گیا اور وہ بولی "ارے تم نے تو وہ مقدس مکڑی لبادے میں چھپا رکھی ہے اُسے ظاہر کرو۔"

"نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ چُغتاری مجھ پر حملہ آور ہوں اور میں دو چار قتل کر دوں اسی طرح میرے بازو کھلیں گے۔"

"خواہ مخواہ خون بہاؤ گے۔"

"مجھ سے بحث نہ کر۔ تیرا پابند نہیں ہوں، جو میرا دل چاہے گا کروں گا۔"

"شاید تمھیں وہ ہدایات یاد نہیں رہیں۔"

"مجھے اچھی طرح یاد ہیں۔ تو کہیں لے جا رہی ہے اور میں چلا جا رہا ہوں، ہدایات میں یہ نہیں تھا کہ تیری ہر بات مان لوں۔"

"تمھاری مرضی۔"

"میری مرضی یہ ہے کہ تو خاموشی سے چلتی رہ۔"

سنوکی نے سختی سے ہونٹ بھینچ لیے۔ سفر جاری رہا۔ پھر سورج غروب ہونے لگا اور سنوکی نے کہا "رات کو سفر جاری رکھنا مناسب نہ ہو گا۔"

"تو پھر خود ہی کوئی پناہ گاہ تلاش کر۔"

"ان چٹانوں کی طرف نکل چلو" وہ بائیں جانب ہاتھ اٹھا کر بولا "شاید کوئی مناسب سی جگہ مل جائے۔"

ایرج نے فوری طور پر گھوڑے کو اُسی جانب موڑ دیا۔ ابھی اتنا اجالا تھا کہ وہ شب بسری کے لیے جگہ تلاش کر سکتے تھے۔

"نہ جانے کیوں مجھے خوف محسوس ہو رہا ہے" سنوکی نے کہا۔

"کس سے ...؟"

"بس، ایک بے نام سا خوف ہے۔"

ایرج کچھ نہ بولا۔ جلد ہی اُنھیں ایک تنگ سا درّہ مل گیا جس کی دوسری نکاسی نہیں تھی۔ "کہیں یہ کسی ریچھ کا بھٹ نہ ہو..." سنوکی نے پُر تشویش لہجے میں کہا۔

"یہاں آج تک کسی ریچھ نے قدم نہیں رکھا۔" ایرج بولا۔

"یہ کیسے کہہ سکتے ہو...؟"

"اس لیے کہ میں اس کے اندر داخل ہوتے ہی ریچھ کی بُو ضرور محسوس کرتا۔"

"تم اتنے ہی تجربہ کار ہو؟"

ایرج خاموشی سے ایک جانب کھڑا ہو گیا اور آہستہ سے بولا "کیا تجھے معلوم ہے کہ انھوں نے ہمیں گھیرے میں لے لیا ہے؟"

"کس نے۔؟" سنوکی اچھل پڑی۔

"تو اتنی بے خبر رہی ہے۔ میں نہیں جانتا وہ کون ہیں۔ انھوں نے اپنے گھوڑوں کے سُموں کو بے آواز کر رکھا ہے۔ ہم پگڈنڈی پر تھے اور وہ اسی طرف کی چٹانوں کی اوٹ لے کر ہمارا تعاقب کرتے رہے تھے۔"

"پھر تم نے میرا کہنا کیوں مان لیا۔ خود ہی ادھر چلے آئے۔ اگر اُن کے گھوڑوں کی ٹاپیں نہیں سنائی دیں تو چُغتاری ہی ہوں گے، چوروں کی طرح تعاقب کرنا انہی کا طریقہ ہے۔"

"کیا ان کی زبان بھی بلدرانی ہے؟"

"وہ کئی زبانیں بولتے ہیں۔"

"ان کا مخصوص نعرہ کیا ہے؟"

"شاید... اندھیرے کا بول بالا ہو۔ شاید نہیں بلکہ یقیناً یہی ہے، مقودمبی نے مجھے بتایا تھا۔ کیا تم اب بھی اس مکڑی کو لبادے میں چھپائے رکھو گے؟"

"جو ربِّ عظیم کو منظور ہو گا۔"

"ربِّ عظیم... میں نے اس دیوتا کا نام سُنا ہے، یہ جنوب کے لوگوں کا دیوتا ہے۔ کیا تم جنوب سے آئے ہو؟"

"تو اس فکر میں کیوں پڑتی ہے۔ مقودمبی کے اقوال یاد رکھ۔"

"لیکن اب کیا کرو گے...؟"

"ابھی بالکل اندھیرا نہیں پھیلا... تو یہیں ٹھہر... میں باہر نکلتا ہوں۔"

"مکڑی کو لبادے کے اُوپر لاد۔ یہی بہتر ہو گا۔"

ایرج درّے سے نکل آیا لیکن اُس نے سنوکی کے مشورے پر عمل نہیں کیا تھا درّے کے دہانے کے قریب ہی رُک کر اُس نے سُن گن لینے کی کوشش کی لیکن اتھاہ سنّاٹے کے علاوہ وہاں اور کچھ بھی محسوس نہ کر سکا۔

شاید انھیں بالکل اندھیرا ہونے کا انتظار تھا۔ ایرج الجھن میں پڑ گیا۔ ایک عورت اور ایک مرد کے مقابلے میں دس بارہ ضرور رہے ہوں گے پھر بھی اتنی احتیاط... کیا انھیں ان تینوں لاشوں کا علم ہو گیا تھا؟ ایرج نے تو انہیں اس غار میں اس طرح چھپا دیا تھا کہ کسی کی نظر ہی نہیں پڑ سکتی تھی یا پھر انہوں نے ابھی تک اُن پر اُس لیے حملہ نہ کیا ہو کہ مقدّس مکڑی اُن کے ہاتھ آ گئی تھی اور وہ اس سے واقف بھی ہو گئے ہوں۔ بہر حال ایرج کے لیے ان کا رویّہ چکرا دینے والا تھا۔

اس کی عقابی آنکھیں نزدیک و دور کا جائزہ لے رہی تھیں کہ اچانک قریب کی ایک چٹان کے عقب سے ہلکی سی سرسراہٹ سنائی دی اور وہ چونک پڑا۔ نگاہ اُسی چٹان پر مرکوز ہو گئی، پھر وہ دبے پاؤں اُس طرف بڑھا تھا۔ پیش قبض کے دستے پر اس کی گرفت سخت ہو گئی تھی۔ چٹان کے قریب پہنچ کر وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ لبادے کو سمیٹ کر کمر کے گرد کس لیا تھا۔

ہتھیلیوں اور گھٹنوں کے بل کھسکتا ہوا اب وہ چٹان کی دوسری طرف پہنچنے کی کوشش کرنے لگا۔ اس میں کامیابی بھی ہوئی تھی اور قسمت یاور تھی کہ اُدھر جو کوئی بھی تھا تنہا تھا اور اس طرح دُبکا ہوا تھا کہ اُس کی پُشت ایرج کی طرف پڑتی تھی۔

دفعتہً ایرج نے اُس پر چھلانگ لگائی اور دبوچ بیٹھا، پیش قبض کی نوک گردن پر رکھی اور دوسرے ہاتھ سے منہ دباتا ہوا بولا "اگر چیخنے کی کوشش کی تو چھید کر رکھ دوں گا۔" اس نے اُسے ٹانگوں کی گرفت میں لے کر سیدھا کیا۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے

اُسے دیکھتا رہا۔" بول کون ہے تو؟" اُس کے منہ پر سے ہاتھ ہٹاتا ہوا بولا اور پیش قبض کی نوک سینے پر رکھ دی۔

مم ... میں ... مم مسافر" وہ ہکلا کر رہ گیا۔ آواز دھیمی تھی۔

"جھوٹ مت بول۔ تو مجھے اُجاگانیہ کا سپاہی معلوم ہوتا ہے۔"

وہ طویل سانس لے کر رہ گیا پھر خوفزدہ سی آواز میں بولا۔" میں صرف نگرانی کر رہا تھا۔ حملہ کرنے کا حکم نہیں تھا۔"

"پوری بات بتا۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تو تنہا نہیں ہے۔"

"مم۔ میں ... جھوٹ نہیں بولوں گا ..." وہ ایک جانب ہاتھ اُٹھا کر بولا۔" اُدھر نشیب میں آٹھ آدمی موجود ہیں۔"

"تم بہت دُور سے ان چٹانوں کی اوٹ لیتے ہوئے ہمارے ساتھ چلے آرہے تھے۔"

"یہ درست ہے۔"

"حملہ کیوں نہیں کیا؟"

"اجاگانیہ کا حکم ہے کہ دونوں کے جسموں پر خراش تک نہ آنے پائے ہم اس انتظار میں تھے کہ تم سو جاؤ تو باندھ لیں۔"

"لیکن اب کیا ہوگا؟"

"مم ... میں نہیں جانتا۔"

"میں جانتا ہوں۔" ایرج نے کہا اور سینے پر پیش قبض کی نوک کا دباؤ بڑھاتا ہوا بولا۔" ان آٹھوں کی صحیح طور پر نشاندھی کرو۔"

وہ آہستہ آہستہ بتانے لگا تھا کہ ایرج کس طرح ان آٹھوں تک پہنچ سکتا ہے اس کے بعد وہ گھگھیانے لگا کہ ایرج اُسے قتل نہ کرے لیکن ایرج اس پر توجہ دیئے بغیر بولا۔" مجھے اُن کی طرف لے چل۔"

"تم تنہا ہو ... اگر ابھی تو پھر وہ بھی لڑنے مرنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔"

"میں یہی چاہتا ہوں کہ تم لوگ اس پر آمادہ ہو جاؤ تاکہ میں شکار کھیل سکوں۔"

"کتنی تفنگیں (رائفلیں) ساتھ ہیں؟"

"تین ..."

اور تفنگچے (پستول)۔"

"ایک بھی نہیں۔"

"اگر تفنگیں مجھے مل جائیں تو تمہاری جاں بخشی کر دوں گا۔"

"کسی بلدرانی کا اسلحہ اس کی موت کے بعد ہی دوسرے کے قبضے میں آسکتا ہے۔"

"تو پھر تمہیں موت ہی سمیٹے گی۔"

"تم دیکھ رہے ہو کہ میرے پاس تفنگ نہیں ہے۔"

دفعتہً ایرج نے بائیں ہاتھ سے اس کا گلا گھونٹنا شروع کر دیا۔ وہ رہائی کے لیے ہاتھ پیر مارنے لگا۔ ویسے ایرج حقیقتہً اُسے مار ڈالنا نہیں چاہتا تھا۔ صرف اسی حد تک دباؤ ڈالنا چاہتا تھا کہ وہ خوف یا گھٹن کے باعث بے ہوش ہو جائے یہی ہوا بھی جلد ہی اُس نے ہاتھ پیر ڈال دیئے ... پھر اسیری کا سامان بھی خود اسی کے پاس موجود تھا۔ یعنی وہ مضبوط سی پانچ چھ گز لمبی ڈور جو اس نے اپنی کمر کے گرد لپیٹ رکھی تھی۔ ایک طرف سے یہ ڈور بلدرانی سپاہیوں کی یونیفارم میں شامل تھی۔ اسی ڈور سے اُس نے اُسے اچھی طرح جکڑ دیا اور حلق تک کپڑا ٹھونس دیا کہ شور نہ مچا سکے۔

وہ اُسے وہیں چھوڑ کر اُس دراڑ کی طرف بڑھا تھا جس سے گزر کر اُس نشیب تک پہنچتا جہاں آٹھوں بلدرانیوں نے ڈیرہ ڈال رکھا تھا۔ چند قدم چل کر رُک گیا اور اُدھر جانے کی بجائے اس دراڑ کی طرف پلٹا جہاں سنوکی کو چھوڑا تھا۔

سنوکی پھولتی ہوئی سانسوں کے ساتھ اُس کی روداد سنتی رہی پھر مضطربانہ

انداز میں بولی "یہ تو بہت برا ہوا... وہ آٹھ ہیں۔"

"میں تجھ سے یہ سننے نہیں آیا تھا۔ یہ کہنے آیا تھا کہ باہر مت نکلنا جب تک میں نہ آؤں..."

"تم کیا کرو گے... میں تو سمجھی تھی کہ چنگاری ہیں۔"

"کوئی بھی ہو۔ دشمنوں کے نرغے میں میرے صرف ہاتھ چلتے ہیں آنکھیں بند ہو جاتی ہیں، میں دشمنوں کا شمار نہیں کرتا۔"

"ٹھہر جاؤ۔ میری بات سنو..."

"کیا کہتی ہے؟"

"تم اُسے باندھ کر چھوڑ آئے ہو۔ وہ آٹھوں یہی سمجھ رہے ہوں گے۔ کہ وہ ہماری نگرانی کر رہا ہوگا۔ کیوں نہ ہم بھی اپنے گھوڑوں کے سموں کو بے آواز بنا کر چپ چاپ آگے بڑھ جائیں۔"

"یہ مجھ سے نہیں ہوگا۔ کبھی نہیں ہو سکتا۔"

"تمہاری مرضی۔" وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولی "لیکن کم از کم یہ تو بتا دو کہ اب تم کیا کرو گے؟"

"ایک دم ٹوٹ پڑوں گا۔"

"میں تمہیں بزدل نہیں سمجھتی لیکن یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ سب تمہارے ہاتھوں مارے جائیں اگر ان میں سے ایک بھی بچ نکلا تو اُجاگانیہ کو ہمارے سفر کی سمت معلوم ہو جائے گی۔"

ایرج سوچ میں پڑ گیا۔ شاید یہ نکتہ اس کے ذہن میں نہیں تھا۔ اُجاگانیہ کو سمت کا علم ہو جانے پر انھیں اُجاگانیہ کی پوری قوت کا سامنا کرنا پڑتا۔ وہ اپنے سارے آدمی ایک ہی سمت دوڑا دیتی۔ راستوں کا علم نہ ایرج کو تھا اور نہ سنو کی کو، ورنہ سفر کا رُخ تبدیل بھی

کیا جا سکتا تھا۔ سنو کی پُر امید نظروں سے اُسے دیکھے جا رہی تھی۔ ہر چند اندھیرے میں اُس کی شکل بھی صاف نظر نہیں آ رہی تھی۔

"تو پھر میں اُسے یہیں اُٹھائے لاتا ہوں اور خود اُس کی جگہ لیتا ہوں۔" ایرج نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"میں نہیں سمجھی۔"

"بعد میں سمجھاؤں گا۔" ایرج کہتا ہوا دراڑ سے نکل آیا۔ اس کا شکار اب بھی وہیں اسی حال میں پڑا ہوا تھا۔ اُس نے اُسے اٹھا کر کاندھے پر لادا ہی تھا کہ کئی آدمی اس پر ٹوٹ پڑے اُس نے اُسے چھوڑ دیا تھا اور خود جھاگ کی طرح بیٹھتا چلا گیا... حالانکہ دباؤ اتنا شدید نہیں تھا لیکن وہ انہیں اپنے بارے میں غلط فہمی میں مبتلا کرنا چاہتا تھا۔ اسی دوران میں اُسے ان کے نیچے سے سرک جانے کا موقع مل گیا۔ وہ سب اُس جکڑے ہوئے بلدرانی پر آ رہے... اُس نے پھرتی سے تلوار کھینچی اور پلٹ پڑا۔ وہ اٹھنے بھی نہیں پائے تھے کہ ایرج اٹھی ہوئی تلوار کے ساتھ ان کے سروں پر مسلط تھا۔

"اپنے ہاتھ پھیلائے رکھو... ورنہ گردنیں اچھلتی پھریں گی۔" ایرج آہستہ سے بولا۔

وہ تعداد میں چار تھے۔ انہوں نے اُس کی پھرتی پہلے ہی دیکھ لی تھی اس لیے جس پوزیشن میں تھے، اسی میں رہے۔ ویسے ایرج نے تاروں کی چھاؤں میں اندازہ کر لیا تھا کہ اُن کے لباس بلدرانیوں کے سے نہیں تھے شاید اس دوران میں بلدرانی کے منہ سے کپڑا نکل گیا تھا۔ اُس نے چیخنا شروع کر دیا۔

"انھیں مار ڈالو... مار ڈالو... یہ دشمن ہیں... ہم میں سے نہیں ہیں۔"

"تم کون ہو...؟" ایرج نے انھیں مخاطب کیا۔

وہ کچھ نہ بولے اور بلدرانی پھر چیخی "جلدی کرو... ورنہ یہ مکاری سے تمھیں مار ڈالیں گے۔"

"کیوں، بکواس کر رہا ہے، یہ میرے آدمی ہیں... اندھیرے کا بول بالا ہو..."
ایرج نے کہا اور تلوار اُن کے سروں سے ہٹا لی۔

"اندھیرے کا بول بالا ہو" چاروں یک زبان ہو کر بولے "مگر تم بلدرانی کیوں بول رہے ہو؟"

"یہ جو یہاں پڑا ہوا ہے بلدرانی ہے۔ اس کے منہ سے کپڑا نکل گیا ہے پھر ٹھونس دو۔"

وہ چاروں اس کے آس پاس کی زمین ٹٹولنے لگے۔ اتنے میں ایرج نے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سُنی تھیں اور وہ اُن چاروں سے بولا تھا۔ "ادھر اس چٹان کے پیچھے... جلدی کرو... وہ آٹھ ہیں۔ انھوں نے اس کی آواز سن لی ہے۔"

چاروں تیزی سے پیچھے ہٹے تھے اور بلدرانی چیختا ہی رہ گیا تھا وہ قریب ہی کے ایک بڑے پتھر کی اوٹ میں ہو گئے...

"کیا ہوا۔ کیا بات ہے؟" کسی نے بلدرانی کے قریب پہنچ کر پوچھا۔

"چغتاری... میں بندھا پڑا ہوا ہوں... وہ یہیں کہیں چھپ گئے ہیں... چار ہیں اور ملکہ کا جفت بھی چغتاری ہی ہے..."

"کیوں بھونک رہا ہے۔ وہ چغتاری نہیں ہے..."

"میں نے اُسے اُن کا نعرہ لگاتے ہوئے سُنا تھا۔"

"اندھیرے میں سُنی ہوئی بات پر یقین نہیں کیا جا سکتا، وہ کدھر گئے ہیں؟"

"شاید بائیں طرف..."

وہ اُدھر جھپٹے تھے۔ ایرج نے انھیں دیکھا لیکن شمار نہ کر سکا۔ پتا نہیں آٹھوں تھے یا ان میں سے چند...

دفعتاً اواخر نصف ماہ کے چاند نے مشرق سے سر ابھارا اور تاریکی کی چادر

ملگجی ہو گئی۔ کہیں دُور کسی چکور کی آواز آئی تھی۔

"ان کے پاس تین تفنگیں بھی ہیں۔" ایرج نے سرگوشی کی۔ "ہوشیار رہنا۔"

وہ کچھ نہ بولے لیکن ایرج محسوس کر رہا تھا کہ وہ شکاری کتوں کی طرح چوکنا ہو گئے ہیں۔

"کیا وہ آٹھوں اسی طرف آ گئے ہیں...؟" ان میں سے ایک نے پوچھا۔

"میرا خیال ہے اس کی چیخیں سبھوں کو اسی طرف لے آئی ہیں۔" ایرج نے کہا "اب ہمیں ان پر ٹوٹ پڑنا چاہیئے۔"

وہ اُن کی طرف مڑا تھا... لیکن وہ چاروں...؟ ان کا کہیں پتہ نہ تھا۔ وہ متحیر رہ گیا لیکن جلد ہی اپنی کیفیت پر قابو پا کر وہ آہستہ آہستہ پتھر کی اوٹ سے نکلا چند ہی قدم چلا ہو گا کہ بلدرانی اور چغتاری نعرے فضا میں بلند ہوئے اور تلواروں کی جھنکاریں سنائی دینے لگیں۔

تین آدمی اُسے اپنی طرف آتے دکھائی دیئے اور وہ بڑی پھرتی سے زمین پر لیٹ گیا۔ قریب پہنچے تو بلدرانی معلوم ہوئے یکایک وہ بھی چغتاریوں کا نعرہ بلند کر کے اُن پر ٹوٹ پڑا۔ انھیں سنبھلنے کا بھی موقع نہیں مل سکا۔

ایک کے بعد دوسرے پر تلوار کا بھرپور وار ہوا... وہ چیخے تھے اور تیسرے نے دوڑ کر اس چٹان کے پیچھے پناہ لینے کی کوشش کی تھی۔ جہاں نواں بلدرانی بندھا پڑا ہوا تھا لیکن اب مفر کی صورت نہیں تھی۔

اُن دونوں کے گرتے ہی ایرج نے اُس پر چھلانگ لگائی تھی اور تلوار کی نوک اُس کی پشت میں اُترتی چلی گئی تھی بالآخر وہ بھی منہ کے بل گرا۔ بندھا ہوا بلدرانی پھر چیخنے لگا۔

"چپ چاپ پڑا رہ۔ ورنہ تجھے بھی اس حال میں ختم کر دوں گا۔" پتہ نہیں وہ

تینوں ختم ہو گئے تھے یا ابھی ان میں کچھ جان باقی تھی۔ ویسے وہ نہ حرکت کر رہے تھے اور نہ آواز ہی نکال رہے تھے۔

"اُجاگانیہ نہیں جانتی کہ تم چنتاری ہو۔" بندھا ہوا بلدرانی کراہا۔

"اچھا تو پھر...؟"

"جب اُسے معلوم ہوگا تو تمھارے خیال سے باز آجائے گی، اگر میرے سب ساتھی مارے گئے ہیں تو کم از کم مجھے زندہ رہنے دو۔"

"تو دودھ دیتا ہے یا انڈے کہ تجھے زندہ رہنے دیا جائے۔"

"میں اُسے اطلاع دوں گا اور تمھارے لیے بھاگ دوڑ ختم کر دی جائے گی اس طرح تم بھی محفوظ ہو جاؤ گے۔"

"کیا میں اُس کُتیا کی بچی سے ڈرتا ہوں، چپکا پڑا رہ۔ تیرے بارے میں وہ چاروں فیصلہ کریں گے۔"

"ہم ضرور فیصلہ کریں گے۔" عقب سے آواز آئی۔ "ہم چاروں زندہ ہیں اور انھیں ٹھکانے لگا دیا ہے۔"

"تفنگوں کا کیا رہا؟" ایرج نے پوچھا

"دو ہاتھ آئی ہیں۔"

"تیسری یہاں تلاش کرو۔ میں نے بھی تین کو ٹھکانے لگایا ہے۔"

"تب تو آٹھ پورے ہو گئے۔"

وہ رائفل تلاش کرنے لگے تھے۔ چاند اب خاصی بلندی تک آگیا تھا اور دُور تک بکھری ہوئی چٹانیں چاندنی میں نہانے لگی تھیں۔ جلد ہی انھیں تیسری رائفل بھی مل گئی اور وہ کارتوسوں کے لیے لاشوں کو ٹٹولنے لگے۔

اس کے بعد ایرج کے قریب آئے تھے اور اُسے گھیر کر کھڑے ہو گئے تھے۔

"تم آخر ہو کون؟ ہم میں سے تو نہیں ہو۔" ایک چنتاری بولا۔

"مجھے پہچاننے کے لیے چاندنی ناکافی ہے، لہٰذا ابھی یہ قصّہ یہیں رہنے دو۔"

"اس کا کیا ہوگا؟" اُس نے بلدرانی کی طرف ہاتھ اُٹھا کر کہا۔

"جو تم مناسب سمجھو۔"

"ہم اسے ساتھ لے جائیں گے۔"

"تمھاری مرضی۔"

"تم بھی ساتھ چلو گے۔"

"مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے جبکہ پہلے ہی سے تمھاری تلاش میں تھا۔ میرے ساتھ میری بہن بھی ہے۔"

"وہ کہاں ہے؟"

"ایک محفوظ جگہ پر۔"

"ہمیں بتاؤ۔ ہم اُسے لے آئیں گے۔"

"تم لوگوں کے تیور اچھے نہیں معلوم ہوتے۔" ایرج نے کسی قدر درشت لہجے میں کہا۔

"بات نہ بڑھاؤ۔" دوسرا بولا۔

"میں خود اُسے یہاں لے آؤں گا۔" ایرج کے لہجے میں تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ "اور اگر تم بھی الجھنا ہی چاہتے ہو تو تلواریں کھینچ لو۔ اندھیرے ہی کا بول بالا ہوگا۔"

انھوں نے اپنی مخصوص زبان میں مشورے کیے تھے اور پھر ایک چنتاری بلدرانی میں بولا تھا۔ "کیا تم اس منحوس زبان کے علاوہ اور کوئی زبان نہیں جانتے ہو؟"

"نوغسکانی بھی بول سکتا ہوں۔" ایرج نے نوغسکانی ہی میں کہا۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے۔ کیا تم نوغسکانی ہو؟"

"نہیں۔ لیکن تم اس کے باوجود بھی کہ میں چغتاری نہیں ہوں میرا احترام کرنے پر مجبور ہو جاؤ گے۔"

"یہ تم نے کیا کہا؟"

"سنو۔ میں زیادہ باتیں نہیں کرتا۔" ایرج بولا۔ "مجھ پر یقین کرو یا آجاؤ مقابلے پر"

وہ خاموش کھڑے رہے، ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے تذبذب میں ہوں۔ ایرج نے کہا۔ "اب میں اپنی بہن کو لینے جا رہا ہوں۔"

"ہم بھی چلیں۔؟"

"مجھے اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ لیکن تم میرے آگے چلو گے کیونکہ میری کھوپڑی کے پچھلے حصے میں آنکھیں نہیں ہیں۔"

وہ پھر آپس میں کچھ کہنے سننے لگے تھے۔ آخر ایک نے نوعسکانی میں کہا۔ "ہم تمہارے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے، سمراشا کرے گا۔"

"کوئی بھی کرے لیکن میں قیدیوں کی طرح تمہارے ساتھ ہرگز نہیں جاؤں گا۔"

"نہیں۔ نہیں ہم تمہارے ہاتھ نہیں باندھیں گے..."

دفعتہً بندھا ہوا بلدرانی چیخنے لگا۔ "تم سب مارے جاؤ گے۔ یہ آجاگانیہ کا منگیتر ہے۔"

"کیوں بکواس کر رہا ہے۔" قریب ہی سے سنوکی کی آواز آئی۔

"اوہ۔ تو آگئی۔" ایرج نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "میں نے تجھ سے کہا تھا کہ جب تک میں نہ کہوں تو وہیں رکے گی۔"

"میں سچ کہہ رہا ہوں یہ کتیا اسے پھسلا کر اپنے ساتھ نکال لائی ہے۔ ہم لوگ انہی دونوں کی تلاش میں اُدھر آئے تھے۔"

"آہا۔ ہم سمجھ گئے۔" ایک چغتاری بولا۔

کیا سمجھ گئے؟" ایرج غرایا۔

"تم وہی ہو جس نے اُس کے نانا کا عصا اٹھایا تھا۔"

"ہاں میں وہی ہوں لیکن شادی کی شرط پوری کرنے کے لیے میں نے اُسے نہیں اٹھایا تھا۔"

"اگر تم وہی ہو تو سمراشا تمہیں دیکھ کر نہال ہو جائے گا۔" اس نے کہا اور حلق پھاڑ کر نعرہ لگایا۔ "اندھیرے کا بول بالا ہو۔"

اس کے تینوں ساتھی بھی اُس سے ہم آہنگ ہو گئے تھے۔

"کتنی دور چلنا ہوگا؟" ایرج نے پوچھا۔

"زیادہ دور نہیں۔"

"ہمارے پاس اپنے گھوڑے بھی ہیں۔"

"بس تو پھر اب دیر نہ کرو۔"

بلدرانی کو انھوں نے اپنے طور پر دوبارہ باندھا تھا اور قیدیوں کی طرح ساتھ لے چلے تھے۔ راستہ دشوار گزار تھا اس لیے پیدل ہی روانگی ہوئی تھی۔ چغتاریوں کے پاس گھوڑے نہیں تھے۔ بلدرانیوں کے نو عدد گھوڑے بھی ان کے ہاتھ لگے تھے اور انھوں نے ان کا سارا اسلحہ اپنے قبضے میں لے لیا تھا۔ یہ بات ایرج کو پسند نہیں آئی تھی لیکن اس نے تعرض بھی نہیں کیا تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک چلتے رہنے کے بعد وہ ایک بہت بڑے غار میں داخل ہوئے تھے اس کا دہانہ اتنا کشادہ تھا کہ گھوڑے بھی بآسانی اندر لے جائے جا سکتے تھے...

یہاں کئی جگہ آگ روشن تھی اور اتنی روشن تھی کہ وہ سب ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے۔ تقریباً پندرہ بیس آدمی یہاں پہلے سے موجود تھے۔ انھیں دیکھ کر وہ سب اپنی جگہوں سے اُٹھ گئے۔

ایرج کے ساتھیوں میں سے ایک نے بلند آواز میں کہا۔ "ہم نے اس وقت پورے

آٹھ عدد بلدرانیوں کا خون بہایا ہے ایک زندہ ہے اور ہماری قید میں ہے۔"

"کیوں آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے۔" مجمعے سے ایک چغتاری بولا۔ "ہم دیکھ رہے ہیں، تین قیدی اپنے ساتھ لایا ہے۔"

"سمراشا ہی اس کا فیصلہ کرے گا کہ یہ دونوں بھی قیدی ہیں یا نہیں۔"

"سمراشا آرام کر رہا ہے۔"

"اُس سے کہہ دو کہ ہمارے ساتھ وہ شخص بھی ہے جس نے اُجاگانیہ سے شادی کی شرط پوری کی تھی لیکن شادی سے انکار کر دیا تھا۔"

مجمع پر سناٹا چھا گیا اور پھر اچانک کسی قدر فاصلے سے آواز آئی۔ "میں سمراشا کہہ رہا ہوں کہ اُسے اور زیادہ روشنی میں لایا جائے۔"

کئی مشعلیں ایرج کے چہرے کے برابر اُٹھ گئی تھیں اور زیادہ بوڑھا آدمی جو اپنے ملبوس کی بنا پر اُن سے مختلف نظر آ رہا تھا کسی تاریک گوشے سے نکل کر روشنی میں آ گیا تھا۔ وہ ایرج کو بغور دیکھتا رہا... پھر بولا۔ "ہاں... یہ بلدرانی نہیں معلوم ہوتا لیکن پیش گوئی کے مطابق پوری علامات نہیں پائی جاتیں۔"

"کیا تم ان کے کوئی مذہبی پیشوا ہو؟" ایرج نے سوال کیا۔

"ہاں۔ میں سمراشا... موت کی وادیوں میں ان کی رہنمائی کرنے والا ہوں۔"

"اچھی بات ہے۔ اب مجھے بتاؤ کہ تم اور کون سی علامت دیکھنا چاہتے ہو؟"

"مقدس مکڑی..."

"اُس کے بعد میرے ساتھ تمہارا کیا رویہ ہوگا؟"

"تم خود ہی دیکھ لوگے، اگر یہ علامت تمہارے پاس موجود ہے۔"

"اچھا تو یہ دیکھو۔" ایرج نے اپنے سینے سے لبادہ ہٹاتے ہوئے کہا۔ روشنی میں مکڑی کی آنکھیں جگمگانے لگیں اور وہ سب اپنے مذہبی رہنما سمیت احتراماً

جھکتے گئے۔

"اندھیرے کا بول بالا ہو۔" سمراشا نے نعرہ لگایا لیکن ایرج کو دو خونخوار چہرے ایسے بھی نظر آئے جن پر اس تبدیلی کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ وہ چار پُرتنفر آنکھیں ایرج کو اپنے وجود میں چبھتی ہوئی سی محسوس ہونے لگیں۔

وہ دونوں مجمعے سے نکل کر ایرج کے سامنے آ کھڑے ہوئے قد میں اُس سے بھی اونچے تھے۔ تن و توش کے اعتبار سے بھی ایرج ان کے مقابلے میں ہلکا ہی نظر آتا تھا۔

"پیچھے ہٹ جاؤ۔" سمراشا ہاتھ اُٹھا کر غرایا لیکن وہ دونوں جہاں تھے وہیں کھڑے ایرج کو گھورتے رہے۔

"پیچھے ہٹو...!"

"ہٹ جائیں گے۔" ان میں سے ایک بولا۔ "لیکن اتنی دیر تو ٹھہرنے دے کہ دوسروں کو معلوم ہو جائے۔"

"سب جانتے ہیں کہ تم دونوں اسے تسلیم نہیں کروگے۔"

"پھر بھی ہم اس سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ ہمارے بھائی اور اس کے رفیقوں کی لاشیں کہاں ہیں۔"

ایرج سب کچھ سن رہا تھا اور سمجھ بھی رہا تھا کیونکہ یہ گفتگو شاید اسی لیے نوغسکانی میں ہو رہی تھی کہ وہ بھی سمجھ سکے۔

"جب وہ مجھ سے الجھے تھے تو میں یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ کون ہیں۔" ایرج نے کہا

"تم صفائی مت پیش کرو۔" سمراشا نے کہا۔ "یہ پتھر کی لکیر کی طرح اٹل تھا۔"

"کیا سمراشا یہ چاہتا ہے کہ ہم اپنے بھائی کے خون کا قصاص نہ لیں...؟" ان میں سے ایک بولا۔

"کون اس پر ہاتھ اُٹھا سکے گا جب کہ اندھیرے کی بیٹی مقدّس عنکبوت اس کی گردن میں آویزاں ہے۔" سمراشا انھیں قہر آلود نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

"میرا بھائی بھی دھوکے سے مارا گیا ہوگا۔ تب بھی مقدس عنکبوت کی رسائی اس کی گردن تک ہوئی ہوگی۔"

"ایسا نہیں ہوا تھا۔" ایرج نے نرم لہجے میں کہا۔ "ان تینوں نے مجھے روزِ روشن میں گھیرا تھا۔ مجھ سے میرے گھوڑے چھیننا چاہتے تھے اور میری بہن پر بھی قبضہ کرنا چاہتے تھے۔"

"اور تو نے تنہا ان تینوں کو مار ڈالا۔"

"تنہا... اور انہی میں سے ایک کا نیزہ چھین کر... کیوں کہ اس وقت میرے پاس ایک پیش قبض کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔"

"ناممکن... ناممکن..." پورا مجمع یک زبان ہو کر چیخا تھا۔

"سنا تو نے سمراشا۔" مقتول سردار کا ایک بھائی طنزیہ لہجے میں بولا۔

"سن لیا...!"

"سب کو یقین ہے کہ میرے بھائی پر مکّاری سے ہی قابو پایا گیا ہوگا۔"

"یہ جھوٹ ہے!" ایرج بگڑ کر بولا۔

"ہمیں ثبوت چاہیے۔" پورے مجمعے نے یک زبان ہو کر کہا۔

"خاموش رہو۔" سمراشا ہاتھ اٹھا کر دہاڑا۔ "یہ سچ کہہ رہا ہے۔ اس کے بارے میں صدیوں سے یہ پیش گوئی چلی آرہی ہے کہ چمگادڑ کی نسل کو ختم کرنے والا عقب سے حملہ کرنے والا نہیں ہوگا۔ للکار کر مارنے والا ہوگا اور اس وقت تک خون نہیں بہائے گا جب تک خود اُس پر حملہ نہ کیا جائے گا۔"

"ہم کیسے یقین کرلیں کہ یہ وہی ہے۔" مقتول سردار کے بھائی نے کہا۔

"کیا تو نے نہیں سُنا کہ اس نے اجاگانیہ کے نانا کا عصاء اٹھایا تھا۔"

"ہم میں سے کسی نے بھی اسے ایسا کرتے نہیں دیکھا۔"

"قیدی کو سامنے لایا جائے۔" سمراشا تالی بجا کر بولا۔

قیدی بلدرانی سمراشا کے سامنے پیش کیا گیا... اس کے چہرے پر خوف کی بدلیاں چھائی ہوئی تھیں۔

"کیا یہ وہ نہیں ہے جس نے اُس منحوس شتہیر کو تنہا اٹھا لیا جسے دس آدمی بھی جنبش نہیں دے سکتے؟" سمراشا نے اس سے سوال کیا۔

"میں نہیں جانتا، میں اس وقت وہاں موجود نہیں تھا۔ مجھے دوسروں نے بتایا تھا کہ یہ ملکہ کا مفرور منگیتر ہے جسے پکڑ کر ہمیں بحفاظت ملکہ تک پہنچا دینا ہے۔"

"سن لیا تم نے، یہ وہی ہے جس کے بارے میں تم بچپن ہی سے سنتے آرہے ہو۔" سمراشا نے مجمعے کو مخاطب کیا۔

ان میں سے کوئی کچھ نہ بولا لیکن مقتول کے بھائی نے کہا۔ "ہم اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتے ہم تو اپنا حق طلب کر رہے ہیں اگر یہ سچا ہے تو ثابت کرے کہ اس نے ہمارے بھائی کو مکاری سے نہیں مارا تھا۔"

"مقدّس لکڑی کے حامل پر تم تلوار نہیں اٹھا سکتے۔"

"اے شخص!" وہ ایرج کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "میں براہ راست تجھ سے مخاطب ہوں۔ اگر تو سچا ہے تو ذرا دیر کو مقدس عنکبوت اپنی بہن کی گردن میں ڈال دے۔"

"یہ نہیں ہو سکتا۔" سمراشا دونوں ہاتھ اٹھا کر چیخا۔ "ایسا کبھی نہیں ہوتا... ہزاروں سال پہلے ہم اسی لیے الگ ہو گئے تھے کہ سرداری ایک عورت کی طرف منتقل ہو گئی تھی مقدّس لکڑی کسی عورت کی گردن میں ایک پل کے لیے بھی نہیں ڈالی جا سکتی۔"

"ہاں... یہ نہیں ہو سکتا۔" مجمع یک زبان ہو کر چیخا اور پھر سناٹا چھا گیا۔

دفعتہً ایرج نے اونچی آواز میں سمراشا کو مخاطب کیا۔ "معزز بزرگ ایسی صورت میں میں تم سے درخواست کروں گا کہ ذرا دیر کو تم ہی یہ بارِ امانت اُٹھا لو۔"

"میں... یعنی سمراشا... جو صرف رہنمائی کے لیے ہے حکومت کے لیے نہیں۔ تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ میں مقدّس مکڑی کو ہاتھ لگاؤں؟"

"ہاں میں یہی چاہتا ہوں کیونکہ تمہارے علاوہ اور کسی پر اعتماد نہیں کر سکتا اور اپنے قول کی صداقت بھی مجھے ان پر ثابت کرنی ہے، نہتا ہو کر انہیں مار ڈالوں گا۔"

"تم نے سُنا یہ کیا کہہ رہا ہے۔؟" سمراشا نے مجمعے سے پوچھا۔

"ہاں۔ یہ مناسب ہے ہمیں منظور ہے۔" سب نے ہاتھ اُٹھا کر کہا۔

ایرج نے مقدس مکڑی اپنی گردن سے اتاری اور سمراشا کے حوالے کر دی۔

مجمعے پر سکوت طاری ہو گیا تھا۔

سمراشا مجمعے کو گھورے جا رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ اپنے آدمیوں کی ہٹ دھرمی پر برانگیختہ ہو گیا ہو۔ وہ سب خاموش تھے۔ البتہ الاؤ کے ڈھیروں میں جلنے والی خشک لکڑیاں چٹخ رہی تھیں مجمعے کی نگاہیں ایرج پر جمی رہیں اور ایرج ان دونوں کو دیکھ رہا تھا جو اس کے خون کے پیاسے تھے کیونکہ ان کا بھائی ایرج کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔

"اب تم بھی نہتے ہو جاؤ۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

"اگر تم سب کچھ اسی طرح چاہتے ہو تو پھر میری بھی ایک بات تمہیں ماننی پڑے گی" ایرج پُرسکون لہجے میں بولا۔

"جلد بتاؤ... دیر نہ کرو!"

"میں نہتا تھا اور وہ تینوں نیزے سنبھالے ہوئے تھے۔ لہٰذا تم بھی نیزوں کے علاوہ اور کوئی حربہ استعمال نہیں کرو گے۔"

"ہم کیسے یقین کر لیں...!"

"جس طرح اس پر یقین کر لیا کہ میں نہتا تھا۔"

"ہاں۔ تمہیں یقین کرنا ہی پڑے گا۔" سمراشا ہاتھ اُٹھا کر بولا۔

ادھر سنوکی ایرج کی آستین کھینچ کر بولی۔ "یہ کیا کر رہے ہو نیزوں کی بات کیوں کی تھی تم نے۔ وہ تمہیں دُور ہی سے چھید کر رکھ دیں گے۔"

"بس تو دیکھتی جا۔ دخل اندازی مت کر۔"

وہ بُرا سا منہ بنا کر رہ گئی۔ اس کی آنکھوں میں گہرے اضطراب کی لہریں تھیں اور وہ بار بار اپنا بایاں پہلو ہاتھوں سے دبانے لگتی تھی۔

اُدھر وہ دونوں کسی سوچ میں پڑ گئے تھے۔ سمراشا انھیں گھور رہا تھا بالآخر بولا۔ "جلدی کرو، تمہیں اس کی شرط منظور ہے یا نہیں؟"

"یہ بہت چالاک آدمی معلوم ہوتا ہے۔" اُن میں سے ایک نے کہا۔ "ضرور اس میں کوئی بھید ہے۔ اچھا ہم اپنا یہ مطالبہ واپس لے لیتے ہیں کہ یہ نہتا ہو جائے۔ ہم تلواروں سے لڑیں گے۔ یہ بھی تلوار کھینچ سکتا ہے۔"

"تمہاری مرضی۔" ایرج مسکرا کر بولا

"بہت ہوشیاری سے۔" سنوکی نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

لیکن کچھ شروع ہونے سے قبل ایک بار پھر سمراشا کی آواز غار کی محدود فضا میں گونجی۔ "اندھیرے کے فرزندو۔ میری بات سنو۔ یہ لہو کی دعویداری کا معاملہ ہے۔ کوئی بھی کسی کا حمایتی بن کر کھڑا نہیں ہو گا۔ یہ دو ہیں اور وہ اکیلا۔ تم میں سے ہر ایک کو قسم کھانی پڑے گی وہ دخل اندازی نہیں کرے گا۔"

کوئی کچھ نہ بولا۔ وہ دونوں سمراشا کو کینہ توز نظروں سے دیکھے جا رہے تھے۔

"میں سمراشا تمہیں اندھیرے کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم اپنی حدود سے نہیں گزرو گے۔"

اس نے ہاتھ اُٹھا کر مجمعے سے کہا۔" اس حد تک پیچھے ہٹ جاؤ کہ انھیں کوئی شکایت نہ رہے۔"

لوگوں نے پیچھے سرکنا شروع ہی کیا تھا کہ مقتول کے بھائیوں میں سے ایک نے چیخ کر کہا" ٹھہر جاؤ۔ یہ مقابلہ یہاں نہیں ہوگا اور دن کے اُجالے میں ہوگا کیونکہ اس کے بیان کے مطابق ہمارا بھائی کھلے آسمان کے نیچے مارا گیا تھا۔"

سمراشا نے طویل سانس لی اور ایرج کی طرف دیکھنے لگا۔

"میں خون کا پیاسا نہیں ہوں۔ جب اور جہاں ان کا دل چاہے مجھ سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔"

"افسوس!" سمراشا اپنی ران پر ہاتھ مار کر بولا۔" اتنی جلدی اپنے فیصلے کا اعلان نہ کرنا چاہیئے تھا۔"

"بات ختم ہوگئی۔" مقتول کے بھائی بہ یک زبان بولے اور اُن کی طرف منہ موڑ لیے۔ دوسرے لوگ بھی اپنی اپنی جگہوں پر جا بیٹھے تھے۔

سمراشا وہیں کھڑا رہا اُس کی نگاہ ایرج کے چہرے پر جمی ہوئی تھی۔

"کیا مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے؟" دفعتہً ایرج نے اس سے سوال کیا۔

"بہت بڑی۔" سمراشا نے یہ کہہ کر طویل سانس لی اور کسی قدر توقف کے ساتھ بولا۔" جب تک مقابلہ نہ ہو جائے مقدس مکڑی میرے ہی گلے میں رہے گی اور اس کے بغیر تم محفوظ بھی نہیں ہو۔ ان میں سے کوئی بھی تم پر حملہ آور ہو سکتا ہے۔"

یہ تو اچھی بات نہیں ہوئی مقدس بزرگ۔" سنوکی نے آگے بڑھ کر کہا۔

"میں کیا کر سکتا ہوں... تیرے بھائی نے اپنا فیصلہ سنانے میں جلد بازی سے کام لیا۔"

"مقدس مکڑی مقابلے سے پہلے اِسے کیوں نہیں مل سکتی؟"

"دوسری بار میری گردن میں نہیں پڑ سکے گی، میں یہ بار ایک ہی مرتبہ اُٹھا سکوں گا۔"

"کیا اس میں بھی کوئی حکمت ہے؟"

"پیش گوئی کے ذریعے یہی بات مجھ تک پہنچی ہے، اس سے زیادہ میں نہیں جانتا۔"

"تو پھر اب کیا ہونا چاہیے مقدس بزرگ۔؟" سنوکی بہت زیادہ پریشانی کا اظہار کرتی ہوئی بولی۔

"میں اپنے غار میں تنہا رہتا ہوں اس میں بھی کوئی تبدیلی ممکن نہیں۔"

"تو میں یہ سمجھ لوں کہ میرا بھائی بھیڑیوں کے نرغے میں تنہا رہ گیا ہے۔" سنوکی نے اونچی آواز میں کہا اور چاروں طرف دیکھنے لگی۔ دفعتہً وہ چاروں چغتاری آگے بڑھے جو انھیں یہاں لائے تھے۔

"نہیں۔ ہم ہیں تیرے ساتھ۔" ان میں سے ایک بولا۔" تیرا بھائی ہمارا محسن ہے۔"

"اگر وہ بلدرانیوں کے مقابلے میں ہمارا ساتھ نہ دیتا تو ہم گھاٹے میں رہتے وہ آٹھ تھے اور ہم چار۔"

"اندھیرے کا بول بالا ہو...!" سمراشا نے نعرہ لگایا اور مجمع ایک بار پھر اُن کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"سُنو... اور دیکھو...!" سمراشا نے مجمع کو مخاطب کیا" مرزوق اور اس کے تینوں جیالے بھائی نئے سردار کے محافظ ہیں۔ محافظ بنانے کی رسم ابھی اور اسی وقت انجام دی جائے گی۔!"

مقتول سردار کے دونوں بھائی تیزی سے سمراشا کی جانب بڑھے اور قریب پہنچ کر ان میں سے ایک بولا۔" کیا تم بھول رہے ہو کہ محافظ اُس کے ہوتے ہیں جس کے سینے پر مقدس عنکبوت آویزاں ہو۔"

"وہ میرے پاس اس کی امانت ہے۔" سمراشا نے کہا۔

"تو پھر اسی کو غنیمت جانو کہ تمھاری گردن نہیں کاٹی جائے گی۔ کیونکہ تم سمراشا ہو لیکن تم ہماری روایات سے انحراف نہیں کر سکتے۔ محافظ بنانے کی رسم اُسی وقت ادا کی جا سکے گی جب مقدس عنکبوت اُس کی طرف پھر منتقل ہو جائے۔"

سمراشا نے بے بسی سے مرزوق کی طرف دیکھا۔ وہ پہلے ہی سے ان دونوں کو گھورے جا رہا تھا۔ ہاتھ اٹھا کر بولا "سماشک کے بھائیو۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ہم چاروں نے ایرج کی رفاقت کا عہد کیا ہے، وہ رسم کی عدم ادائیگی کے باوجود بھی قائم رہے گا۔ جس نے بھی اُسے گزند پہنچانے کی کوشش کی اُس کی ماں زندگی بھر روئے گی۔"

دفعتہً مجمع سے ایک بوڑھا آدمی آگے بڑھ کر بولا "یہ کون آگیا ہے ہمارے درمیان جس کی وجہ سے چغتاری آپس میں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں؟"

"یہ وہی ہے جو بلدران کی حکومت چغتاریوں کے حوالے کرے گا۔ یہ وہی ہے جو اس شہزادی کو تحت الثریٰ کے اندھیروں میں دفن کر دے گا کیا تجھ جیسے جہاندیدہ کو بھی سمراشا پر اعتماد نہیں رہا۔"

سمراشا ایک بار پھر طیش میں آگیا تھا۔ بوڑھے چغتاری نے تھوک نکل کر کہا۔ "میری نیت پر شبہ نہ کر سمراشا میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ ہم آپس میں کشت و خون سے احتراز کریں۔"

سمراشا پُروقار لہجے میں بولا "جو بزرگوں کی پیش گوئی پر یقین نہ رکھتا ہو۔ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"

ایک بار پھر وہاں سناٹا چھا گیا اور لوگ آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگے سمراشا کے اشارے پر سنوکی ایرج کو ایک گوشے میں ہٹا لے گئی تھی۔ وہ چاروں اُنھیں اپنے حلقے میں لیے ہوئے تھے۔

"کیا واقعی ہم خطرے میں ہیں؟" سنوکی نے مرزوق سے پوچھا۔

"اب کوئی خطرہ نہیں ہے۔ تم دونوں آرام کرنا ہم جاگتے رہیں گے۔"

مرزوق نے کہا "سماشک پسندیدہ سردار نہیں تھا۔ اُس کے بھائی بھی سر پھرے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اُس کے مارے جانے پر کسی کو صدمہ نہیں پہنچا اور اس کے دونوں بھائی اس کی تاک میں تھے کہ کسی طرح اس کو قتل کر کے اُن میں سے ایک خود سردار بن بیٹھے اور دوسرا اس کا رفیق بن بیٹھے۔ سماشک ان کی نیتوں سے آگاہ ہو گیا تھا اسی لیے اُس نے غیروں کو رفیق بنایا تھا اور بھائیوں کو دور ہی رکھا تھا۔"

ایرج سب کچھ سنتا رہا۔ اس دوران میں اس کی زبان سے ایک لفظ بھی نہیں نکلا تھا۔ بالکل ایسا ہی معلوم ہوتا تھا جیسے ان واقعات کا اُس کی ذات سے ذرا برابر بھی تعلق نہ ہو۔

"کیا تم بہت زیادہ فکرمند ہو گئے ہو؟" دفعتہً مرزوق نے اُس سے سوال کیا۔

"ہاں۔ فکرمندی میری سرشت ہے کیونکہ میں کم سے کم خون بہانا چاہتا ہوں۔ لیکن دوسرے قدم قدم پر مجھ سے الجھتے ہیں۔"

"تم مجھے ایسے ہی لگتے ہو۔ جھوٹے بھی نہیں معلوم ہوتے۔ پھر بھی یہ بات کسی طرح میری سمجھ میں نہیں آتی کہ انھوں نے تم پر نیزے چلائے تھے اور تم بچ گئے ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہو کہ تم اُس وقت ہنستے تھے۔"

"یقین دلانا میرے بس کی بات نہیں۔" ایرج مسکرا کر بولا۔

"خیر کل دیکھ لیں گے۔"

ایرج نے لاپرواہی ظاہر کرنے کے لیے کاندھوں کو جنبش دی۔

"اب تم دونوں آرام کرو۔" مرزوق بولا۔

"کیا تم لوگ رات کا کھانا کھائے بغیر آرام کرتے ہو؟"

"کیا تمہارے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہے؟"

"ہے کیوں نہیں۔"

"بات یہ ہے کہ ابھی تمہاری حیثیت وہ نہیں ہے کہ ہم تمہارے مہمان بن سکیں۔"

"وہ حیثیت کس طرح حاصل ہو سکے گی؟"

"ان دونوں کے مقابلے کے بعد... اگر وہ تمہارے ہاتھوں مارے گئے تو تمہاری سرداری بے چوں و چرا تسلیم کر لی جائے گی۔"

"اچھا اگر یہ دونوں ایک دم غائب ہو گئے تو؟"

"تم اس وقت تک سردار تسلیم نہیں کئے جاؤ گے جب تک انہیں تلاش کر کے قتل نہ کر دو۔"

"اور مقدس طلسمات کا کیا ہوگا؟"

"یہ بات تو سمراشا ہی جانے۔ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا، ورنہ ہم بھی جانتے ہوتے۔"

"بہرحال جب تک میں انہیں مار نہ دوں گا، میں خطرے ہی میں رہوں گا۔"

"ہاں میں تمہیں یہی باور کرانا چاہتا تھا۔"

"اچھی بات ہے اگر وہ مجھے زیر کرنے کے لیے کہیں غائب نہ ہو گئے تو میں کل صبح یہ قصہ ہی ختم کر دوں گا۔"

کیا وہ ایسا کر سکتے ہیں؟" سنوکی نے مرزوق سے پوچھا۔

"ممکن ہے..."

"کیا سمراشا ان پر ایسی کوئی پابندی نہیں لگا سکتا کہ وہ اس وقت کی تجویز پر قائم رہیں؟"

"ان دونوں بھائیوں کو سمراشا کی کوئی پرواہ نہیں ہے ورنہ وہ بات ہی نہ بڑھاتے۔"

"کیوں خواہ مخواہ بکواس کئے جا رہی ہے۔" ایرج بولا۔

"میں ان لوگوں کو سمجھنا چاہتی ہوں۔"

"کچھ کھا پی کر آرام کرو۔"

سنوکی نے چرمی تھیلے سے کھانے کی چیزیں نکالیں اور ایرج نے ان چاروں کو بھی شریک کرنا چاہا تھا لیکن مرزوق نے کہا: "احتیاط سے خرچ کرو۔ تاریخ کب تک تمہاری حیثیت تسلیم کی جائے۔ بھوکے مر جاؤ گے۔"

"میں نہیں سمجھا..."

"جب تک ہم میں شامل نہ ہو جاؤ گے ہمارا ایک دانہ بھی تم پر صرف نہ کیا جائے گا۔"

"بڑے عجیب لوگ ہو۔ ہم تو اپنے مہمانوں کو اپنی بوٹیاں تک کھلا دینے پر تیار رہتے ہیں۔" ایرج نے کہا۔

وہ کچھ نہ بولا۔ سنوکی نے آہستہ سے کہا: "زیادہ باتیں نہ کرو۔"

ایرج نے اسے گھور کر دیکھا اور کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا۔

سمراشا وہاں سے چلا گیا تھا اور دوسرے لوگ ایسے نظر آنے لگے تھے جیسے اتنی دیر میں آنے والوں کو قطعی طور پر فراموش ہی کر بیٹھے ہوں۔ کوئی بھی ان کی طرف متوجہ نہیں تھا اور مقتول سردار کے دونوں بھائی بھی اب وہاں موجود نہیں تھے۔

کھانے سے فارغ ہو کر ایرج نے پھر مرزوق سے گفتگو شروع کر دی وہ چٹانوں کے بارے میں سب کچھ جان لینا چاہتا تھا۔

"پہلے تم اپنے بارے میں بتاؤ..." مرزوق نے کہا: "جنوب سے کوئی ادھر آنے کی جرأت نہیں کرتا تم کیسے چلے آئے۔"

"ہم کہیں اور جانے کے لیے نکلے تھے، راستہ بھول گئے اور ادھر آ نکلے۔"

"اس چمکتا دمکتی چیز تک کیسے پہنچے تھے؟"

"کوئی ان دیکھی طاقت مجھے اس طرف لے گئی تھی۔"

"اور تم نے اس شہتیر کو کسی مدد کے بغیر اٹھا لیا تھا۔"

"اب میں تمہارے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا۔" ایرن بگڑ کر بولا۔ مرزوق اُسے غور سے دیکھنے لگا۔ ایرن کا پارہ مزید چڑھا اور وہ اونچی آواز میں کہنے لگا۔ "میں جھوٹا ہوں اور نہ آسمان سے اُتری ہوئی شے ہوں۔ تم مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو؟"

"بات نہ بڑھاؤ۔ خاموش رہو۔" سنوکی بوکھلا کر بولی۔

"تو چپ رہ مردوں کے بیچ میں نہیں بولا کرتے۔" ایرن نے اسے ڈانٹ دیا۔

"میں اپنے تینوں بھائیوں سمیت تمہاری رفاقت کا وعدہ کر چکا ہوں۔ کوئی بھی اپنے وعدے سے نہیں پھرتا۔ اس لیے بات بڑھے یا نہ بڑھے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔"

"اگر تم مجھے جھوٹا سمجھتے تو رفاقت کا وعدہ ہرگز نہ کرتے پھر کیوں اس طرح باتیں کر رہے ہو؟"

"رفاقت کا وعدہ تمہاری بہن کی وجہ سے کیا تھا۔ اس نے بڑی مایوسی سے کہا تھا کہ میرا بھائی بھیڑیوں کے نرغے میں تنہا رہ گیا ہے۔"

ایرن نے قہر آلود نظروں سے سنوکی کو دیکھا لیکن کچھ بولا نہیں۔ پھر کچھ دیر بعد جب مرزوق اور اس کے بھائی ان سے کچھ فاصلے پر جا بیٹھے تو ایرن نے آہستہ سے کہا۔

"اگر تو میری سچ مچ بہن ہوتی تو اس طرح ان کے سامنے ہرگز نہ گڑگڑاتی۔"

"کیا میں نے بڑا کیا تمہارے چار مہرے دبا دیئے؟"

"چپ ہو جا۔ ورنہ میرا غصہ بڑھتا ہی رہے گا۔"

"بسا اوقات تم مجھے بلہ راجوں سے بھی زیادہ درندے معلوم ہوتے ہو۔"

"تو چپ نہیں رہے گی؟"

سنوکی لمبی سانس لے کر رہ گئی۔ ایرن پر غنودگی طاری ہو رہی تھی۔ سنوکی اسے

پُرتشویش نظروں سے دیکھتی رہی۔ مرزوق اور اس کے بھائی دور بیٹھے سرگوشیاں کر رہے تھے۔ سنوکی ان کی طرف سے بھی مطمئن نہیں تھی۔ کیونکہ وہ بچپن سے چنتا ریوں کی برائیاں سنتی آئی تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ ایرن سے بے خبر ہو کر سو رہے۔ لیکن دن کے گزرتے ہوئے تیوروں نے زبان گنگ کر رکھی تھی۔ لہٰذا اس معاملے میں کچھ نہ کہہ سکی۔

خود وہ بھی دن بھر کی تھکن سے نڈھال ہی تھی لیکن اپنے ذہن سے لڑتی رہی۔ اُسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے آنکھ لگتے ہی گردن کٹ جائے گی۔ لیکن پھر نیند کی غلبہ طاری ہوئی تھی۔ جاگتے رہنے کی کوشش معمولی حاصل ہی کر رہی تھی... پھر وہ... اُسے ایرن ہی نے جگایا تھا وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔

وہ سبھی بیدار نظر آ رہے تھے اور ان کے گرد حلقہ کئے کھڑے تھے۔ مرزوق اور اس کے تینوں بھائی ان کے قریب کھڑے نظر آئے۔ یعنی ان چھ افراد کو جنہیں چنتاریوں نے گھیرے میں لے رکھا تھا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟" وہ خوفزدہ لہجے میں بولی۔

"یہ ہمارے سمجھتے ہیں کہ شاید میں فرار ہو جاؤں گا۔" ایرن ہنس کر بولا۔

سنوکی نے مرزوق کی طرف دیکھا لیکن شاید اس نے اُن کی گفتگو سُنی نہیں تھی یا پھر سُنی ان سُنی کر گیا ہو۔ ان کی طرف متوجہ نہیں ہوا تھا۔ ان لوگوں کے تیور اچھے نہیں تھے اور انھوں نے اپنے نیزے اس طرح سنبھال رکھے تھے جیسے کسی وقت کے منتظر ہوں۔

وفعتاً مرزوق ان کی طرف مڑ کر بولا۔ "ہم شاید اپنے ارادے میں ناکام رہے ہیں اور مقدس منکوت اس کی گردن سے طالب ہے۔"

"اچھا اُٹھو پھر۔" ایرن اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"ان لوگوں کا خیال ہے کہ اس طرح تم مقدس منکوت سمیت سے دوبارہ

حاصل کر لی۔"

"میرے فرشتوں کو بھی اس کا علم نہیں۔"

"ہم جانتے ہیں۔ کیوں کہ ہم نے باری باری سے جاگ کر تمہاری حفاظت کی تھی۔ تم دونوں بے خبر سوتے رہے تھے لیکن یہ لوگ ہماری بات پر یقین نہیں کر رہے۔"

"پھر اب کیا ہوگا...؟" سنو کی مضطربانہ انداز میں بولی۔

"یہ سب تمہارے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں۔"

ایرن پوری طرح ہوشیار ہو گیا تھا اور اس کی خطرے سے بچاؤ والی جبلت بیدار ہو گئی تھی۔

دفعتاً اس نے پوچھا "وہ دونوں کہاں ہیں؟ ان میں تو نظر نہیں آ رہے۔"

"میں نے بھی یہی معلوم کرنا چاہا تھا لیکن مجھے کوئی جواب نہ ملا۔"

"تو اب یہ لوگ ہمیں قتل کر دیں گے۔" سنو کی نے دل کڑا کر کے پوچھا۔

"ہماری زندگیوں میں تو محال ہے۔ ہم قول دے چکے ہیں اور شاہد ہیں کہ تم دونوں یہاں سے ہلے بھی نہیں تھے۔"

اچانک ایرن نے مخالفوں سے اونچی آواز میں کہا "تم جو کچھ سمجھے ہو اس میں صداقت نہیں ہے۔ ان دونوں کو میرے سامنے لاؤ... وہی اس کا جواب دیں گے کہ یہ واقعہ کیسے ہوا۔"

ان میں سے ایک نے کہا "ہم صرف یہ جانتے ہیں کہ تمہارے منحوس قدم ہمارے تباہی کا باعث بنے ہیں۔"

"یہ ہٹ دھرمی کی بات ہے اگر یہ ہماری نحوست ہے تب بھی ہم براہ راست اس کے ذمہ دار تو نہیں ہیں۔ البتہ اپنے افعال کی جوابدہی ضرور کر سکتے ہیں۔"

"تمہارا خون ضرور بہے گا۔" مجمع یک زبان ہو کر بولا۔

مرزوق کے بھائیوں نے تلواریں کھینچ لیں اور مرزوق نے تو پہلے ہی سے ننگی تلوار

سونت رکھی تھی۔

"ٹھہرو...!" ایرن دونوں ہاتھ اٹھا کر بولا "تم مجھ پر جو الزام لگا رہے ہو میں اس سے انکار کرتا ہوں۔ اگر تم میں ذرا سی بھی انصاف پسندی پائی جاتی ہو تو انہیں میرے سامنے لاؤ۔"

"ہم نہیں جانتے کہ وہ کہاں ہیں۔"

"بس تو پھر اس معاملے کو اس وقت تک ملتوی رکھو جب تک وہ دونوں بازیاب نہ ہو جائیں۔"

"سمراشا کی لاش بے گور و کفن نہیں پڑی رہ سکتی۔"

"یہ کیا بات ہوئی؟" ایرن نے مرزوق سے پوچھا

"ہماری روایات کے مطابق سمراشا کے قاتل کا خون بہائے بغیر سمراشا کی تدفین نہیں ہو سکے گی۔"

"اسی لیے وہ روپوش ہو گئے ہیں تاکہ مجھے قتل کر دیا جائے اور پھر کچھ دنوں کے بعد ان میں سے ایک مقدس عنکبوت اپنے گلے میں آویزاں کئے ہوئے آئے اور تمہارا سردار بن بیٹھے۔"

مرزوق کچھ نہ بولا۔ مجمع میں بھی خاموشی رہی...

ایرن پھر بولا "میں نے آج تک کسی سے فریب نہیں کیا۔ اگر میرے دل میں کھوٹ ہوتا تو مقدس عنکبوت کو کبھی بزرگ سمراشا کے حوالے نہ کرتا...۔"

وہ خاموش ہو گئے اور ایرن نے مرزوق سے پوچھا "کیا سمراشا کو قتل کیا گیا ہے؟"

"گردن نہیں کاٹی گئی۔ جسم پر کوئی زخم بھی نہیں ہے۔" مرزوق نے جواب دیا۔

"گلا گھونٹ کر مارا گیا ہوگا۔" ایرن نے کہا اور پھر مجمع سے بولا "میں موجود

ہوں۔ اگر تم مجھ سے ملکوت کو بے قصور ثابت کر سکو تو میں تسلیم کروں گا کہ وہ
مرا ہے۔ پھر تم مجھے اس کے قاتل کا پتا بتا دو گے۔"

"تھوڑی دیر پہلے تک ایک ہوش آدمی اپنے بڑھ کر تم جیسے ہیں بولا "ہم اس
فیصلہ نہیں کر سکتے۔ ہماری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا۔"

"ہم دونوں کوشش کرو، سب کچھ ہو جائے گا" اس نے کہا۔

"یہ ممکن ہے۔ اتنی دیر سے شاید کام ہے کہ کھلی پڑی رہے گی۔" دوسرے
آدمی نے کہا۔

"اب میں نے صرف یہ دیکھنا ہے کہ میں نے تو چھ تو پیسے نہ لگے ہوں گے
کسی کے ہاتھوں مارا گیا ہو گا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی عورت کا ... ہو
ہو کہ کسی کو قتل کر سکتا ہو۔"

"اگر کسی عورت کا ہے تو مقتول کی ملکوت کہاں غائب ہو گئی؟"

"تم یہ کیوں نہیں سوچتے کہ سر راشا کے مر جانے کے بعد ... ہو گئی ہو
آخر وہ دونوں کہاں اور کیوں غائب ہو گئے؟"

دوسرے نے جواب میں کچھ کہنا ہی چاہا تھا کہ مرزوق جلدی سے بولی "ہم
اس نے کہا ہے کہ ہم غور کریں۔ میرے خیال میں ایک ہی صورت ہے۔"

"تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ ہم سر راشا کو دفن کر دیں۔" دوسرے نے مرزوق کو غور سے
دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے بھی سب معلوم ہوتا ہے۔ پھر ہم سب مل کر اس پر گفتگو کریں گے"

"معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے آدمی نے کہا۔ "ایک سر راشا کی لاش کی وقت
دفن ہوتی ہے جب اندر سے سر راشا کا انتخاب ہو جاتا ہے۔ تم بھی ... ہو
ہو کہ اس کا انتخاب ہو چکا ہے کیونکہ سر راشا کے بعد کوئی جانشین نہیں مقرر کیا گیا۔

"تو پھر انتخاب کر لو۔" مرزوق نے لاپروائی سے کہا۔

"ہمیں اس انتخاب کی ترتیب کون کرے گا... کیا ہمارا کوئی سردار ہمارے درمیان
موجود ہے؟" مرزوق خاموش ہو گئی۔ شاید اس کا جواب نہ دے سکی تھی۔

ادھر اسے سوچنے لگا تھا اگر اس موقع پر عقرب ہوتا تو کیا کرتا۔ عقرب کے
ساتھ ہی اس کو وہ لاش یاد آئی جس کی آنکھ اس نے صرف ایک بار دیکھی تھی۔ عقرب نے
بارش دیکھا تھا نہ جانے اس نے اس سے کلام کرنا کیوں ترک کر دیا تھا۔ اب وہ
پریشان تھا۔ خیال آتا تھا کہ ساتھیوں کو اس کے بارے میں سوچنا شروع کیا تو وہ بھی
حیران ہو گئے کہ اس وقت کس دشواری میں پڑا ہوا ہے۔

وہ سب ہی خاموش تھے۔ دفعتاً مرزوق اس کا شانہ جھنجھوڑ کر بولا "تم
بھی تو کچھ بولو۔ ہماری عقلیں جواب دے گئی ہیں۔"

"ہاں..." اس نے چونک کر کہا اور اس طرح دیکھنے لگا جیسے پہلی بار دیکھا
ہو۔ شاید اسی وقت اس نے فیصلہ کر لیا تھا۔ "سر راشا کی لاش کو طلب
کیجئے۔ دعائیں دے اگر وہ نہیں جانے گی تو پھر میں بتا دوں گی۔"

اس کی آواز سن کر سب پر دیوانگی سی طاری ہو گئی اور وہ سب حیرت سے اسے
دیکھنے لگے... مرزوق اسے گھورتا ہوا بولا "یہ کیا مرگیا ہے تمہیں...؟"

"خاموش رہو... میرے پاس خاص اوقات سے پیغام آ رہے ہیں..."

"سر راشا کی لاش کو طلب کر لو۔ وہ اس کے بارے میں بتا دے گی۔"

"لیکن... تم سے کیا مطلب... وہ تو شاید ابھی تک تمہارے سامنے نہیں آئی
تم اس کا نام کیسے جانتے ہو؟"

"بکواس کرو۔" اس نے سخت لہجے میں کہا "مجھے وہ سب کچھ
معلوم ہے جو میں نے کہا ہے۔"

سبھوں نے ایرج کی آواز سنی اور یہ بھی سمجھے تھے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ دو آدمی فوراً دوڑے گئے اور لجویری کو گھسیٹ لائے۔ یہ چوبیس پچیس سال کی ایک خوش شکل عورت تھی۔

"بول... ! سمراشا پر کیا گذری... ؟" ایرج نے اُسے نوغسکانی میں مخاطب کیا لیکن وہ جواب دینے کی بجائے سوالیہ نظروں سے مرزوق کی طرف دیکھنے لگی۔ شاید نوغسکانی نہیں سمجھتی تھی۔ مرزوق نے ایرج کی ترجمانی کی۔

"مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو؟ میں کیا جانوں۔ میں سو رہی تھی۔"

مرزوق نے اُس کا جواب ایرج کے گوش گزار کر دیا۔

"تو جھوٹی ہے۔" ایرج دہاڑا اور وہ کانپ کر رہ گئی۔ پھر ان دونوں کے درمیان مرزوق کے توسط سے گفتگو ہوتی رہی۔ لیکن اس نے کسی طرح بھی اعتراف نہ کیا کہ وہ اس کے بارے میں کچھ جانتی ہے۔

مجمع ایک بار پھر ایرج کی طرف سے بدظن ہو چلا تھا کہ رُوح نے سرگوشیاں شروع کر دیں۔

"اب تو لجویری سے پوچھ کہ ان دونوں میں سے کس نے اُسے زہر دیا تھا کہ سمراشا کی غذا میں زہر ملا دے... اُن میں سے ایک کو وہ چاہتی ہے۔"

ایرج نے پھر لجویری کو للکارا۔ "نامراد عورت! کیا تو نہیں بتائے گی کہ ان میں سے کس نے تجھے زہر دیا تھا۔"

مرزوق نے حیرت سے ایرج کی طرف دیکھا۔

"میری بات اُس تک پہنچا دے مرزوق اور اسی لہجے میں..." ایرج نے کہا اور جیسے ہی مرزوق نے ترجمہ کیا لجویری اُچھل پڑی۔ پہلی بار اُس کے چہرے پر خوفزدگی کے آثار نظر آئے تھے۔ اس نے سختی سے ہونٹ بھینچ لیے۔

"بولتی کیوں نہیں!" مرزوق دہاڑا۔

"کک... کیسا زہر... میں نہیں جانتی۔"

اِدھر رُوح ایرج کے کان میں گنگنائی۔ "اس کا نام گذارج ہے جس سے اس کی آشنائی تھی۔ جب سمراشا زہر کے اثر سے بے ہوش ہوا تھا تو اُس نے وہ مکڑی اُس کے گلے سے اُتار کر گذارج کے حوالے کر دی تھی۔ دوسرے بھائی کا نام جواشا ہے... خود کو سنبھال ایرج، میری آواز سن کر خود فراموشی کو راہ نہ دے۔"

ایرج نے سنبھالا لیا اور مرزوق سے بولا۔ "تو شروع ہی سے میرے ساتھ رہا ہے۔ کیا مجھے رات سے اب تک ان دونوں کے نام معلوم ہو سکے ہیں؟"

"نہیں۔ تم نام نہیں جانتے کیونکہ کسی نے بھی انھیں ان کے نام سے مخاطب نہیں کیا تھا۔"

"لیکن میں اب ان کے نام بھی بتا سکتا ہوں کہ اُن میں سے کس نے لجویری کو اس حرکت پر آمادہ کیا تھا۔"

"ضرور بتاؤ اگر بتا سکتے ہو۔"

"یہ گذارج کی آشنا ہے۔ گذارج نے اسے زہر دیا تھا کہ سمراشا کے کھانے کو زہر آلود کر دے پھر جب وہ زہر کے زیر اثر آ گیا تو اس نے مقدس عنکبوت اُس کے گلے سے اُتاری اور گذارج کے حوالے کر دی۔"

"اچھا دوسرے کا کیا نام ہے؟" مرزوق نے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جواشا نام ہے اس کا۔"

اس بار مرزوق کے سوالات نے لجویری کے جسم پر کپکپی طاری کر دی۔ پھر وہ دیکھتے ہی دیکھتے چکرا کر گری تھی اور بے ہوش ہو گئی تھی... "تم نے دیکھا؟" ایرج نے بوڑھے کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔ وہ کچھ نہ بولا۔ مجمع کا ہر فرد کچھ نہ کچھ کہہ رہا تھا اور ان کی

ملی جلی آوازوں سے غار کی محدود فضا میں عجیب سا ارتعاش پیدا ہو گیا تھا۔

"سنو میری بات سنو۔ خاموش ہو جاؤ۔ ربِ عظیم نے مجھے یہاں تمھاری مدد کو بھیجا ہے۔" ایرج دونوں ہاتھ بلند کر کے بولا۔ "مجھے اس سے سروکار نہیں ہے کہ تم کس کی عبادت کرتے ہو۔ میرے اجداد بھی تمھاری ہی طرح خالق کی بجائے مخلوق کو پوجتے تھے لیکن میں ربِ عظیم غلام ہوں۔"

"ہم نہیں جانتے ربِ عظیم کون ہے؟" بوڑھے نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"وہ اندھیرے اور اُجالے کا خالق ہے۔"

دفعتہً رُوح نے سرگوشی کی۔ "ابھی اس مسئلے کو نہ چھیڑ۔ انھیں صرف یہ اطلاع بہم پہنچا دے کہ تو ان دونوں سازشیوں کی کمین گاہ سے واقف ہے اور جب چاہے انھیں پکڑ سکتا ہے۔"

بوڑھا کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ ایرج بول پڑا۔ "اس وقت اس کا موقع نہیں ہے۔ ابھی ہمیں سمراشا کے قاتلوں سے نپٹنا ہے۔"

"جس طرح تم نے لجویری کی نشاندہی کی ہے۔ اسی طرح یہ بھی بتا دو کہ وہ دونوں کہاں ہیں...؟" بوڑھے نے کہا لیکن اس کے لہجے سے بے یقینی جھلک رہی تھی۔ رُوح نے سرگوشی کی۔ "کہدے کہ تو انھیں وہاں تک پہنچا سکتا ہے۔ یہاں کھڑے ہو کر نشاندہی نہیں کرے گا۔"

ایرج نے بوڑھے کو یہی جواب دیا تھا۔ بوڑھا دوسری طرف مڑ کر بولا۔ "اب یہ حصار توڑ دو اور سامنے بیٹھ جاؤ۔"

انھوں نے اپنے نیزے جھکائے تھے اور منتشر ہو گئے تھے۔ بوڑھا پھر ایرج کی طرف مڑا۔

"لجویری کو ہوش میں لاؤ... میں اس سے اعتراف سننا چاہتا ہوں۔" ایرج نے کہا

"وہ اعتراف نہ کرے بھی تو ہمیں یقین ہے کہ وہ اس سازش میں ضرور شریک رہی ہے ورنہ اس حال کو کیوں پہنچتی۔"

"یہ بوڑھا دراصل سمراشا بننے کے خواب پہلے سے دیکھتا رہا ہے۔" رُوح نے سرگوشی کی۔ "تمھارے لیے بہترین موقع ہے۔ تم اگر چاہو تو انھیں مرعوب کر سکتے ہو اس بوڑھے کا نام گروشا ہے۔"

"گروشا۔" دفعتہً ایرج نے اسے مخاطب کیا اور وہ اُچھل پڑا۔ لیکن اس نے کینہ توز نظروں سے مرزوق کی طرف دیکھا۔

"تجھے غلط فہمی ہوئی ہے۔" مرزوق جلدی سے بولا۔ "میں نے تیرا نام اس کو نہیں بتایا۔ میں چغتاریوں کی اس روایت سے روگردانی کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ اجنبیوں کو اپنے نام نہ بتائے جائیں۔"

"ناممکن۔ بالکل ناممکن..." گروشا غصیلی آواز میں بولا۔

ایرج نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ "گروشا اگر تو میرا امتحان کرنا چاہتا ہے تو اپنے کسی ایسے معاملے کے بارے میں پوچھ لے جس کا علم تیرے علاوہ اور کسی کو نہ ہو۔"

مجمع کی دلچسپی بڑھ گئی تھی... اس نے بہ یک آواز گروشا کو اس امتحان پر مجبور کرنا شروع کیا۔

مرزوق اور اس کے بھائیوں کے چہرے دمکنے لگے تھے گروشا کچھ اور آگے بڑھ آیا اور ایرج کو بغور دیکھتا ہوا بولا۔ "اگر تم اس امتحان میں پورے نہ اُترے تو جانتے ہو کیا ہو گا؟"

"وہ بھی بتا دے۔" ایرج نے لاپرواہی سے کہا۔

"تمھیں وہ سزا بھگتنی پڑے گی جو میں تجویز کروں گا۔"

"مجھے منظور ہے لیکن تم بھی اس کی ضمانت دو کہ اگر میں امتحان میں پورا اترول تو تم جھوٹ نہیں بولو گے۔"

"میں نہیں سمجھا تم کیا کہہ رہے ہو۔"

"فرض کرو میں تمھارا کوئی راز تم پر ظاہر کرتا ہوں تو تم اُسے نہ صرف دل میں تسلیم کرو گے بلکہ زبان سے بھی اس کا اعتراف کرو گے، مجھے جھٹلاؤ گے نہیں۔"

"میں ایسا ہی کروں گا۔"

"لیکن میں کیسے یقین کروں۔ اصل بات تو تمھارے دل میں ہو گی۔"

"مقدس عنکبوت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں تمھیں جھٹلاؤں گا نہیں۔ لیکن..."

وہ کچھ اور آگے بڑھ کر آہستہ سے بولا "لیکن یہ بات صرف میرے اور تمھارے درمیان رہے گی۔ اس کے لیے تم اپنے معبود کی قسم کھاؤ۔"

"ربِّ عظیم کی قسم تیرا راز اوروں کے لیے راز ہی رہے گا۔"

"تو پھر مجھے بتا دے کہ لجویری کے بے ہوش ہوتے ہی میں کس بات پر خوش ہوا تھا۔" اس نے آگے جھک کر ایرج سے سرگوشی کی۔

"ٹھہر جا۔ بتاتا ہوں..." ایرج نے آنکھیں بند کر کے کہا اب وہ روح کی سرگوشیاں سُن رہا تھا۔ وہ کہہ رہی تھی "متوفی سمراشا نے اپنا جانشین مقرر کیے بغیر جان دی۔ گروشا اس جانشینی کا امیدوار تھا۔ سمراشا بنتے ہی لجویری اس کے حصے میں آتی لیکن وہ اس کی بھانجی ہے اس لیے اُس کے تصرف میں نہ آسکتی۔ وہ ایک اور لڑکی پر نظر رکھتا ہے۔ لجویری کو اب زہر دیا جائے گا۔ اور گروشا سمراشا بننے کے بعد اسی لڑکی کو اپنے حجرے میں رکھ سکے گا جسے چاہتا ہے اس لڑکی کا نام زرتاشہ ہے۔"

ایرج نے آنکھیں کھول دیں ہلکی سی مسکراہٹ اس کے لبوں پہ نمودار ہوئی

تھی۔ گروشا اس کی بات سننے کے لیے آگے جھکا۔

"بے فکر۔" ایرج آہستہ سے بولا "تو سمراشا بھی بنے گا اور زرتاشہ کو اپنی کنیز بھی بنا سکے گا۔"

گروشا کی آنکھیں پھیل گئیں اور بے ساختہ اُس نے ایرج کے سامنے گھٹنے ٹیک کر اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔

پھر وہ دیوانہ وار اٹھ کر مجمعے کی طرف گھوما تھا اور چیخ چیخ کر کہنے لگا۔ اندھیرے کے بیٹو! یہ سچا ہے اور سُنو... مجھے یقین آگیا ہے کہ یہ عالم ارواح سے بھی رابطہ رکھتا ہے۔ یہی ان دونوں سازشیوں کا خاتمہ بھی کرے گا... اندھیرے کا بول بالا ہو۔ بلاشبہ مقدس عنکبوت کو اسی کی گردن میں آویزاں ہونا چاہیے۔"

"اندھیرے کا بول بالا ہو۔" مجمعے نے نعرہ لگایا۔

مرزوق اور اس کے بھائی ایرج کے گرد پھرنے لگے تھے۔ سنو کی اس دوران میں دم بخود کھڑی یہ ساری کارروائی دیکھتی رہی تھی آہستہ آہستہ آگے بڑھی اور ایرج کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتی ہوئی بولی "یہ تمھیں غیب کی باتیں کب سے معلوم ہونے لگیں؟"

"میں تیرے سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔ لہٰذا اس مسئلہ پر اپنی زبان بند رکھ۔"

وہ کھسیانی ہو کر پیچھے ہٹ گئی۔

"تو نے اچھا کیا۔" رُوح نے سرگوشی کی اس معاملے میں کسی کو رازدار بنانا اچھا نہ ہو گا۔ اچھا اب ان کو تلاش کرنے میں جلدی کر۔ غار سے نکلنے کے بعد میں تیری رہنمائی کروں گی۔"

ایرج نے مرزوق کو اشارے سے قریب بُلایا اور اُن دونوں مفرورین کے بارے میں مزید پوچھ گچھ کرنے لگا۔

[illegible] ساحانیہ کی دوسری بیٹی عقاب کی عادت سے [illegible] پیش کر دی گئی
یہ لڑکی بھی بڑی لڑکی کی طرح کی ہوئی تھی۔ عقاب نے اُسے دیکھتے ہی [illegible]
[illegible] رہی تھی لیکن اُس کی [illegible] ملی تھی۔

"[illegible] سے [illegible]" عقاب نے پوچھا۔

"[illegible]..."

"[illegible] ہے"

"[illegible] روشا مجھے [illegible] کر رہے [illegible]"

"[illegible] ساحانیہ کے [illegible] سے [illegible] کو۔"

وہ [illegible] کرنے لگی۔

"[illegible]... [illegible] نہیں [illegible] تو [illegible] کھینچ [illegible]
وہ اپنے منہ پر [illegible] تھوکنے لگی۔ عقاب [illegible] ساحانیہ نے [illegible]
[illegible] ہے۔ میں کسے [illegible] چاہوں گا!"

"[illegible] ہے [illegible] روشا... [illegible] ساحانیہ [illegible] مجبور [illegible] کر [illegible] ساتھ
[illegible] تھی۔"

"[illegible] کے ساتھ [illegible] کر چکی ہے؟"

"کسی کے ساتھ نہیں [illegible] مجھے [illegible] زبردستی [illegible] کیا گیا ہے"

"[illegible] سے کوئی [illegible] سزا ہوئی تھی؟"

"[illegible] نہیں جانتی روشا۔ مجھ پر [illegible] میں [illegible] بڑائی کی قائل ہوں؟"

"[illegible] سے [illegible] بھلا کیسے [illegible]؟"

"ساحانیہ کے [illegible] سے کوئی [illegible] نہیں رہتا... [illegible] باپ تو [illegible]
[illegible] ہے۔"

"[illegible] سے [illegible] سزا ہوئی تھی؟"

"[illegible] معقول [illegible] معتقد ہے۔ ساحانیہ [illegible] سے متفق تھی کیونکہ وہ اسے
[illegible] رکھتا تھا۔"

"[illegible] ماؤں [illegible] کتا رہتا تھا؟"

"میں نہیں جانتی۔ میرا باپ جانتا ہوگا۔"

عقاب [illegible] پیچھے [illegible] تھا [illegible] چہرہ [illegible] کھلا [illegible] بڑا [illegible]
[illegible] عقاب [illegible] روشا کا سایہ [illegible] کیا تھا [illegible] ہوا، [illegible] خود ہی اُس کے [illegible]
[illegible] تھا [illegible] بھی لگائی تھی۔

عقاب [illegible] لگا [illegible] بھی تھا۔

"بس کر!" بڑا کاہن جھنجھلا کر بولا۔ "مجھے بے وقوف نہ بنا سکے گا۔" وہ لڑکی کی طرف مڑا اور اس سے بولا: "تو یہاں سے ہٹ جا میں مروشا سے گفتگو کروں گا۔"

وہ لڑکی اٹھ کر دوڑتی ہوئی دوسرے کمرے میں چلی گئی اور کاہن عقرب سے بولا: "تو قطعی بے ہوش نہیں ہوا لیکن میں نے اپنی حکمت عملی سے تیری جان بچا لی۔"

عقرب پھر ہنسنے لگا۔ بڑا کاہن ہنس رہا تھا اس کے بالکل قریب پہنچ کر اس سے بولا: "تجھ پر مروشا کا سایہ ہے اور نہ میں نے تیری ترجمانی کی تھی۔ اب سیدھا رہ ورنہ میں کوئی اور طوفان کھڑا کر دوں گا۔"

"تو کیا چاہتا ہے؟" عقرب نے مذاق کے لہجے میں پوچھا۔

"ایک تو اکیلے ہی ہضم کر چکا... بقیہ پانچ میں میرا بھی حصہ ہوگا۔"

"گدھے کے بچے کیا مجھے سیر چ کا سمجھتا ہے۔ وہ جیسی آئی تھی ویسی ہی واپس ہوئی ہے۔"

"مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں۔" بڑے کاہن نے لاپرواہی سے کہا۔

"تو گویا تو میری آڑ میں رنگ رلیاں مناتے گا۔"

"کیوں نہ مناؤں۔ میں دوسروں سے مختلف تو نہیں ہوں۔"

"لیکن دوسروں کے سامنے بزرگی کا لبادہ اوڑھے رہتا ہے۔"

"جیسا کہ وہ مجھے دیکھنا چاہتے ہیں۔ ان کے لیے مجھے ویسا ہی ہونا چاہیے۔"

"اور رنگ رلیاں میرے لیے سر پر ستی منائے گا۔"

"تو خواہ مخواہ بات بڑھا رہا ہے۔ تیرا کیا جاتا ہے۔"

"وہ مقدس بدمعاش تو مجھے کیا سمجھتا ہے؟"

"میں تجھے ایک ایسا بے بس انسان سمجھتا ہوں جس کی زندگی کا انحصار صرف مجھ پر ہے۔ اگر ذرا سا اشارہ بھی کر دوں کہ تجھ پر مروشا کا سایہ نہیں ہے تو تیری ہڈیوں کا بھی پتہ نہیں چل سکے گا۔"

"مگر وہ لڑکی تیری تقدیس کے بارے میں کیا سوچے گی؟"

"یہی کہ میں بھی بے بس ہوں کیونکہ اب مروشا میرے جسم میں حلول کر گیا ہے۔ بھونکتا شروع کر دوں گا... اس کے بعد جو کچھ بھی کرے گا مروشا کرے گا... میں بری الذمہ!"

"اس طرح تو نبیشوں نے بلدرانوں کو بیوقوف بنا رکھا ہے۔"

"عام آدمی بیوقوفوں کی طرح پیدا ہوتا ہے اور بیوقوفوں ہی کی طرح مر جاتا ہے۔"

"تو عقلمندوں میں سے ہے؟" عقرب نے آنکھیں نکال کر پوچھا۔

"بلاشبہ اگر تو نے میری بات نہ مانی تو تجھے پچھتانے کا موقع بھی نصیب نہ ہو سکے گا۔"

"تو نہیں ہے عقلمند آدمی... میں مروشا کو تیرے جسم میں حلول نہیں کرنے دوں گا۔ اسے اپنے ہی جسم میں روکے رکھوں گا۔"

"وہ کس طرح؟" بڑے کاہن نے تمسخر آمیز لہجے میں پوچھا۔

"تجھے مار ڈالوں گا اور تیرا خون مروشا کی گردن پر ہوگا اور میں بری ہوں گا۔"

"تو ایسا نہیں کر سکتا۔" دفعتاً بڑا کاہن بوکھلا کر بولا۔ عقرب پیچھے ہٹ کر اچھلا اور دونوں ہاتھ جوڑ کر اس کی توند پر رسید کر دیے۔

وہ کسی درخت کے بھینسے کی طرح ڈکراتا ہوا ڈھیر ہو گیا۔ اس کے بعد عقرب بھول گیا کہ وہ دشمنوں میں سے تو نہیں تھا۔ سینے پر سوار ہو کر اس کا گلا گھونٹنے لگا۔ بڑی پُرسوز آوازیں اس کے حلق سے نکل رہی تھیں۔ لڑکی بھی بوکھلائی ہوئی دوسرے کمرے سے نکل آئی اور ہذیانی انداز میں چیخنے لگی۔

باہر سے دروازہ پیٹ رہے تھے۔

عقرب اُس کا گلا گھونٹتا رہا حتیٰ کہ وہ بے حس و حرکت ہو گیا۔ لڑکی پورے کمرے میں بھاگی بھاگی پھر رہی تھی۔ شاید اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اُسے کیا کرنا چاہیے۔ دروازہ برابر پیٹا جا رہا تھا۔ پھر شاید لڑکی کو بھی ہوش آ گیا تھا اور وہ دروازے کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔ جھپٹ کر دروازہ کھولا اور چیخنے لگی۔

پہرے دار باہر کھڑے تھے۔ عقرب اب بھی کاہن کے سینے پر سوار تھا دروازے کی طرف مُڑ کر بھونکنے لگا۔ پھر کاہن کو چھوڑ کر اُسی طرح بھونکتا ہوا دروازے کی طرف جھپٹا۔ پہرے دار بھاگ کھڑے ہوئے۔ لڑکی ان کے پیچھے دوڑی جا رہی تھی۔

پہلے تو عقرب نے بھی نکل جانا چاہا کیونکہ میدان صاف تھا لیکن پھر فوراً ہی عقل آ گئی۔ وہ لوگ اس سے خائف تھے اگر کہیں کسی سے اضطراری حرکت سرزد ہو گئی تو مفت میں مارا جائے گا۔ مثلاً کسی تیر انداز نے بوکھلاہٹ میں تیر ہی چلا دیا تو وہ کہاں ہوگا۔ خوفزدگی کے عالم میں ہوش ہی کہاں ہوتا ہے چُپ چاپ اندر واپس چلا گیا اور بڑے کاہن کی لاش کے قریب بیٹھ کر بھونکنے لگا۔

دروازہ کھلا چھوڑ دیا تھا۔ لوگ دور سے کھڑے اُسے دیکھ رہے تھے لیکن کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ دروازے کے اندر قدم رکھ سکتا۔

آہستہ آہستہ وہاں بھیڑ اکٹھا ہونے لگی۔ پھر اجاگانیہ کے سپاہی آئے تھے اور کوڑے مار مار کر انھیں وہاں سے ہٹانے لگے تھے۔ دروازے سے قریباً سو گز کے فاصلے پر یہ سب کچھ ہو رہا تھا۔ عقرب بھونکتا اور غراتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد ایسا معلوم ہوا تھا جیسے کوئی بہت بڑا جلوس اس کی طرف آ رہا ہے۔ باجے بج رہے تھے اور مجمع کوئی گیت گا رہا تھا۔ پھر وہ جلوس سامنے آ گیا۔ جلوس کے آگے وہی لڑکی لولوئی نظر آئی جو کچھ دیر پہلے یہیں سے بھاگی تھی اس کے پیچھے کاہنوں کی قطار تھی... ساز بجانے والے کاہنوں کے پیچھے تھے۔ سپاہیوں نے جلوس کے

لیے راستہ بنایا۔ لولوئی دروازے کے سامنے رک گئی وہ بُری طرح کانپ رہی تھی۔ عقرب کچھ اور زیادہ جوش کے ساتھ بھونک رہا تھا۔

"معاف کر دے مروشا... معاف کر دے...!" کاہن ہم آہنگ ہو کر بولے

"بھاگ جاؤ..." عقرب اس طرح بولا جیسے غراہٹ الفاظ میں ڈھل گئی ہو... "بھاگو... میں اس گنہگار کی لاش کھانے جا رہا ہوں!"

"اس سے کون سا گناہ سرزد ہوا تھا مروشا...؟" سب سے آگے والے کاہن نے پوچھا۔

"اجاگانیہ کے علاوہ اور کسی کو نہیں بتاؤں گا۔ بھاگ جاؤ۔!"

"اجاگانیہ... مصروف ہے اُسے بڑے کاہن کی موت سے صدمہ پہنچا ہے۔ آخر وہ یہاں کیوں آیا تھا؟"

"اجاگانیہ کے علاوہ اور کوئی نہ جان سکے گا۔ بھاگ جاؤ۔"

"اچھا ہماری ایک استدعا سن لے..."

"بول کیا کہتا ہے؟"

"تو اس کی لاش کو نہ کھا عظیم مروشا..."

"تو پھر کیا کھاؤں... تم لوگوں نے میری غذا نہیں پہنچائی۔"

"تیری غذا۔ ہمیں نہیں معلوم کہ تو کیا کھاتا ہے..."

"یا آدمی کا کچا گوشت کھاتا ہوں یا انگاروں پر بھُنے ہوئے مرغ اور مرغ بھی سیاہ ہونا چاہیے۔ ایک بھی سفید پر اس میں نہ ہو۔"

"ہم تیری غذا مہیا کر دیں گے۔ ہم پر رحم کر اور ہمارا گوشت ہمارے ہی لیے رہنے دے۔"

"اگر اس میں ذرا برابر بھی فرق ہوا تو سب سے پہلے اجاگانیہ کو کھاؤں گا اور

او لڑکی تو کہاں بھاگ گئی تھی۔ اِدھر آ... چل ادھر..."

"رحم کر مروشا!"۔ وہ گڑگڑانے لگی۔

"تجھے نہیں کھاؤں گا۔ چل ادھر آ..."

وہ لڑکھڑاتی ہوئی اندر داخل ہوئی اور عقرب نے کاہنوں سے کہا "آؤ... اور اس بدبخت کی لاش کو اُٹھا لے جاؤ لیکن اُجاگانیہ کو میرے پاس آنا ہی پڑے گا۔ نا آئی تو پورے بلدران کو الٹ پلٹ کر رکھ دوں گا۔"

"وہ آئے گی۔ وہ آئے گی۔ عظیم مروشا۔"

چند کاہن اندر آئے اور بڑے کاہن کی لاش اٹھانے لگے... عقرب وہاں سے اُٹھ کر ایک گوشے میں جا بیٹھا۔ لڑکی جہاں تھی وہیں کھڑی رہی۔ لاش اُٹھ جانے کے بعد عقرب نے لڑکی سے کہا "دروازہ بند کر کے کنڈی چڑھا دے۔"

اُس نے خاموشی سے تعمیل کی اور وہیں دروازے کے قریب کھڑی رہی... عقرب نے خاموشی اختیار کر لی تھی۔ اتنی دیر تک غرّاتے اور بھونکتے رہنے سے حلق چھل گیا تھا۔ سر میں درد ہونے لگا تھا۔

دفعتہً اس نے لڑکی سے کہا "کھڑی منہ کیا دیکھ رہی ہے چل اِدھر میری کھوپڑی سہلا دے تاکہ غصّہ کم ہو میرا..."

"تو مجھے کھائے گا تو نہیں مروشا؟"

"تجھے نہیں کھاؤں گا کیونکہ تو مقودمبی کی عقیدت مندوں میں سے ہے۔"

"کیا وہ تجھے بھی پسند تھا مروشا؟"

"ہاں... میں اسی لیا آیا ہوں کہ اُس کے قاتلوں کو سزا دوں... یہ بڑا کاہن بھی اس کے دشمنوں میں سے تھا۔"

"عظیم مروشا۔ میرے باپ کو بھی اجاگانیہ کے عتاب سے نجات دلا دے

وہ مقودمبی کے قدموں پر سر جھکاتا تھا۔"

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔ باتیں نہ بناتی رہ۔ میری کھوپڑی کو سہلا دے..."

"میں زندگی بھر تیری خدمت کر سکتی ہوں مروشا..."

"کیا تو اتنی ہی پاکباز ہے کہ زندگی بھر میری خدمت کرتی رہے؟"

"مقودمبی کی قسم آج تک کسی مرد نے مجھے ہاتھ نہیں لگایا۔!"

وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھی اور عقرب کے پیچھے بیٹھ کر دونوں ہاتھوں سے اُس کا سر دبانے لگی۔

دونوں مفروروں کی تلاش کی ٹھہری تھی۔ ایرج کے ساتھ صرف مرزوق اور اس کے چاروں بھائی تھے۔ سنو کی گروشا کے پاس چھوڑ دی گئی تھی اُس نے اُس کی حفاظت کا ذمہ لیا تھا۔ ورنہ مرزوق تو یہی کہتا رہا کہ سنو کی کو وہاں نہ چھوڑا جائے عورت کے معاملے میں چغتاریوں پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا لیکن گروشا نے اندھیرے کی قسم کھا کر ایرج کو یقین دلایا تھا کہ وہ سنو کی کا ذمہ دار ہے۔

رُوح ایرج کی رہنمائی کر رہی تھی اور ان کے گھوڑے ناہموار راستوں پر دوڑ رہے تھے۔ ایرج ان چاروں سے آگے تھا۔ اس لیے رُوح سے گفتگو کرنے میں اُسے کوئی دشواری پیش نہیں آ رہی تھی۔ اُس نے اُس سے عقرب کے بارے میں پوچھا تھا۔

"اُس نے بڑے کاہن کو مار ڈالا ہے۔" رُوح نے جواب دیا۔

"تو کیا وہ اُجاگانیہ کی قید سے نکل بھاگا ہے؟"

"اب اسے بھاگنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ برف کے طوفان کا دیوتا اس کے اندر حلول کر گیا ہے۔"

"تو بھی اُنہی احمقوں کی سی باتیں کرنے لگی۔"

"میں سچ کہہ رہی ہوں۔ کیونکہ میری ہی مدد سے برف کے طوفان کا دیوتا اُس کے جسم میں داخل ہوا تھا۔"

"کیا سچ دیوتا ہوتا ہے برف کے طوفان کا۔"

"نہیں ہوتا لیکن بلدرانی صدیوں سے اس کی پوجا کرتے آ رہے ہیں۔"

"میں سمجھا۔" ایرج ہنس کر بولا "کوئی مکاری سوجھ گئی ہو گی۔"

"میں نے سمجھائی تھی۔" روح کی آواز آئی اور پھر وہ اُسے عقرب کی رُوداد سنانے لگی تھی۔

"اُس کے لیے کوئی خطرہ تو نہیں ہے؟"

"میں اُسے خطرے میں چھوڑ کر تیرے پاس کبھی نہ آتی کیا وہ تجھے اتنا ہی پسند ہے؟"

"میرا تو آدھا جسم ہے وہ۔"

"بس تو پھر مجھ سے اس قسم کے سوال نہ کر... ہاں اب یہاں سے بائیں جانب گھوڑا موڑ لے۔"

"اور کتنی دور لے جائے گی؟"

"بس چلتا رہ۔ وہ جگہیں بدل رہے ہیں۔"

"تو کیا سمراشا کی قاتلہ کو زہر دے دیا جائے گا؟"

"ان کی روایات کے مطابق تو یہی ہونا چاہیے۔"

"اور وہ گروشا کی بہن کی لڑکی ہے... کیا اُسے اُس پر رحم نہیں آئے گا؟"

"اپنے اصولوں کے معاملے میں یہ لوگ بہت سخت ہیں، وہ خود ہی اس کے لیے زہر کا پیالہ تیار کرے گا اور پینے پر مجبور کر دے گا۔"

"بڑے عجیب لوگ ہیں اور مجھے ان کی سرداری کرنی پڑے گی۔"

"تو اگر چاہے تو میری مدد سے انھیں اپنے ہی مذہب کا پیرو بنا سکتا ہے۔"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔"

"لیکن ابھی اس کا وقت نہیں آیا... ہاں اب اُس درّے کی طرف وہیں اُن سے مڈبھیڑ ہوگی۔ اب اپنے ساتھیوں کو قریب بلا لے۔ میں رخصت ہوتی ہوں۔"

"پھر کب میں تیری آواز سُن سکوں گا؟"

"جب معبود حقیقی چاہے گا۔"

پھر ایرج اُسے آوازیں ہی دیتا رہ گیا لیکن کوئی جواب نہیں ملا تھا۔ اس نے گھوڑے کو روک لیا اور اپنے ساتھیوں کے قریب پہنچنے کا انتظار کرنے لگا۔

"تمھارا گھوڑا بھی قیامت ہے۔" مرزوق قریب پہنچ کر بولا۔ "کتنی کوشش کر ڈالی تھی کہ قریب رہیں لیکن..."

"یہ اسی غیبی قوت کا کرشمہ تھا جو مجھے یہاں تک لے آئی ہے وہ دیکھو سامنے جو درّہ نظر آ رہا ہے۔ یہی ہماری منزلِ مقصود ہے اُن دونوں سے یہیں مڈبھیڑ ہوگی۔"

"کیا وہ اسی درّے میں ہیں۔"

"آس پاس ہی سمجھ لو... کیونکہ وہ ہمارے گھوڑوں کی ٹاپیں سن کر ہوشیار ہو گئے ہوں گے۔"

"تب تو ہمیں اس طرح کھلے میں نہ کھڑے رہنا چاہیئے۔ دونوں کے پاس تفنگیں ہیں۔" مرزوق نے کہا اور گھوڑے سے کود پڑا ٹھیک اُسی وقت ایک فائر ہوا تھا اور اس کا گھوڑا اچھلنے کودنے لگا تھا۔ بڑی پھرتی سے وہ سب گھوڑوں

سے کود دے اور بڑے بڑے پتھروں کی اوٹ میں ہو گئے۔ فائر درّے ہی کی طرف سے ہوا تھا۔

ایرج نے اپنی رائفل کاندھے سے اتاری تھی لیکن پھر کوئی فائر نہ ہوا۔ مرزوق ایرج سے زیادہ دُور نہیں تھا۔

"کہیں وہ دوسرے دہانے سے نکل کر فرار نہ ہو جائیں۔"

"ہاں... ایسا ہو سکتا ہے..." ایرج نے کہا۔

"تو پھر... اب اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ کس طرح دوسری طرف پہنچنے کی کوشش کی جائے۔"

"کرو کوشش۔ یہاں تک لانا میرا کام تھا اب تم جانو... تمھاری تربیت دوسری طرح ہوئی ہے اور میری دوسری طرح۔ تمھاری جنگی چالیں اور ہوں گی۔"

مرزوق نے اپنے بھائیوں کو اشارہ کیا تھا۔ وہ تینوں دائیں جانب مڑے اور آہستہ آہستہ رینگتے ہوئے آگے بڑھنے لگے جلد ہی وہ نظروں سے اوجھل ہو گئے تھے۔

ایرج عجیب سی الجھن میں مبتلا ہو گیا تھا۔ کہیں وہ دونوں نکل ہی نہ جائیں رہنما رُوح بھی رخصت ہو چکی تھی۔

مرزوق نے تھوڑی دیر بعد اُسے بائیں جانب مڑنے کا اشارہ کیا۔ اب وہ دونوں بائیں جانب سے درّے کی طرف بڑھ رہے تھے۔

دفعتہً ایک فائر پھر ہوا۔ اس بار بھی مرزوق بال بال بچا تھا۔ ایرج نے فائر کی سمت کا اندازہ لگا کر مزید آگے بڑھنے کی کوشش ترک کر دی۔ مرزوق کو بھی رکنے کا اشارہ کیا۔ پھر اپنی ٹوپی اُتار کر اُس کی جانب بڑھاتا ہوا آہستہ سے بولا۔ "اُسے اپنی تفنگ کی نال پر رکھ کر اُس پتھر کی اوٹ سے بلند کرو۔ اس طرح کہ

دوسری طرف سے صرف ٹوپی ہی نظر آسکے۔ نال نہ دکھائی دے۔"

مرزوق نے اس کا مطلب سمجھ کر سر کو جنبش دی تھی۔

جیسے ہی ٹوپی پتھر کی اوٹ سے بلند ہوئی پھر فائر ہوا ساتھ ہی ایرج کی رائفل سے بھی شعلہ نکلا تھا اور پھر انھوں نے دیکھا کہ مخالف سمت سے فائر کرنے والا ڈھلان سے لڑھکتا ہوا نیچے چلا آرہا ہے۔

اس کے بعد تو مخالف سمت سے پے در پے کئی فائر ہوئے تھے اور دائیں جانب سے مرزوق کے بھائیوں نے بھی فائرنگ شروع کر دی تھی۔ مرزوق اور ایرج اُسی بڑے پتھر کی اوٹ میں دُبکے رہے... پھر یک بیک سناٹا چھا گیا۔ مرزوق نے سوالیہ نظروں سے ایرج کی طرف دیکھا تھا۔ ایرج نے چپ چاپ بیٹھے رہنے کا اشارہ کیا۔ ٹھیک اسی وقت مرزوق کے کسی بھائی کی آواز آئی "ہم نے اسے زخمی کر دیا ہے وہ نہتا ہو کر بھاگ رہا ہے۔"

ایرج اور مرزوق اسی جانب چھپتے جدھر سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ایرج کا اندازہ درست نکلا وہ ادھر ہی سے فرار ہونے کی سعی کر رہا تھا۔

"خبردار..." مرزوق ڈپٹ کر بولا "تو ہماری زد پر ہے... ٹھہر جا... ٹھہر جا... جواشا۔ ورنہ گولی مار دوں گا۔"

جواشا لڑکھڑا کر گر پڑا۔ اُس کا بایاں شانہ زخمی معلوم ہوتا تھا دوبارہ اُٹھ رہا تھا کہ یہ دونوں اس کے قریب پہنچ گئے۔

ایرج نے اُس کا گریبان پکڑ کر سیدھا کھڑا کر دیا۔

"میں کچھ نہیں جانتا۔" جواشا بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"کیا نہیں جانتا؟" مرزوق نے سوال کیا۔

"گذارج نے یہاں پہنچ کر مجھے بتایا تھا کہ وہ کیا کر گذرا ہے اگر مجھے پہلے

معلوم ہوتا... تو..."

"مقدس عنکبوت کہاں ہے"

"اُسی کی گردن میں...! یقین کرو... میں بے قصور ہوں۔"

"تم یہیں ٹھہرو۔ میں دیکھتا ہوں۔" ایرج نے مرزوق کے تینوں بھائیوں سے کہا۔ اور اس جانب بڑھ گیا جہاں گذارج کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ ایرج کی گولی نے اس کا داہنا جبڑا توڑ دیا تھا۔

پھر اس کے گلے سے سیاہ مکڑی اتار ہی رہا تھا کہ مرزوق کے تینوں بھائی بھی وہاں پہنچ گئے اور جیسے ہی سیاہ مکڑی گذارج کی گردن سے ایرج کی گردن میں منتقل ہوئی انھوں نے زمین پر گھٹنے ٹیک کر اسے تعظیم دی۔

"تم کبھی کسی سے شکست نہ کھاؤ!" ایرج نے احمقانہ انداز میں ہاتھ اٹھا کر انھیں دعا دی تھی۔ پھر انہوں نے باری باری سے اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا تھا۔

"جواشا کو مرزوق نے پکڑ لیا ہے۔" ایرج نے انھیں بتایا۔ وہ اس طرف بڑھے۔ جہاں جواشا داہنے ہاتھ سے اپنا بایاں شانہ دبائے کھڑا جھوم رہا تھا۔ مرزوق نے سیاہ مکڑی ایرج کی گردن میں آویزاں دیکھی اور آگے بڑھ کر اس کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے۔ اس نے بھی اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا تھا۔

"اس کے لیے کیا حکم ہے۔ سردار؟" اس نے ایرج سے سوال کیا۔

"اس کا فیصلہ سمراشا کا جانشین کرے گا۔ میں اُس کے فیصلے کی توثیق کر دوں گا۔"

"میرا خیال ہے کہ اس کی مشکل یہیں آسان کر دو۔"

"نہیں اسے ساتھ لے چلو۔"

"بہت بہتر..."

قیدی سے اُن کے گھوڑوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ وہ سامنے والے

درّے میں تھے۔ جواشا کو اسی کے گھوڑے کی پشت سے باندھ دیا گیا اور وہ واپسی کے سفر پر روانہ ہو گئے۔ مرزوق کا گھوڑا ایرج کے برابر چل رہا تھا۔

"اب مجھے کیا کرنا ہوگا؟" ایرج نے مرزوق سے پوچھا۔

"میں ایک بات کہنا چاہتا تھا سردار..."

"ضرور کہو...!"

"سمراشا اپنے جانشین کے نام کا اعلان کرنے سے پہلے ہی مر گیا۔"

"اچھا تو پھر...؟"

"زیادہ تر لوگ گروشا کے حق میں نہیں ہوں گے۔"

"کیوں؟"

"گروشا تو یہی خواب دیکھتا رہا ہے کہ سمراشا اُسے ہی جانشین مقرر کرے گا لیکن حقیقتہً سمراشا اُسے پسند نہیں کرتا تھا۔"

"تو پھر کیا صورت ہوگی؟"

"اگر سمراشا جانشین مقرر کرنے سے پہلے مر جائے تو پھر یہ منصب سردار کا ہوتا ہے کہ وہ کسی کو بطور سمراشا نامزد کرے۔"

"میں تم لوگوں میں اجنبی ہوں۔ کسی کو بھی نہیں جانتا۔"

"ہم بتائیں گے۔ فی الحال تم اس معاملے کو اس وقت تک ملتوی کر دینا جب تک کہ سمراشا کی تدفین نہ ہو جائے اور جواشا کے بارے میں خود ہی فیصلہ کرنا۔ یہی مناسب ہوگا۔"

"دیکھا جائے گا ویسے میری خواہش تو یہی ہے کہ میں اُس وقت کا انتظار کروں جب تک کہ اس کا زخم مندمل نہ ہو جائے اور پھر اُسی کی خواہش کے مطابق اُس سے مقابلہ کروں۔"

"یہ بعد کی باتیں ہیں۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ ہماری پرانی رسم پھر سے جاری ہو جائے۔"

"میں نہیں سمجھا۔ تو کیا کہنا چاہتا ہے۔"

پہلے سردار ہی سمراشا بھی ہوا کرتا تھا۔ تم عالمِ ارواح سے بھی رابطہ رکھتے ہو۔ لہٰذا تم ہی سمراشا بھی بنو تو زیادہ بہتر ہوگا۔"

"مگر تیرے بیان کے مطابق یہ رسم ترک کر دی گئی ہے۔"

"اگر تم چاہو تو دوبارہ جاری ہو سکتی ہے۔"

"گروشا کی زندگی میں ناممکن ہے کیونکہ میں اس کا وعدہ کر چکا ہوں۔"

"کب...؟ میں نے تو نہیں سنا؟"

"اُسی وقت جب میں نے چپکے سے اس کے ایک راز سے پردہ اٹھایا تھا اور اُس نے میری سچائی تسلیم کر لی تھی۔"

"کیا راز تھا؟"

"یہ میں نہیں بتا سکتا اس کا بھی وعدہ کیا تھا میں نے کہ وہ راز مجھ تک ہی محدود رہے گا۔"

مرزوق خاموش ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں مایوسی کے آثار صاف پڑھے جا سکتے تھے۔

گھوڑے دوڑتے رہے...

اجاگانیہ پر دیوانگی سی طاری ہوگئی تھی۔ اُس نے رائفل سیدھی کی اور بے دریغ مجمعے پر فائرنگ کرنے لگی۔ عقرب سمجھا تھا کہ اس کا نشانہ صرف وہی بنیں گے جنھوں نے ہنگامہ برپا کیا ہے لیکن وہ تو اپنے سپاہیوں پر بھی گولیاں برسا رہی تھی۔ جدھر جس کے سینگ سمائے نکل بھاگا۔ آٹھ، دس جو مارے گئے تھے یا زخمی ہوئے تھے، وہیں پڑے رہ گئے۔ عقرب تخت سے اُتر کر اُس کے پاس جا کھڑا ہوا تھا۔

"یہ تُو نے کیا، کیا اُجاگانیہ؟" وہ ایک قدم پیچھے ہٹ کر بولا۔ "تُو نے تو اپنے سپاہی بھی مار دیئے۔"

"ہاتھ رواں کر رہی تھی مروشا... ابھی تو مجھے چغتاریوں کے جسم چھلنی کرنے ہیں۔"

"اور اُس کے ساتھ تیرا کیا رویہ ہوگا جو تیرا جفت بننے والا ہے؟"

"اگر یہ ثابت ہوگیا کہ سنوکی، اُس کی عورت بن گئی ہے تو اُسے بھی زندہ نہ چھوڑوں گی مروشا۔"

عقرب سوچ میں پڑ گیا۔ ضروری نہیں تھا کہ ایرج اُجاگانیہ کے ارادوں سے واقف ہو جاتا۔ چغتاریوں کا ایک آدمی اُس کے ہاتھ لگ گیا تھا۔ اس نے اُس سے بہتری معلومات حاصل کر لی ہوں گی۔ ہو سکتا ہے چغتاریوں کی غفلت میں ان پر جا پڑے اور وہ مارے جائیں۔ پھر ایرج کو کس طرح آگاہ کرے۔ اب رُوح سے بھی اس کا رابطہ نہیں رہا تھا ورنہ اسی سے کوئی ایسی تدبیر پوچھتا جو ایرج کو ہوشیار کر دینے کے سلسلے میں کام آسکتی۔

اُجاگانیہ صدر دروازے سے تخت کی طرف مُڑی۔ عقرب اس کے پیچھے نہیں رہنا چاہتا تھا۔ آخر ایک دیوتا حلول کر گیا تھا اُس کے جسم میں اور دیوتا بہر حال بادشاہ سے بڑے ہوتے ہیں۔ وہ تخت کی طرف چل پڑی تھی اور عقرب اس سے ایک قدم آگے تھا۔ تخت کے قریب پہنچ کر اس نے عقرب سے پوچھا۔ "آخر تم کب تک اس کے جسم میں قیام کرو گے مروشا؟"

"اُس وقت تک، جب تک تیری شادی اُس کے بھائی سے نہیں ہو جاتی لیکن اس کے لیے لازم ہے کہ تو میری اطاعت کرتی رہے۔"

"کیا چاہتا ہے؟ تیرے قدموں پر سر رکھ دوں؟"

"اپنے آدمیوں کے سامنے نہیں، تنہائی میں۔" عقرب ڈھٹائی سے بولا۔ "مجھے بہر حال تیرا وقار بھی قائم رکھنا ہے۔ اگر تُو میرے قدموں پر سر رکھے گی تو اپنا وقار بلند کرے گی۔ بھلا اس سے مروشا کو کیا فائدہ پہنچے گا؟"

"تو میں سچ مچ تیرے قدموں پر سر رکھ دوں...؟"

"ابھی نہیں لیکن ایک ایسا وقت آئے گا جب تجھے اس کی خواہش ہوگی لیکن

مروشا تم لوگوں کے درمیان موجود نہ ہوگا۔"

"تو دیوتا ہے... ماضی، حال، مستقبل سب تجھ پر روشن ہیں۔ تو اگر چاہے تو مجھے بتا سکتا ہے کہ سنوکی اس پر قابو پا سکی ہے یا نہیں؟"

"سنوکی۔" عقرب بڑا سا منہ بنا کر بولا۔ "وہ حقیر سی رقاصہ اُس پر قابو پا سکے گی۔ تو بچوں کی سی باتیں کر رہی ہے اُجاگانیہ۔"

"مجھے صاف صاف بتا دے مروشا تاکہ میرے دل کو قرار آجائے۔"

"نہیں، وہ اس پر قابو نہیں پا سکی۔ وہ اتنا کمزور مرد نہیں ہے اُجاگانیہ اس کے پاس عالم بالا کی رُوحیں آتی ہیں۔ اُس پر بلدران کی ملکہ تو قابو پا نہیں سکی، وہ بے چاری رقاصہ کس شمار و قطار میں ہے؟"

"تو پھر وہ اس کے ساتھ کیوں نکل گیا؟"

"تو اپنے اعمال پر بھی تو نظر کر، کیا تو نے اسے قیدیوں کی طرح نہیں رکھ چھوڑا تھا؟ وہ ایسا مرد نہیں ہے کہ کسی عورت کا زیر دست بن کر رہ سکے، خواہ بلدران کی ملکہ ہی کیوں نہ ہو۔"

"تو پھر بتا مروشا کہ اب میں کیا کروں میں نے کسی بُری نیت سے اُسے قیدیوں کی طرح نہیں رکھا تھا۔ اگر وہ مجھے خوشی سے قبول کر لیتا تو اس کی نوبت نہ آتی۔"

"ہاں، تو بھی مجبور تھی..."

"میری دشواریوں کا بھی تو خیال کر مروشا۔"

"سب کچھ ہے میری نظر میں بے قرار عورت... اب اپنے کسی آدمی کو طلب کر کے معلوم کر کہ وحشی کے بھائی بھی مارے گئے یا صرف تیرے ہی آدمی کام آئے ہیں؟"

"ہاں مروشا۔ مجھے کم از کم یہ تو معلوم ہی کر لینا چاہیے۔"

اُجاگانیہ نے تالی بجائی۔ وہ مختلف انداز میں تالیاں بجاتی تھی۔ شاید مختلف

قسم کے لوگوں کو طلب کرنے کا یہ اُس کا اپنا طریقہ تھا۔ اس بار ایک دراز قد اور خاصا جسیم بلدرانی اندر داخل ہوا۔

"وہ بھی مارے گئے یا نہیں؟" اُجاگانیہ نے اُس سے پوچھا۔

"صرف ایک مارا گیا ہے مالکہ۔ دو بھاگ گئے۔"

"جلد از جلد اُن کے سر بھی حاضر کئے جائیں۔ جو اُن کی حمایت کرے اُسے بھی زندہ نہ چھوڑا جائے۔"

وہ ادب سے خم ہوا اور واپس چلا گیا۔ اُجاگانیہ نے اُس سے نہیں پوچھا تھا کہ خود اُس کے کتنے سپاہی اُسی کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچے ہیں۔ عقرب دل ہی دل میں اس کی درندگی پر نفریں کرتا اور کتوں کی طرح بھونکتا رہا۔ پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔ "تیرا ستارہ اُسی وقت سے نحوست کے حلقے سے نکلنا شروع ہو جائے گا جب تو لوٹی کو اس کے باپ کے پاس بھیجے گی اور وہ اسے رہائی کا مژدہ سنا کر اپنے ساتھ تیرے پاس لے آئے گی۔"

"سچ، مروشا...؟"

"ہاں... ہاں... دیوتا جھوٹ نہیں بولا کرتے۔ اس کام میں بھی دیر نہ کر۔"

لوٹی طلب کی گئی اور عقرب کے ایفائے عہد کا آغاز ہو گیا۔ مسلح پہریداروں کے ساتھ وہ قید خانے کی طرف بھیج دی گئی۔

بوڑھا سماوک، بیٹی کو محبس میں دیکھ کر سمجھا کہ شاید اُسے بھی سزا ملی ہے لیکن جب اُس نے اُسے رہائی کا مژدہ سنایا تو وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ "کیا وہ آگیا ہے؟ کیا وہ آگیا ہے؟"

"کون آگیا ہے؟"

"وہی جو کتوں کی طرح بھونکتا اور آدمیوں کی طرح باتیں کرتا ہے۔"

"تم کیا جانو؟"

"اُس کے علاوہ مجھے اور کوئی رہائی نہیں دلا سکتا۔"

"مروشا ایک کے جسم میں حلول کر گیا ہے اور مجھ پر بہت مہربان ہے۔ اُجاگانیہ اُس سے ڈرتی ہے۔ مروشا ہی نے تمھیں رہائی دلوائی ہے۔"

"عظیم مقدومبی نے یہی کہا تھا۔" سمادک آہستہ سے بولا۔

"تمھارا درباری منصب بھی بحال کر دیا گیا ہے۔"

"میں جانتا تھا کہ ایسا ضرور ہوگا۔ عظیم مقدومبی کا قول کبھی باطل نہیں ہوا۔ بہر حال انجام قریب ہے۔ ظلم و تشدد کا دور ختم ہونے والا ہے۔"

"اب تم اپنی زبان بند رکھنا۔" لولوئی خوف زدہ نظروں سے چاروں طرف دیکھتی ہوئی بولی۔

وہ اس کوٹھڑی میں اکیلی داخل ہوئی تھی۔ پہرے دار باہر ہی رُک گئے تھے

سمراشا کی تدفین کے بعد قیدیوں کو سزا دی گئی تھی۔ چغتاری کچھ دل گرفتہ سے تھے اس لیے نئے سردار کے تقرّر کے سلسلے میں کوئی جشن برپا نہ کیا جا سکا خود ایرج نے اس کی ممانعت کر دی تھی۔

ان سب مصروفیات سے گزرنے کے بعد ایرج اور اُس کے رفیق آیندہ کے لیے لائحہ عمل مرتب کرنے بیٹھے تھے۔ سنو کی بھی اُن میں شامل تھی۔

"ابھی ایک کٹھن مرحلہ باقی ہے سردار۔" مرزوق نے کہا

"اوہ، ابھی کچھ باقی بھی ہے؟"

"یہ ہماری پوری آبادی تو نہیں ہے اور یہاں ہمارا قیام بھی عارضی تھا۔ ساری آبادیوں سے تمھیں سردار تسلیم کرانا ہے۔ ابھی تک جو سردار ہوتے رہے ہیں اُن کی

پہلے سے شہرت ہوتی تھی۔ لوگ اُن سے خائف رہتے تھے۔ تم ہم میں نئے ہو۔ کسی نے تمھارا نام تک نہیں سُنا۔ لہذا تمھیں کئی جھگڑوں سے گزرنا پڑے گا۔

" کچھ بستیوں کے سربراہ تمھیں سردار تسلیم نہیں کریں گے کیونکہ وہ بھی اُمیدواروں میں سے تھے اور پچھلے سردار کو بھی کبھی گھیرتے رہتے تھے لیکن ان کے رفیق بہت تیز تھے اس لیے اُس پر کسی کا بھی قابو نہیں چل سکا تھا۔"

" تم اس کی فکر نہ کرو۔ جس نے بھی مجھے سردار تسلیم کرنے سے انکار کیا اُسے مُقابلے کی دعوت دوں گا۔"

" مقابلہ تو کرنا ہی پڑے گا۔ ہو سکتا ہے کچھ بستیاں اس کی بھی مخالفت کریں کہ تم نے سمراشا کا منصب بھی سنبھال لیا ہے۔ یہ بڑے بوڑھوں کے لیے ناگواری کا باعث بنے گا۔ وہ تمھاری پُراسرار قوتوں سے تو واقف نہیں ہیں۔ اُنھوں نے وہ تو نہیں دیکھا جو کل سے آج تک یہاں کے چغتاری پوری طرح تمھارے وفادار ہیں اور تمھارے لیے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا سکتے ہیں۔"

" تو کیا آپس میں کُشت و خون بھی ہو سکتا ہے؟" ایرج نے سوال کیا۔

" ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی پوری بستی بھی تمھارے خلاف اُٹھ کھڑی ہو ایسی صورت میں اس بستی کے لوگ تمھاری موافقت میں اُن سے جنگ بھی کریں گے۔"

" میں ایسا ہرگز نہیں ہونے دوں گا۔" ایرج نے کہا۔ " اگر ہم آپس میں لڑ پڑے تو اجاگانیہ سے کیسے نپٹیں گے؟"

" پھر تم کیا کرو گے؟ کیا سرداری سے دست بردار ہو جاؤ گے؟"

" اس کا تو تصور بھی نہیں کر سکتا کیونکہ ربِّ عظیم شاید یہی چاہتا ہے کہ میں تم لوگوں کی سربراہی کروں ورنہ ایسے حالات سے گزر کر یہاں تک نہ پہنچتا۔"

" تو پھر تم کیا کرو گے سردار...؟"

" اگر کسی بستی کا سردار میری سربراہی قبول نہیں کرے گا تو صرف اُسے مقابلے کی دعوت دوں گا اور ہمارا کوئی طرف دار نہ ہو گا۔"

" ایسا تو ممکن نہیں۔ رفیق ضرور سردار کا ساتھ دیتے ہیں۔"

" بعض حالات میں میں اس رسم کو ختم کر دوں گا۔"

" ایک دشواری اور بھی ہے سردار۔ تم کسی ربِّ عظیم کا نام لیتے ہو جب کہ ہمارا خالق اندھیرا ہے۔ بہتر یہی ہو گا کہ تم اپنے دیوتا کا نام دوسروں کے سامنے بالکل نہ لو۔"

" یہ بھی ناممکن ہے۔ اس میں کسی مصلحت کو دخل نہیں ہو سکتا۔"

" تب پھر سبھی تمھیں سردار تسلیم کرنے سے انکار کر دیں گے۔"

" یہاں میں حکمتِ عملی سے کام لوں گا۔ تم اس کی فکر نہ کرو۔ تم تو یہ جانتے ہو کہ میں تمھارا ہم مذہب نہیں ہوں پھر کیوں میری رفاقت کر رہے ہو؟"

ہم نے تمھارے مذہب سے آگاہ ہونے سے قبل ہی تمھاری رفاقت کا عہد کر لیا تھا اور ہم عہد نہیں توڑا کرتے۔"

" یہ تو بڑی خوبی ہے لیکن تمہارا کیا خیال ہے میرے مذہب کے بارے میں؟"

" میں نے اُس کے بارے میں سوچا ہی نہیں ہے۔ میری وفاداریاں تمہاری ذات سے وابستہ ہیں، تمھارے مذہب سے مجھے کیا سروکار؟"

" میں تمھیں اور تمھارے بھائیوں کو بہت اہمیت دیتا ہوں کیونکہ تم لوگ دوسروں سے زیادہ سمجھدار اور غور و فکر کرنے والے ہو۔"

مرزوق نے سر جھکا لیا اور ایرج کہتا رہا " مجھے یقین ہے کہ اگر میں اپنے مذہب کے بارے میں تمھیں بتاؤں تو تم ضرور اُس پر غور کرو گے۔"

"ابھی ان باتوں کو اٹھا رکھو سردار۔ جب سارے چغتاری تمھیں اپنا سردار تسلیم کر لیں تو آہستہ آہستہ اُنھیں اپنے مذہب کے بارے میں بتانا شروع کر دینا۔ ابھی تو ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ تمھیں اجنبی سمجھنا چھوڑ دیں۔"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔" ایرج نے کہا اور ٹھیک اُسی وقت اُس نے رُوح کی سرگوشی سُنی۔ وہ کہہ رہی تھی "اجنبیت دُور کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ تم ان سے رشتہ داری قائم کر لو۔ یہ تمھیں سنوکی کا بھائی سمجھتے ہیں۔ تم نے انھیں بتایا بھی یہی ہے لہٰذا تم سنوکی کا رشتہ مرزوق سے کر دو۔ ابھی اس کے کان میں یہ بات ڈال دو کہ تم اس طرح اپنی اجنبیت بھی ختم کر دو گے۔

"میں سمجھتی ہوں کہ میری اس بات پر تمھارے دل میں کون سا سوال پیدا ہوا ہے۔ اس کا جواب سُن لو۔ مرزوق اس کی طرف مائل ہے اور تمھارا اس طرح ساتھ دینے پر سنوکی بھی اُسے پسند کرنے لگی ہے وہ بھی تمھاری تجویز سے اختلاف نہیں کرے گی۔"

رُوح نے سکوت اختیار کر لیا۔ ایرج آنکھیں بند کئے رُوح کی باتیں سُن رہا تھا اور وہ ایرج کا چہرہ تکے جا رہے تھے۔ دفعتہً ایرج آنکھیں کھول کر سنوکی سے بولا "اب تُو جا کر عورتوں میں بیٹھ۔ ہم کچھ ضروری اور اہم معاملات پر باتیں کریں گے۔"

"سنوکی چپ چاپ اُٹھ کر چلی گئی اور ایرج، مرزوق کی طرف دیکھ کر مسکرایا وہ بھی جواباً مسکرا تو دیا تھا لیکن اس مسکراہٹ کا مطلب سمجھنے سے قاصر تھا۔

"سنو مرزوق۔ میں کم از کم تمھارے لیے اجنبی نہیں رہنا چاہتا۔" اُس نے کہا۔

"میں نہیں سمجھا سردار...؟"

"ہمارے درمیان کوئی مضبوط رشتہ ہونا چاہیئے یعنی تم مجھے محض سردار نہ سمجھو بلکہ اپنا عزیز بھی تصور کرو۔"

"میں اب بھی نہیں سمجھا سردار؟"

"میں اپنی بہن کا رشتہ تم سے کرنا چاہتا ہوں۔"

مرزوق کی باچھیں کھل گئیں اور وہ ہکلانے لگا۔ پتا نہیں کچھ کہنا چاہتا تھا یا وہ محض اظہارِ مسرت تھا اُس کے بھائیوں کے چہرے بھی دمکنے لگے۔

"تو تمھیں منظور ہے؟" ایرج نے پوچھا۔

"میری عزت افزائی ہے سردار۔ میں تو تصور بھی نہیں کر سکتا لیکن وہ مجھ اجنبی کو قبول کرے گی؟"

"وہ میری بہن ہے اور اطاعت شعار بہن ہے۔ میرا کہنا نہیں ٹال سکتی۔"

"کہیں میں خوشی سے پاگل نہ ہو جاؤں۔"

"وہ تمھیں بہت آسائشیں دے گی۔ بڑی سلیقہ شعار ہے بہت اچھا رقص کرتی ہے۔ میرا خیال ہے تمھارے بھائی بھی اس رشتے کو پسند کریں گے۔"

"بہت زیادہ سردار۔" وہ بیک زبان بولے۔

"بس تو پھر یہ بات طے ہو گئی۔"

"لیکن سردار ابھی اس کا اعلان مت کرنا۔"

"کیوں، اس میں کیا قباحت ہے؟"

"چغتاری بیس دن تک سمراشا کا سوگ منائیں گے۔ اس دوران میں کسی خوشی کی بات کا اعلان نہیں کیا جا سکتا۔"

"یہ تمھاری اپنی مرضی پر منحصر ہے۔ جب کہو گے اعلان کر دوں گا۔"

"ابھی تو ہمیں ایک بڑی مہم درپیش ہے۔"

"کون سی مہم؟"

"ساری بستیوں سے تمھیں سردار تسلیم کرانا، ہمیں خود وہاں جانا ہو گا۔ صرف سردار اور اُس کے رفیق جاتے ہیں۔"

"تم جب چاہو اس مہم کا آغاز کر سکتے ہو۔"

"لیکن جواشا کا مسئلہ... اگر وہ اُجاگانیہ کی فوج کو بستی پر چڑھا لایا تو کیا ہوگا؟"

"کیا کسی دوسرے غار میں منتقلی نہیں ہو سکتی؟"

"بہتری جگہیں ہیں لیکن جُواشا سب سے واقف ہے۔"

"میری عدم موجودگی میں یہاں سردار کون ہوگا؟"

"جسے تم مناسب سمجھو اپنا قائم مقام بنا سکتے ہو۔"

"میں تو کسی کی بھی صلاحیتوں سے واقف نہیں ہوں۔"

پہلے سمراشا سردار کی عدم موجودگی میں اُس کی نیابت کرتا تھا۔ اب صُورت دوسری ہے۔ تمھیں کسی ایسے ہی کو منتخب کرنا ہوگا جو دونوں ہی مناصب کے لیے موزوں ہو۔"

"میں تمھیں اور تمھارے بھائیوں کو اختیار دیتا ہوں کہ وہ جسے چاہیں منتخب کر لیں۔"

"ہم غور کریں گے۔"

"اچھا اب میں آرام کروں گا۔" ایرج اُٹھتا ہوا بولا۔

"تم کہاں آرام کرو گے سردار...؟" مرزوق نے مُسکرا پوچھا۔

"ارے یہ تو میں جانتا ہی نہیں؟"

"ہم سے کسی وقت علیحدہ نہیں رہ سکتے۔ سردار کے لیے تخلیہ جیسی کوئی چیز نہیں۔ رفقاء، سردار کو آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونے دیتے۔"

"یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی؟"

"سردار کی رفاقت کے معنی یہی ہیں کہ کوئی نہ کوئی رفیق ہر وقت اس کی نگہبانی کرتا رہے۔"

ایرج نے دل میں سوچا۔ "اور دماغ چاٹتا رہے۔" وہ پھر بیٹھ گیا۔ اس غار میں اُس کا دل نہیں لگ رہا تھا۔ بڑی گھٹن محسوس ہوتی تھی۔ اُس نے کہا۔ "مرزوق، کیوں نہ ابھی اس کا تصفیہ کر لیں کہ میری قائم مقامی کون کرے۔ میں جلد از جلد اس قصّے کو بھی ختم کر دینا چاہتا ہوں تاکہ سکون سے اُجاگانیہ سے ٹکراؤ کے بارے میں کوئی لائحہ عمل بنا سکوں۔"

"تمہاری مرضی سردار... میں ایک ایک کر کے سارے اہم لوگوں کے بارے میں بتاتا ہوں۔ تمہیں ایسا آدمی منتخب کرنا ہے جو سردار اور سمراشا دونوں کی نیابت کے لیے موزوں ہو۔"

"ذرا ٹھہر جا۔ کیوں نہ تمھارے کسی بھائی کو یہ منصب عطا کر دیا جائے؟" ایرج نے ہاتھ اُٹھا کر کہا۔

"نہیں سردار... ہم میں سے کوئی بھی تم سے علیحدگی کا تصوّر نہیں کر سکتا۔ ہم جہاں بھی رہیں گے ساتھ رہیں گے۔"

"تو پھر تم ہی کسی موزوں آدمی کا نام لو۔ میں جلد از جلد اس غار کی گھٹن سے پیچھا چھڑانا چاہتا ہوں۔"

"رواشا... سچّا، مستقل مزاج اور بہادر آدمی ہے۔ اس کا دادا بھی قبیلے کی سرداری کر چکا ہے۔"

"بس تو پھر اُسے بلاؤ میں بھی دیکھ لوں۔"

مرزوق وہاں سے اُٹھ کر چلا گیا اور اُس کے بھائی رواشا کی تعریفوں کے پُل باندھتے رہے۔

تھوڑی دیر بعد مرزوق واپس آگیا۔ اس کے ساتھ ایک ادھیڑ عمر کا توانا آدمی بھی تھا۔

"یہی رواشا ہے سردار۔" مرزوق نے کہا۔ "خاموش طبع، ہر جانب نظر رکھنے والا۔ قبیلے والے اسے ہمہ وقت جاگتے رہنے والا بھی کہتے ہیں۔"

"بیٹھ جا۔" ایرج نے ہاتھ ہلا کر کہا۔

وہ بیٹھ گیا لیکن شاید مرزوق نے اُسے یہ نہیں بتایا تھا کہ اُسے کیوں طلب کیا گیا ہے۔ حیران حیران آنکھوں سے ایک ایک کو تک رہا تھا۔

"ایرج اُسے غور سے دیکھتا رہا پھر بولا۔" رواشا، میں ایک ذمے داری تیرے کاندھے پر ڈالنا چاہتا ہوں۔"

"حکم سردار؟"

"میں تجھے اپنا نائب اور قائم مقام بنانا چاہتا ہوں۔"

"بہت بڑی ذمّے داری ہے سردار۔ تمہاری قائم مقامی کا مطلب یہ ہوا کہ سمراشا کے فرائض بھی مجھے ادا کرنے ہوں گے۔"

"کھلی ہوئی بات ہے۔" ایرج سر ہلا کر بولا۔

"میں ابھی مجھے میں اس کا اعلان کر دوں گا۔"

"مجھے سوچنے کا موقع بھی نہ دو گے سردار...؟"

"نہیں، بس اپنے رفیقوں کا انتخاب کر لو۔ میں جلد از جلد دوسری بستیوں کی طرف روانہ ہو جانا چاہتا ہوں۔"

رواشا خاموش رہا۔ مرزوق اور اس کے بھائی اُسے سمجھانے لگے تھے۔ تھوڑی دیر بعد اُس نے کہا۔ "تمہاری مرضی سردار۔" اور ایرج کے ہاتھ کو بوسہ دے کر چلا گیا۔

"اب تم لوگوں کو اکٹھا کرو تاکہ میں اُس کے نام کا اعلان کر دوں لیکن پہلے مجھے اُن رسومات کے بارے میں بتاؤ جو اس سلسلے میں ادا کی جائیں گی۔"

"نہ کوئی لمبی چوڑی تقریب ہو گی اور نہ متعدد رسومات ادا کی جائیں گی۔ بس اعلان ہو گا اور مقدّس عنکبوت کو سیاہ رنگ کے ایک گاڑھے سیّال میں ڈبو کر اُس کی چھاپ رواشا کے سینے پر لگائی جائے گی۔"

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اچانک شور سنائی دیا اور اس شور کی نوعیّت کچھ ایسی ہی تھی کہ وہ اپنی اپنی رائفلیں سنبھال کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ مرزوق کا بھائی دریافتِ حال کے لیے آگے نکل گیا پھر وہ غار کے دہانے کے قریب بھی نہیں پہنچنے پائے تھے کہ پلٹ آیا۔

"قرض خواہ ہیں۔" وہ ہانپتا ہوا بولا۔ "جواہرات کے دعوے دار، انھوں نے ہنگامہ برپا کر رکھا ہے۔ سردار کو للکار رہے ہیں۔"

"کیا بات ہے... مجھے کیوں للکار رہے ہیں؟" ایرج بولا۔

"یہ تو اچھا نہیں ہوا۔" مرزوق طویل سانس لے کر بولا۔

"بتاؤ... کیا بات ہے؟"

"کیا بتاؤں سردار...؟" وہ شرمندگی ظاہر کرتا ہوا بولا۔ "مجھے علم نہیں تھا کہ تمہارے ہاتھوں مارا جانے والا سردار کسی کا مقروض بھی تھا ورنہ تمہیں پہلے بتا دیتا۔"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟"

"یہاں قاتل کو مقتول کا قرض بھی ادا کرنا پڑتا ہے۔"

ایرج ہنس پڑا اور بولا۔ "نہ موجود ہوا میرا بھائی اس وقت، ورنہ ضرور پوچھتا کہ مقتول کے بیوی بچّوں کی کفالت بھی تو نہیں کرنی پڑتی۔"

"بڑی خراب ساعت آ گئی۔" مرزوق نے کہا اور اپنے بھائی سے پوچھا۔ "کون ہے اور اُس کے ساتھ کتنے آدمی ہیں؟"

"خزالی کا گذدار... چھ لڑاکے اُس کے ساتھ ہیں۔"

"بُرا وقت آیا ہے۔۔۔"

"تو مجھے پوری بات کیوں نہیں بتاتا۔" ایرج پیر پٹخ کر بولا۔

"مجھے ذرا دیر کو معاف کر دو سردار۔ میں اُس سے بات کر کے واپس آتا ہوں۔ میرے بھائی تمھیں سب کچھ بتا دیں گے۔"

وہ چلا گیا اور ایرج اُسے حیرت سے دیکھتا رہا کیونکہ اُس پر عجیب طرح کی بدحواسی طاری تھی۔

"ہاں، بتاؤ تم لوگ، کیا معاملہ ہے؟" ایرج نے اُس کے بھائیوں کو مخاطب کیا۔ وہی آگے بڑھا جو کسی قرض خواہ کی آمد کی خبر لایا تھا۔

"خرالی بستی کا سردار ہے۔ گذدار نام ہے، اُس سے سابق سردار نے اُسی کے بیان کے مطابق پانچ ہیرے قرض لیے تھے۔ اُس نے اُن کی قیمت پانچ سو بھیڑیں بتائی ہیں یا پچاس گھوڑے۔ اگر تم یہ قیمت ادا نہ کر سکے تو وہ سب تم پر ٹوٹ پڑیں گے اور تمھارے رفیق بھی قاعدے کے مطابق تمھارا ساتھ نہ دے سکیں گے۔"

"میں اتنا دولت مند نہیں ہوں کہ ان کا قرض ادا کر سکوں اور خواہ مخواہ خون بہانا بھی پسند نہیں کرتا۔"

"ہمارے پاس بھی اتنی بھیڑیں نہیں ہیں اور گھوڑے بھی ہماری ضرورت کے مطابق ہی ہیں۔"

"مرزوق کو واپس آنے دو۔" ایرج نے کہا۔

"لیکن تم سات آدمیوں کا مقابلہ تنہا کیسے کرو گے؟ ہمیں تمھاری زندگی بہت عزیز ہے۔ وہ ساتوں، چھتاریوں میں بہترین لڑاکے تسلیم کیے جاتے ہیں۔"

"رب عظیم نے اگر یہی تقدیر کر دی ہے تو میں اس سے بھاگ نہیں سکوں گا۔ اچھا بس اب خاموش رہو۔ مرزوق کی واپسی پر باتیں ہوں گی۔"

کچھ دیر بعد مرزوق واپس آ گیا تھا۔ اُس نے کہا۔ "میں اُن سے دو گھڑی کی مہلت لے آیا ہوں سردار۔"

"کیا ضرورت تھی؟"

"اوہ، تو کیا تم قرض ادا کر سکو گے؟"

"اُس کا ثبوت چاہیے مجھ کو کہ مرنے والا اُس کا قرض دار تھا۔"

"وہ اپنی ہی بستی کے تین آدمی ہیں جو اس امر کی شہادت دیں گے۔"

"یعنی اپنی بستی کے تین افراد کی موجودگی میں گذدار نے سابق سردار کو قرض دیا تھا۔۔۔"

"یہی بات ہے سردار۔۔۔"

"گذدار نے اُن تینوں کو گواہوں کی حیثیت سے پیش کیا ہے۔"

"میں ساری باتیں معلوم کر کے آیا ہوں سردار۔"

"اچھا تو پھر یہی سہی۔ میں دو گھڑی بعد اُن سے جنگ کروں گا۔"

"میں یہ نہیں چاہتا سردار۔"

"تو پھر میرا قرض ادا کرنے کی تدبیر کرو۔ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔"

"اوہ۔۔۔، ٹھہرو۔ یہ تو بھول ہی گیا۔ سمراشا کے ہیرے۔"

"وہ تو بستی والوں کی ملکیت ہے، اُن ہی کے درمیان تقسیم ہو جائے گی۔ ایک سمراشا کا ترکہ دوسرے سمراشا کو نہیں پہنچتا۔"

دفعتہً مرزوق اُچھل پڑا اور پُرمسرت لہجے میں بولا۔ "تم سمراشا بھی تو ہو سمراشا پر کوئی تلوار نہیں اٹھا سکتا۔"

"یہ تاویل بھی بے کار ہی رہے گی۔" ایرج سر ہلا کر بولا۔ "وہ سردار جس نے قرض لیا تھا سمراشا نہیں تھا۔"

"اگر اس مسئلے پر بستی والے بھی اڑ گئے تو گذدار کو بھاگنا پڑے گا۔ میں لوگوں کو اکٹھا کر کے اُن سے اس مسئلے پر بات کرنے جا رہا ہوں۔" مرزوق پھر چلا گیا اور ایرج وہیں ٹھہرا رہا۔

ایرج سوچ تھا کہ اگر اس موقع پر رُوح سے باتیں ہو جاتیں تو اچھا تھا لیکن وہ تو خود ہی رابطہ قائم کرتی ہے اور اُس نے یہ نہیں بتایا اگر وہ کبھی اُس سے رابطہ قائم کرنے کی ضرورت محسوس کرے تو اُسے کیا کرنا پڑے گا۔

وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ رُوح کی سرگوشی سنائی دی وہ کہہ رہی تھی "ابھی تک اس بستی کے بہتیرے لوگوں نے تمہیں دل سے قبول نہیں کیا۔ یہ اُنہی کی شرارت ہے۔ گذدار کو تمہارے خلاف اُکسا کر لائے ہیں۔ سابق سردار نے اُس سے قرض نہیں لیا تھا۔ وہ تینوں شاہد جھوٹے اور اس فتنے کے ذمے دار ہیں۔ بستی کے زیادہ تر لوگ یہی کہیں گے سابق سردار سمراشا نہیں تھا اس لیے موجودہ سردار کو صرف سردار کی حیثیت سے اس معاملے کو دیکھنا چاہیے۔ یعنی تم گذدار سے لڑنے پر مجبور کر دیے جاؤ گے۔

"اُنہوں نے محض اس حد تک دیکھا ہے کہ تم ڈھکی چھپی باتیں بھی جان جاتے ہو۔ یہ نہیں جانتے کہ کوئی اَن دیکھی طاقت تمہارا تحفظ بھی کر سکتی ہے۔ تم انھیں یہ بھی دکھا دو۔ یہ اس طرح ہو گا کہ تم بالکل نہتے ہو کر اُن ساتوں کے درمیان کھڑے ہو جاؤ گے اور اُن سے کہو گے کہ وہ بیک وقت تم پر حملہ آور ہوں۔ پھر وہ دیکھیں گے کہ کیا ہوا؟"

ایرج نے طویل سانس لی۔ اُس کے چہرے پر طمانیت نظر آ رہی تھی۔ لیکن ساتھ ہی اُسے اپنے رفیقوں پر غصّہ آ رہا تھا۔ ہر وقت سر پر سوار۔ اگر وہ موجود نہ ہوتے تو وہ خود بھی دو باتیں "رُوح" سے کر لیتا لیکن اب ان لوگوں سے چھٹکارے کی کوئی

صورت نہیں تھی۔

تھوڑی دیر بعد ایرج نے دیکھا کہ مرزوق کے ساتھ بستی کے بہت سے لوگ اُسی طرف چلے آ رہے ہیں۔ مرزوق ایرج کے قریب پہنچ کر بولا "یہ لوگ نہیں مانتے سردار، یہ کہتے ہیں کہ مرنے والا سردار سمراشا نہیں تھا۔"

ایرج اُٹھ کھڑا ہوا۔ مجمعے پر نظر دوڑائی اور مُسکرا کر بولا "میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ وہ تینوں جھوٹے ہیں جنھوں نے پچھلے سردار کے قرض دار ہونے کی شہادت دی ہے۔ گذدار بھی جھوٹا ہے۔ وہ انہی تینوں کا ورغلایا ہوا ہے۔ میں تم سے کہتا ہوں کہ میں بالکل خالی ہاتھ ہوں۔ میرے پاس قرض کی ادائیگی کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ اس لیے میں اس پر تیار ہوں کہ گذدار اور اُس کے ساتھی مجھے مار ڈالیں۔ میں یہ بھی دیکھوں گا کہ کسی سمراشا کا مار ڈالا جانا کتنا آسان ہے۔"

ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے مجمعے کو سانپ سُونگھ گیا ہو۔ ایرج اس بار کسی قدر تیز لہجے میں بولا "کہاں ہیں وہ تینوں ... آگے آئیں ..."

لوگ مڑ مڑ کر دیکھنے لگے لیکن کوئی مجمعے سے باہر نہیں آیا۔ مرزوق آگے بڑھ کر بولا "وہ باہر ہیں سردار۔ وہیں ہیں، جہاں گذدار اپنے لڑاکوں کے ساتھ تمہارا منتظر ہے ..."

"اچھی بات ہے۔ میں وہیں چلتا ہوں۔" ایرج نے کہا اور مجمعے کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا "تم لوگ سن لو۔ گذدار اور اُس کے ساتھی بھی چغتاری ہیں اور میں چغتاریوں کا سردار ہوں اس لیے میرے ہاتھوں اب کسی چغتاری کا خون نہیں بہہ سکتا لیکن تم دیکھو گے کہ میں ان کا کیا حشر کرتا ہوں۔ مرزوق مجھے وہاں لے چلو جہاں وہ لوگ میرے منتظر ہیں۔"

دفعتاً ایرج نے دیکھا کہ سنو کی اُس کی طرف دوڑی آ رہی ہے وہ رُک

کر اُسے گھورنے لگا۔

"یہ اب کیا ہونے جا رہا ہے؟" وہ قریب پہنچ کر ہانپتی ہوئی بولی۔

"تو کیوں دوڑی آئی ہے؟ میں اگر مر بھی جاؤں تو اب تجھے خود کو بے سہارا نہیں سمجھنا چاہیئے۔"

"یہ تم کیسی باتیں کر رہے ہو؟"

"جا بیٹھ آرام سے میں گذدار کا قرض ادا کرنے جا رہا ہوں۔"

"تم کہاں سے ادا کرو گے؟ تمھارے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔"

"میں کہہ رہا ہوں، عورتوں میں واپس جا۔" ایرج قہر آلود آواز میں بولا۔ وہ روتی ہوئی پلٹی اور دوڑتی چلی گئی۔ ایرج اپنے رفیقوں کے ساتھ باہر کھلے میدان میں آیا۔ مجمع اُس کے پیچھے تھا۔

جلد ہی وہ لوگ نظر آ گئے۔ انہوں نے ایک چھوٹے سے میدان میں اپنا خیمہ نصب کیا تھا اور اس وقت خیمے کے باہر ہی موجود تھے۔

"یہ تو سات ہی ہیں۔ وہ تینوں کہاں ہیں؟" ایرج نے مرزوق سے پوچھا وہ آہستہ آہستہ خیمے کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"پتا نہیں۔"

ایرج خیمے کے قریب پہنچ کر بولا۔ "تم میں سے گذدار کون ہے؟"

ایک لمبا تڑنگا آدمی جس کے چہرے سے وحشت ظاہر ہو رہی تھی، آگے بڑھا اور تن کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا ثبوت ہے تیرے پاس کہ مقتول سردار نے تجھ سے پانچ ہیرے قرض لیے تھے؟"

"ثبوت دینے والو خیمے سے باہر آ جاؤ۔" گذدار ہاتھ اُٹھا کر چیخا اور تین چغتاری

خیمے سے برآمد ہوئے اور گذدار کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ گذدار نے اُن سے آگے آنے کو کہا۔

"تم شاہد ہو؟" ایرج نے انہیں للکارا۔

"ہاں سردار۔" اُن میں سے ایک مرعوبیت کے ساتھ بولا۔ "ہمارے سامنے گذدار نے پانچ ہیرے قرض دیئے تھے اور اُن کی واپسی سے قبل ہی وہ تمھارے ہاتھوں مارا گیا تھا۔"

"اچھی بات ہے۔ تم ایک سمراشا سے جھوٹ بول رہے ہو، اس کی سزا تمہیں بھی ملے گی۔ ایک طرف ہٹ جاؤ اور مجھے گذدار سے بات کرنے دو۔"

"ہاں تو گذدار تم ایک سمراشا پر ہاتھ اٹھاؤ گے؟"

"تمھارے گلے میں مقدس عنکبوت موجود ہے۔ تم صرف سردار ہو میں تمہیں سمراشا نہیں تسلیم کرتا۔"

"میں نے اس پرانی روایت کو پھر سے زندہ کیا ہے کہ سردار ہی سمراشا کے فرائض بھی انجام دیں۔"

"جو رسم ترک کر دی گئی ہو اُسے دوبارہ جاری کرنا ہمارے لیے کسی طرح قابلِ قبول نہیں۔ تم یا تو میرا قرض ادا کرو یا پھر تلوار کھینچ لو۔"

"تم سات ہو اور میں تنہا ہوں۔ اس کا مقصد یہی ہوا کہ تم مجھے مار ڈالنا چاہتے ہو۔"

"کھلی ہوئی بات ہے سردار۔" گذدار ہنس کر بولا۔ "اور مجھے میرے اس حق سے کوئی محروم نہیں کر سکتا۔ تلوار کھینچو سردار۔"

"لیکن میں کسی چغتاری کو زخمی بھی نہیں کرنا چاہتا۔ خواہ حالات کچھ ہوں۔"

"اس کے باوجود بھی ہم پیچھے نہیں ہٹیں گے۔"

"اچھی بات ہے تو سب ایک ساتھ مجھ پر حملہ کرو تاکہ میں فوراً ہی مر جاؤں

زخموں کا کرب جھیلنے کے لیے کچھ دیر زندہ نہ رہ سکوں لیکن سُن لو کہ میں تمھارے حملوں کا جواب نہیں دوں گا۔ یہ دیکھو، اپنی تلوار زمین پر ڈال رہا ہوں۔ تہمتاً کھڑا رہوں گا۔"

"نہیں۔ نہیں۔" مجمع سے مضطربانہ آوازیں آئیں۔

"تم لوگ خاموش رہو۔" ایرج مڑ کر بولا۔ "گذدار کو اُس کا حق ملنا چاہیے۔ اگر سردار ہی حق تلفی پر اُتر آیا تو بقیہ لوگوں کا کیا کردار ہوگا؟"

گذدار کے ساتھی بھی اُس کے قریب پہنچ گئے تھے۔

ایرج ہنس کر بولا۔ "گذدار، اگر میں مارا گیا تو مقدّس عنکبوت تمھاری گردن میں منتقل ہو جائے گی لیکن سمراشا کون ہوگا؟"

"میں نہیں جانتا..."

"اچھی بات ہے، میں سمراشا کی حیثیت سے دوسرا سمراشا بھی نامزد کیے دیتا ہوں۔"

باتوں میں وقت کیوں ضائع کر رہے ہو سردار؟"

"تو کیا میں سمراشا کی نامزدگی سے پہلے ہی مر جاؤں؟"

"جو کچھ کرنا ہے جلدی کرو۔" "اچھی بات ہے حملہ کرو..."

"تم سچ مچ تلوار نہیں اُٹھاؤ گے؟" گذدار حیرت سے بولا۔

"اپنے کام سے کام رکھ... بکواس مت کر۔" ایرج ڈپٹ کر بولا۔

اور اُنھوں نے ایک ساتھ اُس پر تلواروں کے وار کیے لیکن ایرج جیسا کھڑا تھا ویسا ہی کھڑا رہا کیونکہ تلواریں اُن کے ہاتھوں سے نکل نکل کر دُور جا گری تھیں۔ وہ ہکّا بکّا کھڑے رہ گئے۔

مجمع نے نعرہ لگایا۔ "اندھیرے کا بول بالا ہو۔"

پہلے تو وہ ساتوں حیرت سے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھتے رہے پھر اپنی

تلواریں اُٹھانے کے لیے دوڑے۔ ایرج خاموش کھڑا مُسکراتا رہا۔

اپنی تلواریں اٹھا کر وہ پھر ایرج پر جھپٹے لیکن اس بار وہ خود اُچھل اُچھل کر دُور جا گرے۔ ایرج اُسی حال میں کھڑا رہا جس میں تھا۔

مجمع نے پھر نعرہ لگایا اور کئی نوجوان تلواریں کھینچ کھینچ کر مجمع سے باہر آ گئے اور ایرج کے گرد حلقہ بنا کر کھڑے ہو گئے۔

ان میں سے ایک نے چیخ کر کہا۔ "اگر اب کسی نے ہمارے سردار اور سمراشا سے گستاخی کی تو ہم روایات کی پرواہ کیے بغیر اُس کا قیمہ کر ڈالیں گے۔"

ٹھیک اُسی وقت گذدار نے پیٹ کو پکڑ کر زمین پر لوٹنا شروع کر دیا۔ جانوروں کی طرح چیخ بھی رہا تھا۔ "معاف کر دے۔ مجھے معاف کر دے۔ ان تینوں نے مجھے بہکایا تھا۔ میں نے... اوہ... میں مر جاؤں گا مجھے معاف کر دے سردار میں تجھے سمراشا بھی تسلیم کرتا ہوں۔ تیرے آگے سر جھکاتا ہوں۔ تیرے آگے سر جھکاتا ہوں۔"

ان تینوں نے بھاگنا چاہا تھا لیکن دوسروں نے اسے ناممکن بنا دیا۔

"میں تجھے معاف کرتا ہوں۔" ایرج نے پُروقار لہجے میں کہا اور وہ اُٹھ بیٹھا بوکھلا بوکھلا کر اپنا پیٹ ٹٹولنے لگا۔ ایسا لگتا جیسے وہ تکلیف یک لخت رفع ہو گئی ہو جس میں اچانک مبتلا ہو گیا تھا، بے ساختہ اُٹھا اور ایرج کے قدموں پر آ پڑا، ساتھ ہی گھگھیائے بھی جا رہا تھا۔ "مجھے اجازت دے سردار کہ میں ان تینوں کو اپنے ہاتھوں سے ختم کر دوں جنھوں نے مجھے ورغلایا تھا۔"

"نہیں، ایسا نہیں ہوگا۔ میں نے انھیں بھی معاف کر دیا ہے۔ اب کسی چغتاری کا خون، چغتاری ہی کے ہاتھوں نہیں بہے گا۔"

پھر اس نے اُن لوگوں سے کہا تھا کہ وہ انھیں چھوڑ دیں۔ وہ تینوں زمین

پر اوندھے لیٹ گئے۔

"اگر تو نے انھیں معاف نہ کر دیا ہوتا تو میں ہرگز زندہ نہ چھوڑتا" گذدار نے کہا۔

نہیں، اب اپنی تلواریں بلدرانیوں کے لیے محفوظ رکھو"

"ہاں۔ اب مجھے یقین آگیا ہے کہ بلدران تیرے ہی ہاتھوں تباہ ہوگا اور میرے پاس تیرے لیے ایک اہم خبر بھی ہے سردار تنہائی میں بتاؤں گا"

"کیا خبر ہے؟"

"تیرے بھائی کے بارے میں جو اُجاگانیہ کی قید میں تھا"

"اوہ تو جلدی کر۔ میرے ساتھ کہیں تنہائی میں چل"

"میرے خیمے کو عزت بخش"

"چل۔ جلدی کر"

ایرج نے دوسروں کو وہیں ٹھہرنے کا اشارہ کیا اور خود اس کے ساتھ خیمے میں چلا گیا۔

"تیرے بھائی کے جسم میں مروشا حلول کر گیا ہے" آہستہ سے کہا" اور بڑا کاہن اُس کے ہاتھوں مارا گیا"

"یہ مروشا کیا چیز ہے۔ میں نہیں جانتا؟"

"برف اور طوفان کا دیوتا"

"اچھا" اچھا" ایرج ہنس پڑا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ عقرب نچلا نہیں بیٹھ سکے گا۔

گذدار نے کہا" اُجاگانیہ اُس سے بہت خائف ہے اور اُسے اپنے ساتھ تخت پر بٹھانے لگی ہے اور اُسے یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ تم چغتاریوں

کے سردار بنا دیئے گئے ہو"

"اوہ۔ تو زخمی جو اشا اُسی کے قبضے میں ہے۔ اُس کے علاوہ اور کوئی...؟"

"ہاں ہاں۔ وہ اُسی کے پاس ہے اور ہم پر حملہ کرنے کی تدبیریں ہو رہی ہیں لیکن وہ تمھارا بھائی تو نہ ہوگا جو اُس کا ساتھ دے گا"

"میں نہیں سمجھا تو کیا کہنا چاہتا ہے؟"

"جسم اُس کا ہے اور روح مروشا کی۔ جو کچھ کرے گا مروشا کرے گا"

"اوہ، دیکھا جائے گا۔ میں بلدرانیوں کے دیوتاؤں سے نہیں ڈرتا"

"تم ایسے ہی ہو سردار، میں شرمندہ ہوں تم سے زیادہ رحمدل آدمی میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ بے شک تم سرداری کے لائق ہو اور تمہارے علاوہ اور کون سمراشا ہو سکتا ہے؟ لیکن میں تمھیں ایک خطرے سے آگاہ کرتا ہوں"

"بتا کیا بات ہے؟"

"جب آج کی بات پھیلے گی تو تم جادوگر مشہور ہو جاؤ گے۔ ہو سکتا ہے کسی بستی کے لوگ تمھارے مقابل جادوگروں کو لے آئیں"

ایرج زور سے ہنسا اور بولا" جادوگروں کی کیا حقیقت ہے۔ وہ ضرور آئیں۔ ان کا خون ضرور بہاؤں گا۔ ذرّہ برابر بھی رحم نہ کھاؤں گا"

"تم ایسے ہی معلوم ہوتے ہو سردار"

ایرج غار میں واپس آیا تو یہاں بہت سے لوگ اُس کے منتظر تھے۔ اُسے دیکھتے ہی انھوں نے دھاڑیں مار مار کر رونا شروع کر دیا۔ وہ بوکھلا گیا۔ ایک ایک کی شکل دیکھنے لگا کہ ماجرا کیا ہے۔ مرزوق آگے بڑھا اور گلوگیر آواز میں بولا" یہ اپنے دلوں کے بوجھ ہلکے کر رہے ہیں"

"بھائی مرزوق، تم لوگوں کے درمیان میری عقل چکرا کر رہ گئی ہے۔ سمجھ

میں نہیں آتا کہ اگلے لمحے میں مجھ پر کیا گزرنے والی ہے؟"

"یہ وہ لوگ ہیں سردار، جو تمھاری طرف سے اپنے دلوں میں کینہ رکھتے تھے۔ اظہار ندامت کر رہے ہیں۔"

"دل کی باتیں ربّ عظیم جانے۔ میں اُن کے لیے کسی سے جواب طلب کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ ان سے کہہ دے کہ جائیں اور اپنا دل صاف رکھیں۔"

"نہیں، وہ بھی چاہتے ہیں کہ تم انھیں معاف کر دو۔ آج وہ صحیح معنوں میں تمھاری پُراسرار قوتوں کے قائل ہوئے ہیں۔"

"وہ میری نہیں ربّ عظیم کی قوّت ہے جو مجھے حادثات سے بچاتی ہے اور اَن دیکھے مُعاملات سے آگاہ کر دیتی ہے۔ میں صرف ہڈیوں اور گوشت کا ایک چلتا پھرتا مجموعہ ہوں۔"

"تمھاری یہی باتیں تو دل جیت لیتی ہیں سردار۔"

"بس انھیں یہاں سے لے جا اور کہہ دے کہ میں نے انھیں معاف کر دیا۔ میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔ بہت تھک گیا ہوں۔"

لولوئی اپنے باپ سماوک کو رات کے اندھیرے میں عقرب کے پاس لے آئی تھی۔ عقرب پہلے تو بھونکتا رہا۔ پھر غرّاہٹ قسم کی آواز میں سماوک کی خیریت دریافت کی۔

"میں تمھارا شکر گزار ہوں۔" سماوک عقرب کے ہاتھ کو بوسہ دے کر بولا "تم نے میری بیٹی کو بیوہ ہونے سے بچا لیا اور مجھے قید سے رہائی دلوائی۔"

"یہ تو میں نے کیا ہے لیکن تم میرے لیے کیا کر سکتے ہو؟"

"وہی جو مقودمبی نے تجھ سے کہا تھا۔"

"اس نے کیا کہا تھا؟"

"وقت کے منتظر رہو۔ سب کچھ اُسی کی ہدایات کے مطابق ہوگا.... میں تو تم سے فی الحال یہ کہنے آیا ہوں کہ اپنا یہ بہروپ قائم رکھنا۔"

"کیسا بہروپ۔ تم یہ کیا کہہ رہے ہو؟"

"مقودمبی، مستقبل کی باتیں بتایا کرتا تھا۔ اُس نے کہا تھا کہ جنوب سے آنے والوں میں سے ایک آجاگانیہ کی حماقت سے مروشا بن جائے گا۔"

"اچھا تو پھر...؟"

"میں نے کہا تو ہے کہ اپنا بہروپ قائم رکھنا، اسی بہروپ کی وجہ سے میں اور میری بیٹی محفوظ رہے ہیں۔"

"کچھ اور بتایا تھا مقودمبی نے؟"

"یہ بعد کی باتیں ہیں۔ یہ بتاؤ اُس زخمی کا کیا حال ہے جو تمہارے ساتھی کی خبر لایا ہے؟"

"اُسے ابھی تک ہوش نہیں آیا۔ اپنی کہانی سنانے کے بعد سے مسلسل بے ہوش ہے۔"

"ہوش میں بھی آسکتا ہے۔" سماوک پُر تشویش لہجے میں بولا۔

"مر بھی سکتا ہے۔"

"مرنے میں شبہ باقی رہتا ہے۔ اُسے لازمی طور پر مر جانا چاہیے۔"

"کیوں مر جانا چاہیے؟"

"تمہارے ساتھی کے حق میں یہی بہتر ہوگا۔"

"وضاحت کرو۔"

"اگر چغتاریوں پر حملہ کیا گیا تو وہ شکست کھائیں گے۔ اگر خود وہ بلدران پر حملہ آور ہوئے تو اُن کی فتح یقینی ہے۔"

"لیکن اُسے کس طرح مارا جا سکتا ہے۔ وہ تو شاہی طبیب کی تحویل میں ہے۔"

"وہ دوا جو اُس کے حلق میں ٹپکائی جاتی ہے۔ اگر زہر آلود کر دی جائے تو خاموشی سے مر جائے گا۔"

"لیکن دوا کس طرح زہر آلود کی جائے گی؟"

"یہ مجھ پر چھوڑ دو۔ میں تو تمہیں آگاہ کرنا چاہتا تھا کہ ایسا ہوگا۔"

"میرا خیال ہے کہ تم ایسا کوئی خطرہ مول نہ لو۔ ابھی ابھی تو چھوٹ کر آئے ہو۔"

"میں کچھ بھی نہیں کروں گا۔ میرا تو وہاں گزر بھی ناممکن ہے۔"

"پھر یہ کیسے ہوگا؟"

"آجاگانیہ کے محل میں ایک ایسی عورت بھی ہے جو تمہارے ساتھی کو دل و جان سے چاہتی ہے۔ وہ کبھی نہ چاہے گی کہ تمہارا ساتھی آجاگانیہ کے ہاتھ لگ جائے۔ وہی جو اشا کو زہر دے گی۔"

"یہ تم نے بڑی اچھی خبر سنائی کہ آجاگانیہ کے محل میں ہمارا بھی کوئی ہمدرد ساتھی موجود ہے۔"

"اب مجھے جانا چاہیے۔" سماوک اُٹھتا ہوا بولا۔ "میں نہیں چاہتا کہ ملکہ کومبری اور تمہاری ملاقات کا علم ہو سکے۔"

پھر وہ اپنی بیٹی لولوئی کو گھورتا ہوا بولا۔ "دیکھ ہمارے درمیان جو گفتگو ہوئی ہے، اُس کا علم اور کسی کو نہ ہونے پائے۔"

"ہرگز نہیں بابا... مجھے تو یہ سُن کر بے حد خوشی ہوئی ہے کہ یہ دیوتا نہیں آدمی ہی ہے۔ اگر بھونکتا بھی ہے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔"

"کیا بک رہی ہے؟" عقرب آنکھیں نکال کر بولا۔

وہ آنچل کا سرا منہ میں ٹھونس کر ہنسنے لگی۔ اپنے باپ کو اس کے ٹھکانے پر پہنچا کر پھر عقرب کے پاس واپس آگئی تھی۔

"دفع ہو جا۔ اب کیوں آگئی؟" عقرب بھنّا کر بولا۔

"تمھارا بہروپ قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ میں ہر وقت تمھاری خدمت میں حاضر رہوں گی مروشا۔ تم نے اجاگانیہ سے یہی تو کہا تھا کہ میں تمہاری منظورِ نظر ہوں۔"

"اچھا چل، میری کھوپڑی سہلا دے تاکہ سو جاؤں۔"

"کھوپڑی سہلوانے کے علاوہ کچھ اور بھی آتا ہے تمہیں؟"

"تھپڑ مارنا بھی آتا ہے اور چٹیا پکڑ کر لٹکا لینا بھی آتا ہے۔"

"تم اتنے بے درد کیوں ہو؟" وہ سنجیدہ ہو کر بولی۔

"کیوں دماغ چاٹ رہی ہے؟ بوڑھیوں کی سی باتیں کر کے مجھے غصّہ نہ دلا۔"

"یہ بوڑھیوں کی سی باتیں ہیں؟" لولوئی نے حیرت سے کہا۔

"ہاں، ہاں۔ میرے دیس کی بوڑھیا ہی ایسی باتیں کرتی ہیں۔ تیری عمر کی لڑکیاں تو صرف مصری کی ڈلیاں چوستی پھرتی ہیں۔"

"اور تمھاری عمر کے لوگ کیا کرتے ہیں...؟"

"بس کچھ نہیں۔ یہی کھوپڑی وغیرہ سہلواتے ہیں اور سو جاتے ہیں۔"

دفعتہً دروازہ زوردار آواز کے ساتھ کھلا اور اجاگانیہ بوکھلائی ہوئی اندر داخل ہوئی۔

"وہ مر گیا... وہ مر گیا۔ اب کیا ہوگا... کون بتائے گا کہ وہ کہاں ہے...؟ مروشا، تو اُسے زندہ کر دے... زندہ کر دے۔"

اجاگانیہ رو رو کر کہے جا رہی تھی اور عقرب ہکّا بکّا کھڑا تھا۔

اجاگانیہ نشے میں تھی اور مسلسل روئے جا رہی تھی۔ عقرب کا دل اُچھل کر حلق میں آ گیا اگر وہ اسی پر مُصر ہوئی کہ جو اشا کو زندہ کر دیا جائے تو کیا ہوگا۔ نشے میں تو تھی ہی۔ وہ ایسے کسی فوری دھچکے کے لیے تیار نہیں تھا۔ عقل خبط ہو کر رہ گئی۔ پھر بھی جی کڑا کر کے بولا "یہ ناممکن۔ وہ نہیں مر سکتا۔ مر جانے والا ہوتا تو میں اُسے

طبیبِ خاص کے حوالے کیوں کراتا۔"

"وہ مر گیا ہے مروشا۔" اجاگانیہ ہچکیاں لیتی ہوئی بولی "طبیب نے فیصلہ سُنا دیا ہے۔"

"طبیب، دیوتا تو نہیں ہے۔" عقرب نے غصیلے لہجے میں کہا "چل میں دیکھتا ہوں کہ وہ کیسے مرا ہے۔"

"ضرور۔ تو خود ہی چل کر دیکھ لے۔"

عقرب، لولوئی کو وہیں ٹھہرنے کا اشارہ کر کے اجاگانیہ کے ساتھ چل پڑا۔ ایک کمرے میں کچھ درباری ملے جو خاموش کھڑے تھے۔ اجاگانیہ انھیں دیکھ کر رُک گئی اور قہر آلود لہجے میں بولی "تم رو کیوں نہیں رہے؟"

وہ بے چارے بوکھلا کر اپنی کھوپڑیاں سہلانے لگے۔

"میں رو رہی ہوں اور تم خاموش کھڑے ہو حرامخورو۔" اجاگانیہ نے کہا اور اپنا عصا دونوں ہاتھوں سے تھام کر اُن پر پل پڑی۔ عقرب "ارے ارے" ہی کرتا رہ گیا اور اس کے بعد تو اُسے ہنسی آ گئی تھی کیونکہ سارے افراد نے دہاڑیں مار مار کر رونا شروع کر دیا تھا۔

"اب آگے بھی بڑھ۔" عقرب نے اجاگانیہ کا شانہ چھو کر کہا۔

"نہیں، مروشا۔" وہ گلوگیر آواز میں بولی "انھیں دہاڑیں مارنے دے اور مجھے سُننے دے۔ مرنے والے کو رونے والے ملنے ہی چاہئیں ورنہ اس کی رُوح دلدلوں میں پھنستی پھرتی ہے۔"

"مرنے والا چغتاری تھا۔ تمھارا دشمن۔"

"نہیں، وہ مجھے میرے محبوب سے ملانے والا تھا۔ آہ مروشا، تجھے کیا ہو گیا ہے۔ میں، تجھے اس کے لاشے پر لے جا رہی تھی کہ اسے زندہ کر دے۔"

"چل آگے بڑھ۔ میں دیکھتا ہوں۔ اگر اُس کی موت میں مجھ سے بڑے کسی دیوتا کا ہاتھ نہیں ہے تو میں اُسے زندہ کر دوں گا۔"

بالآخر اجاگانیہ اُسے اُس جگہ لائی تھی۔ جہاں جواشا کی لاش ایک خوبصورت اور جڑاؤ تخت پر رکھی ہوئی تھی۔ "دیکھ مروشا میں نے مرنے والے کو کیا اعزاز بخشا ہے یہ وہ تخت ہے جس پر میرے خاندان کے مُردے لیٹتے ہیں۔"

"غضب کیا تو نے۔" عقرب تڑپ سے بولا۔ "بہت بُرا ہوا۔ بہت بُرا ہوا۔"

"کیا ہوا؟" اجاگانیہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اُسے دیکھتی ہوئی بولی۔

"اب مروشا کا باپ جھرلوشا بھی اسے زندہ نہیں کر سکتا۔"

"کیوں؟ کیوں؟"

"خاندانی تخت پر لٹا دینے کی وجہ سے اس کی روح تیری ماں، سنہری چمگادڑ کی حضور میں حاضر ہو گئی ہے اور وہاں سے کون پلٹ کر آیا ہے۔"

"یہ تو کیا کہہ رہا ہے؟"

"اپنے کاہنوں کو طلب کر کے پوچھ لے۔ کیا مجھے جھوٹا سمجھتی ہے؟" عقرب بگڑ کر بولا اور کتوں کی طرح غرّانے لگا۔

"نہیں، نہیں۔ میں تجھے جھوٹا نہیں سمجھتی۔" وہ گھگھیائی۔ "میری ہی عقل ماری گئی تھی کہ اُسے یہ اعزاز بخش دیا لیکن اب کیا ہو گا مروشا؟"

"یہ میں بعد میں بتاؤں گا پہلے مُردے کو جلد از جلد ٹھکانے لگا دے ورنہ کوئی نہ کوئی گڑبڑ ضرور ہو گی۔ واقعی تیری عقل ماری گئی ہے کہ تو نے سنہرے پروں والی کے دشمن کا مُردہ خاندانی سوگ کے تخت پر ڈال دیا۔"

اجاگانیہ نے تالی بجائی اور ایک خادم حاضر ہو کر مؤدب کھڑا ہو گیا۔

"اس کی ٹانگیں پکڑ کر کھینچ اور فرش پر ڈال دے۔"

عقرب نے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا لیا۔ وہ اس غیر متوقع رویئے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔

"کیا میں اس کو کسی گڑھے میں پھنکوا دوں؟" اجاگانیہ نے عقرب سے پوچھا

"نہیں۔ ایسی حرکت نہیں ہونی چاہیے کیونکہ اس کی رُوح تیری ماں کے دربار میں حاضر ہے۔ تو اسے یونہی دفن کرا دے۔"

"اچھی بات ہے لیکن اب میں اپنے محبوب کو کیسے حاصل کروں؟"

"یہ میں تجھے نہیں بتا سکتا۔ نیزے کاہنوں کو بتاؤں گا۔"

"مجھے بتانے میں کیا حرج ہے؟"

"بہتر ہو گا کہ تو میرے بجائے اپنے کاہنوں ہی سے سُنے۔"

"میں اس کی وجہ جاننا چاہتی ہوں۔"

"اچھا تو سُن اگر میں نے براہ راست تجھے وجہ بتا دی تو تیرا محبوب مر جائے گا۔"

"نہیں۔" اجاگانیہ دونوں ہاتھوں سے اپنے کان بند کر کے چیخی۔

"بس، اب میں اپنے ٹھکانے پر جا رہا ہوں۔ صبح کو میرا پیغام ملتے ہی کاہنوں کو بھجوا دینا۔" لیکن جیسے ہی وہ جانے کے لیے مُڑا اُسے دوسرے کمرے کے دروازے میں ایک سایہ سا نظر آیا۔ وہ تیزی سے اُدھر جھپٹا۔ اجاگانیہ اتنے نشے میں تھی کہ اُسے سامنے کی چیزوں کے علاوہ اور کسی کا ہوش نہیں تھا۔ عقرب نے سائے کو جا لیا۔ یہ ایک جوان العمر اور خاصی دلکش عورت تھی۔ عقرب اُس کی راہ روک کر آہستہ آہستہ غرّانے لگا۔ عورت بُری طرح کانپ رہی تھی۔ عقرب نے اُسی طرح غرّاتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ "میرے ساتھ چل عورت ورنہ مصیبت میں پڑے گی۔ ستارے یہی کہہ رہے ہیں اگر ملکہ کے قریب رہی تو تیرا راز افشاء ہو جائے گا۔"

اُس کے جسم کی تھرتھری کچھ اور بڑھ گئی لیکن وہ عقرب کے ساتھ اُسی طرح چلی جا رہی تھی جیسے اُس کی گردن میں پڑی ہوئی رسّی کا سرا عقرب کے ہاتھ میں ہو۔ عقرب اپنے ٹھکانے پر پہنچا۔ لولوئی تخت پر پڑی بے خبر سو رہی تھی۔ عقرب رُک کر عورت کی طرف مُڑا۔ "تیرا کیا نام ہے؟"

"جیالی۔"

"واقعی بڑی جیالی ہے۔ تو نے ایسے آدمی کو زہر دے دیا جسے اجاگانیہ زندہ رکھنا چاہتی تھی۔"

وہ دھڑام سے فرش پر گر پڑی لیکن عقرب نے اسے بے ہوش نہ ہونے دیا۔ مری کیوں جا رہی ہے۔" عقرب بولا۔" میں تجھے اسی لئے اپنے ساتھ لایا ہوں کہ تیرا راز، راز ہی رہے۔"

"مم... میں دل کے ہاتھوں مجبور تھی، مروشا۔"

"مروشا، کیا نہیں جانتا۔ مروشا جانتا ہے کہ اب کیا ہونے والا ہے لیکن یہ سب تیری زبان سے سننا چاہتا ہوں۔ اگر ایک لفظ بھی جھوٹ ہوا تو تیرا حلق بند ہو جائے گا اور تو فوراً مر جائے گی۔"

"میں ایک لفظ بھی جھوٹ نہیں کہوں گی، مروشا لیکن ایرج کے لیے مر بھی سکتی ہوں۔ وہ اس بدکارہ کے لائق نہیں ہے۔ وہ سچ مچ دیوتاؤں کی طرح پاک و صاف ہے۔"

"تو ٹھیک کہہ رہی وہ ایسا ہی ہے۔"

"جواشا نے مجھے وہ جگہ بتا دی تھی جہاں چغتاریوں کا بڑا قبیلہ ان دنوں فروکش ہے۔ میں نے سوچا کہ اب اسے زہر ہی دے دینا چاہیے۔ ورنہ ملکہ تک یہ اطلاع پہنچ جائے گی اور چغتاری بے خبری میں گھیر لیے جائیں گے۔"

"واقعی تو جیالی ہی ہے۔ میں تجھ سے بہت خوش ہوں۔"

"میں زندگی بھر تیری غلام رہوں گی، مروشا اگر وہ بچ گیا۔"

"میں اُسے بچانے ہی کے لیے اُس کے ساتھی کے جسم میں داخل ہو گیا ہوں۔"

"لیکن تم تو آجاگانیہ کے ساتھ ہو؟"

"یہ محض دکھاوا ہے لیکن میں وہی کر رہا ہوں جو آجاگانیہ کا مقدر بن چکا ہے۔ اُس کے مظالم دیوتاؤں کو پسند نہیں ہیں۔ اب وہ چاہتے ہیں کہ بلدران کی اینٹ سے اینٹ بج جائے۔" وہ کچھ نہ بولی۔ اس کے چہرے کی تازگی دوبارہ بحال ہونے لگی تھی۔ عقرب نے پوچھا۔" کیا آجاگانیہ کو تیری عدم موجودگی کا علم ہو جائے گا؟"

"اُسے اتنا ہوش کہاں۔ شاید آج تک مجھے غور سے دیکھا بھی نہ ہو۔"

"تب پھر تو بہ آسانی یہاں چھپی رہ سکتی ہے۔"

"لیکن تم کیا کرو گے مروشا؟"

"بس... جا... اُس کوٹھری میں جا کر پڑ رہ۔" عقرب نے ایک دروازے کی جانب ہاتھ اُٹھا کر کہا۔ وہ چپ چاپ چلی گئی۔ عقرب نے لولوئی کو جگایا بڑی دشواریوں سے جاگی تھی اور حیرت سے آنکھیں پھاڑے اُسے دیکھے جا رہی تھی۔" اپنے باپ کو بُلا لا۔" عقرب آہستہ سے بولا۔

"کیوں، کیا بات ہے؟"

"جلدی کر۔ اگر وہ سو رہا ہو تو جگا کر لانا۔"

"میں اب تنہا اُس طرف نہیں جا سکوں گی۔ مجھے ڈر لگتا ہے۔"

"اور اب تو مجھ سے بھی نہیں ڈرے گی؟" وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی اور عقرب نے دانت پیس کر کہا۔" اری چپ رہ۔ اُس کوٹھری میں ایک ایسی عورت

موجود ہے جو مجھے مروشا ہی سمجھتی ہے۔"

یک بیک وہ سنجیدہ ہو گئی اور کوٹھڑی کی طرف بہت غور سے دیکھ کر آہستہ سے پوچھا "کون ہے؟"

"ایک مددگار جس کا ذکر تیرے باپ نے کیا تھا۔"

"تو کیا وہی جو اُس کو زہر دینے والی تھی۔"

"چپ رہ۔ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔ تیرے باپ کی موجودگی بے حد ضروری ہے۔"

"میں اُسے ضرور لاؤں گی مروشا۔ چاہے ڈر کے میرا دم ہی کیوں نہ نکل جائے۔"

"بے خوف چلی جا۔ میری قوّت تیرے ساتھ ہو گی۔"

"پھر وہی بے وقوفی کی باتیں شروع کر دیں۔" وہ ہنس کر بولی۔

پھر وہ چلی گئی تھی اور عقرب اُس کی واپسی کا منتظر رہا تھا تھوڑی دیر بعد وہ سماوک کو لے آئی۔ عقرب نے جلدی جلدی سارے واقعات دُہرائے تھے اور سماوک اُس کوٹھڑی کی طرف دیکھتا رہا تھا جس میں جیالی موجود تھی۔

"تو تم نے اُس جگہ کے بارے میں نہیں پوچھا جہاں بڑا قبیلہ آج کل مقیم ہے؟" سماوک نے کہا۔

"تم گھاس تو نہیں کھا گئے۔ کوئی دیوتا کسی آدمی سے اس قسم کے سوالات کیسے کر سکتا ہے؟ دیوتاؤں کو تو سب کچھ معلوم ہوتا ہے۔ ویسے وہ بہت عقلمند معلوم ہوتی ہے۔ اعتراف کر لیا تھا لیکن جگہ کی نشاندہی نہیں کی تھی۔"

"خیر فکر نہ کرو۔ میں معلوم کر لوں گا۔"

"اس میں جلدی ہونی چاہیے ورنہ وہ صبح کو اپنے کاہن میرے پاس بھیج دے گی۔"

"تم یہیں ٹھہرو۔ میں پوچھتا ہوں۔"

سماوک کوٹھڑی کی طرف گیا۔ لونی عقرب کی طرف دیکھ کر طرح طرح کے منہ بناتی رہی۔ "اتنے تھپڑ لگاؤں گا کہ منہ سچ مچ ٹیڑھا ہو جائے گا۔" عقرب اُسے گھورتا ہوا بولا۔

"ہائے، میں کتنی خوش ہوں کہ تم دیوتا نہیں ہو۔"

"تیرا کیا۔ میں ہوں یا نہیں۔"

"میرا ہی تو سب کچھ ہے۔۔۔"

"پاگلوں کی سی باتیں مت کر۔"

"تم کتّوں کی طرح بھونکتے رہو اور میں پاگلوں کی سی بھی باتیں نہ کروں۔"

"کچھ دیر خاموش رہ اور مجھے سوچنے دے۔"

"سوچ کر کیا کرو گے۔ بس میری شکل دیکھتے رہو۔"

یک بیک عقرب غرّا کر اُس کی طرف جھپٹا اور وہ سچ مچ سہم گئی۔ اتنے میں سماوک بھی واپس آ گیا۔ "میں نے اُس سے معلوم کر لیا ہے۔" اُس نے آہستہ سے کہا۔

"کہاں ہے؟"

"اگر بتا بھی دوں تو تم کیا سمجھو گے؟ پردیسی ہو کبھی ادھر آئے نہیں۔"

"تو پھر تم اس سلسلے میں کیا کرو گے؟"

"جہاں وہ ہے اگر وہاں تک اجاگانیہ کی رسائی ہو گئی تو وہ مارا جائے گا لیکن اگر وہ خود اجاگانیہ پر چڑھائی کرے تو کامیاب رہے گا۔"

"تو پھر کوئی ایسی صورت نکالو کہ اُسے اس کا علم ہو جائے۔"

"ایسی کوئی صورت نہیں۔ اجاگانیہ بلدران سے باہر جانے والے سارے

راستوں کی نگرانی کرا رہی ہے۔ جس پر شبہ ہو جاتا ہے اس کا تعاقب کیا جاتا ہے۔"

"تب تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔" عقرب نے مایوسی سے کہا۔

"بہت کچھ ہو سکتا ہے۔" سماوک اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "تم سے آجاگانیہ نے یہی تو کہا تھا کہ اپنی پُراسرار قوتوں کی مدد سے اُس جگہ کی نشاندہی کر دو جہاں ایرج موجود ہے اور تم نے اُس سے کہا تھا تم اُس کی بجائے اُس کے کاہنوں کو بتاؤ گے تاکہ وہ تمہارے قول کو ستاروں کی چال سے پرکھ سکیں۔"

"ہاں میرا یہی مطلب تھا۔"

سماوک تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "میں خوب جانتا ہوں کہ آجاگانیہ کے کاہن عطائی ہیں۔ بس، مقدر کی روٹیاں کھا رہے ہیں۔ تم انھیں جو پٹی پڑھا دو گے، وہ اُسے اپنی تجویز بنا کر آجاگانیہ کے ذہن میں بٹھا دیں گے۔ تم انھیں ایک ایسی جگہ کا نام بتاؤ گے جہاں ایرج حقیقتاً موجود نہ ہو گا۔ لیکن اُس جگہ پر آجاگانیہ کی چڑھائی کی خبر سُن کر سارے چغتاری اُس طرف دوڑ پڑیں گے بڑا قبیلہ بھی کسی سے پیچھے نہیں رہے گا اور اس کی قیادت ایرج کر رہا ہو گا۔

"وہ کون سی جگہ ہے؟"

"دیر عنکوت۔ چغتاریوں کی سب سے بڑی عبادت گاہ لیکن دھیان رہے کاہنوں پر یہ بات اچھی طرح واضح ہو جائے کہ اس لشکر کشی میں آجاگانیہ کی شرکت بھی ضروری ہو گی۔ اگر وہ خود نہ گئی تو ایرج ہاتھ نہیں لگے گا۔"

عقرب نے سر کو جنبش دی۔ اُس کی آنکھیں گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں کچھ دیر بعد اُس نے کہا۔ "تم بے فکر رہو۔ ایسا ہی ہو گا۔ کل اُس کے کاہن آسمان میں تھگلی لگائیں گے۔" وہ کتے کی سی غراہٹ کے ساتھ ہنسنے لگا۔ پھر اس نے سماوک سے دیر عنکبوت کے بارے میں مزید معلومات حاصل کی تھیں۔

دوسری صبح وہ بیدار بھی نہیں ہوا تھا کہ کاہنوں کی ٹولی اُس کے پاس پہنچ گئی۔ لولوئی نے اُسے بیدار کیا۔ "سونے کیوں نہیں دیتی۔" وہ جھلا کر بولا۔

"کاہن، باریابی چاہتے ہیں۔ حضورِ عالی۔" لولوئی نے بڑے ادب سے کہا۔

عقرب اُٹھ بیٹھا۔ وہ اس معاملے میں دیر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ورنہ اُس وقت تک اُنھیں بٹھائے رکھتا جب تک ضروریات سے فارغ نہ ہو جاتا۔ کاہن آئے اور اُس کے آرام میں مخل ہونے پر ندامت ظاہر کی۔ بڑے کاہن کی موت کے بعد انہی میں سے ایک، کاہن بنا دیا گیا تھا۔ اس نے بڑے ادب سے کہا۔ "ہم مروشا سے روشنی حاصل کرنے آئے ہیں۔ کیونکہ ہم کچھ بھی نہیں جانتے۔ وہ جو ہم میں سب سے زیادہ ہوشیار تھا اور مروشا کے ہاتھوں مارا گیا تھا، وہ بھی نہیں جانتا تھا کہ آجاگانیہ کا جفت کہاں مقیم ہے۔"

عقرب تھوڑی دیر تک غراتے رہنے کے بعد بولا۔ "تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟"

"آجاگانیہ ہم سے اُس جگہ کی نشاندہی چاہتی ہے، جہاں اس کا جفت موجود ہے۔"

"ستاروں کی دنیا کی سیر کرو اور نشاندہی کر دو۔" عقرب نے کہا۔

"ہم سب کر چکے ہیں لیکن اس کا سراغ نہیں ملتا۔"

"تو تم یہ چاہتے ہو کہ میں نشاندہی کر دوں۔"

"ہم یہی چاہتے ہیں، مروشا۔ ورنہ ہماری گردنیں مار دی جائیں گی۔ آجاگانیہ آج کل ہر وقت نشے میں رہتی ہے اور نشے میں غصہ آجائے تو بڑا تباہ کن ثابت ہوتا ہے۔"

"تم مجھ سے ایسی بات پوچھ رہے ہو، جسے میں جانتا تو ہوں لیکن بتانا ممکن نہیں ہے۔"

"ہم پر رحم کرو، مروشا۔"

"دیوتا بھی کسی کے پابند ہوتے ہیں اور اُس کی مرضی کے بغیر اُس کے راز نہیں کھول سکتے۔"

"وہ جو کوئی بھی ہو مروشا، تم اُس سے اجازت لے لو ورنہ ہماری گردنیں مفت میں ماری جائیں گی۔ وہ کہہ رہی تھی کہ تم براہ راست اُسے نہیں بتاؤ گے ہمیں بتا دو گے۔"

"بکواس کر رہی ہے۔ اس وقت بھی وہ نشے ہی میں تھی جب اُس سے باتیں ہوئی تھیں البتہ میں نے تمہیں بلوایا ضرور تھا۔"

"ہم حاضر ہو گئے ہیں۔"

"لیکن تم اُسے یہ نہیں بتاؤ گے کہ نشاندہی میں نے کی تھی۔"

"جو تم چاہو گے وہی ہو گا مروشا۔" بڑا کاہن خوش ہو کر بولا۔

"البتہ تم اس سے یہ کہہ سکتے ہو کہ نشاندہی خود تم نے کی تھی جس پر مروشا نے صرف صاد کیا تھا۔"

"اوہ مروشا! یہ تو ہماری خوش بختی ہے کہ تم ہمیں اتنی اہمیت دلوا رہے ہو۔ ہم دل سے تمھاری پوجا کرتے ہیں۔ سنہرے پروں والی کی بندگی محض دکھاوا ہی ہے۔"

"اچھا تو سنو۔ وہ دیر عنکبوت میں چھپا ہوا ہے۔ آجا گانیہ کو چاہیے کہ وہ دیر عنکبوت پر باقاعدہ لشکر کشی کرے . . . . . لیکن لشکر کے ساتھ اُس کی موجودگی ضروری ہو گی ورنہ وہ ہاتھ نہیں آئے گا۔ ستاروں کی چال یہی بتاتی ہے۔"

"دیر عنکبوت پر لشکر کشی؟" بڑا کاہن پُر تشویش لہجے میں بولا اور کسی سوچ میں پڑ گیا۔

"کس سوچ میں پڑ گیا۔ مروشا جانتا ہے کہ یہ حرکت ایک قدیم معاہدے کے خلاف ہو گی جس کی رُو سے کوئی کسی کی عبادت گاہ پر چڑھائی نہیں کرے گا۔"

"پھر یہ کس طرح ممکن ہو گا مروشا؟"

"اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔"

"میں یہ بات کس طرح اپنی زبان سے نکال سکوں گا؟" بڑے کاہن نے کہا۔

"بس تو پھر جاؤ اور اُس کے ہاتھوں برسرِ عام ذلیل و رسوا ہونے کے منتظر رہو۔"

"مروشا . . . ؟"

"تجھے اپنی زبان کھولنی پڑے گی ورنہ وہ اپنے کسی بھی کاہن کو زندہ نہیں چھوڑے گی۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔ اس کو ذہن نشین کرا دو کہ اگر اُس نے اس مشورے پر عمل نہ کیا تو اپنے جفت کو کبھی نہ پا سکے گی، یہی نہیں بلکہ چغتاریوں کے ساتھ رہ کر وہ بلدران کے لیے بہت بڑا خطرہ بن جائے گا۔"

کاہن واپس چلے گئے اور عقرب پلٹ کر اُس جگہ آیا، جہاں لولوئی ناشتہ سجائے اس کی منتظر بیٹھی تھی۔

جیالی کو سماوک پچھلی رات اپنے ساتھ ہی محل سے نکال لے گیا تھا لیکن عقرب اُس کے بارے میں شدید الجھن میں پڑ گیا تھا۔ وہ اُس سے پہلی بار ملی تھی لیکن اُس کی آواز نے اُسے چونکا دیا۔ ایسا محسوس ہوا تھا جیسے وہ آواز اُس نے پہلے بھی کبھی سنی تھی۔ ذہن پر بہت زور دیا لیکن کچھ یاد نہ آسکا لیکن یہ امر یقینی تھا کہ وہ اُس کے لیے قطعی اجنبی تھی۔

ایرج کی سرداری مستحکم ہو چکی تھی اور اب کسی میں اتنی جرأت نہیں تھی کہ اُس سے آنکھ بھی ملا سکتا۔ مرزوق اور اُس کے بھائی، اُس کے رفیق اور جاں نثار تھے۔ سنو کی، مرزوق سے منسوب کر دی گئی تھی اور قبیلے والوں نے اس جبر کا خیر مقدم کیا تھا۔

ایرج کا زیادہ تر وقت چختاریوں کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے میں صرف ہوتا تھا۔

اُس نے اُن کے طریقِ جنگ میں بے شمار خامیاں پائی تھیں اور انہیں کھل کر میدانوں میں جنگ کرنے کی تربیت دے رہا تھا۔

ایک دن مرزوق نے کہا۔ "میری بھی سُن لو سردار؟"

"کیا کہنا چاہتا ہے۔ تیری کیوں نہ سنوں گا؟"

"ہم صدیوں سے اندھیرے ہی میں لڑتے آئے ہیں۔ ہمیں دن کا اُجالا راس نہیں آئے گا۔"

"یہی وجہ ہے کہ خانہ بدوشوں کی سی زندگی بسر کر رہے ہو اور بلدرانیوں نے بستیاں بسالی ہیں۔"

"زمانہ قدیم سے یہی ہوتا آیا ہے ہم کیا کریں؟"

"لیکن اب میں حالات کو بدلنے کی کوشش کروں گا۔"

"دراصل میں اِسی سلسلے میں ایک نئے خطرے سے آگاہ کرنا چاہتا تھا۔" مرزوق نے کہا۔

"وہ بھی کہہ جاؤ جلدی سے۔"

"اس روایت کو توڑنے پر تمھارے خلاف پھر چہ میگوئیاں شروع ہو گئی ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ تم انھیں اندھیروں سے نکال کر نیر اعظم کا پجاری بنانا چاہتے ہو۔"

"مجھے غلط سمجھا جا رہا ہے۔ اچھا یہ بتاؤ۔ اگر بلدرانی تم پر روزِ روشن میں حملہ کر دیں تو کیا تم ہتھیار ڈال دو گے؟"

"نہیں، ہم انھیں اندھیرا پھیلنے تک اُلجھائے رکھیں گے اور پھر پوری قوت سے مدافعت کریں گے۔ اب تک یہی ہوتا آیا ہے۔"

"کتنی بار شکست کھائی ہے؟"

مرزوق کچھ نہ بولا۔ چہرے پر ایسے ہی آثار نظر آئے تھے جیسے جواب بن نہ پڑا ہو۔

"سنو..." ایرج اس کا شانہ ہلا کر بولا۔ "تمھاری کیا رائے ہے؟"

"میں ہر حال میں تمہارے ساتھ ہوں سردار۔ وہ تو میں نے تمہیں یہ بتایا تھا کہ دوسرے کیا سوچ رہے ہیں۔"

"میں جتنے افراد کو تربیت دے رہا ہوں، وہ بھی مجھ سے متفق ہیں اور کسی نے بھی قبیلے کی اس روایت کا حوالہ نہیں دیا۔"

"وہ جو تم سے قریب ہیں ہر حال میں تم سے متفق ہو جائیں گے۔"

"بس تو بے فکر رہو۔ مجھے اتنے ہی آدمیوں کی ضرورت ہے۔ میں اسی تعداد سے بلدران کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا۔ ان کا علاوہ اگر ایک فرد بھی قبیلے سے طلب کروں تو میری گردن سے مقدس نشان اتار لینا۔"

"ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے کہ تم جو کچھ کہو گے۔ اس کے خلاف کریں گے۔"

"بس، اب یہ قصہ ختم۔ چلو تربیت گاہ کی طرف دوسرے منتظر ہوں گے۔" ایرج ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"آج گذدار بھی اپنے آدمیوں ساتھ مشقوں میں حصہ لینے کے لیے آگیا ہے۔"

"اب دیکھو، وہ بھی تو کتنا قدامت پسند ہے۔"

"میں قبیلے کے بڑے بوڑھوں کی بات کر رہا تھا سردار۔"

"ان سے الجھنے کی ضرورت بھی کیا ہے۔ ان کی ہاں میں ہاں ملاتے رہو اور اپنا کام بھی جاری رکھو۔"

"اس کے باوجود بھی یہی ہونا چاہیے۔ وہ اپنے دور میں بہت کچھ کر آئے ہیں اور ہم یہاں تک ان ہی کی بدولت پہنچے ہیں۔ لیکن خود کو بدلتے ہوئے حالات کے تحت ضرور بدلنا پڑے گا۔ تمہارے اجداد صرف نیزوں، تیروں اور تلواروں سے لڑتے تھے لیکن تم تفنگیں بھی چلاتے ہو۔ آخر کیوں؟ کیوں چلاتے ہو۔ قدیم ہتھیاروں ہی تک محدود ہو کر کیوں نہیں رہ گئے؟"

"ہمارے مقابل کے پاس بھی تفنگیں ہوتی ہیں۔"

"ہوا نا وہی، بدلتے ہوئے حالات کے ساتھ خود کو بدلنا۔"

"میں تم سے اختلاف تو نہیں کرتا سردار۔ اوروں کی بات کی تھی۔"

وہ اس جگہ پہنچے جہاں قبیلے کے جوان جنگی مشقیں کر رہے تھے۔ گذدار اور اس کے ساتھی بھی وہیں موجود تھے۔ ایرج کو دیکھ کر اس کی طرف لپکے۔

"ہمیں بھی اجازت دو سردار؟" گذدار بولا۔

"تم اجازت کی بات کرتے ہو۔ یہ تربیت گاہ تو سب کے لیے ہے جب جس کا دل چاہے آکر ہمارے شریک ہو جائے۔"

"بوڑھے مخالفت کر رہے ہیں لیکن تم اس کی پرواہ مت کرنا ہم چوہوں کی طرح زندگی بسر کرنے سے تنگ آگئے ہیں۔"

"سنو مرزوق، گذدار کیا کہہ رہا ہے؟" ایرج خوش ہو کر بولا۔

"یہی تو میں بھی کہہ رہا تھا سردار اور بوڑھوں والی بات اس نے بھی کہی ہے۔"

اچانک شور سنائی دیا اور وہ سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ قبیلے کے مرد، عورت، بچے، بوڑھے شور مچاتے ان کی طرف دوڑے آرہے تھے۔

"یہ... یہ... کیا ہو رہا ہے؟" مرزوق بوکھلا کر بولا۔

اور پھر وہ قریب پہنچ گئے۔ ہر ایک نعرے لگا رہا تھا۔ جوش میں بھرے ہوئے مشتعل لوگ تھے۔ "بلدرانیوں نے دیر عنکبوت پر حملہ کر دیا ہے۔" ایک بوڑھے نے پوری قوت سے چیخ کر کہا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو؟" مرزوق دونوں ہاتھ اٹھا کر دہاڑا۔ "خاموش ہو جاؤ۔ خاموش ہو جاؤ۔"

"بلدرانیوں نے دیر عنکبوت پر حملہ کر دیا ہے۔" کئی آوازیں آئیں۔

"یہ کسی طرح بھی ممکن نہیں افواہ ہوگی۔" مرزوق نے کہا۔

"دو زخمی پجاری غار میں موجود ہیں۔" بوڑھے نے غصیلے لہجے میں کہا۔

مرزوق نے ایرج کی طرف دیکھا جو خاموش کھڑا تھا۔ ٹھیک اُسی وقت اُس نے رُوح کی سرگوشی سُنی وہ کہہ رہی تھی "یہ حقیقت ہے کہ بلدرانیوں نے چغتاریوں کی سب سے بڑی عبادت گاہ پر حملہ کر دیا ہے اور آجا گانیہ بھی ساتھ آئی ہے۔ کسی نے اس کو اطلاع دی ہے کہ تم نے دیر عنکبوت میں پناہ لے رکھی ہے۔ تم اپنے لڑاکوں کو ساتھ لے کر فوراً روانہ ہو جاؤ۔ میں تمھارے گھوڑے کی رہنمائی کروں گی۔ آجا گانیہ کے ساتھ زیادہ بڑی فوج نہیں ہے۔"

ایرج نے آنکھیں کھول دیں اور دونوں ہاتھ اُٹھا کر چیخا "یہ اطلاع بالکل درست ہے۔ حملہ آوروں کے ساتھ آجا گانیہ بھی ہے۔ میرے ساتھ صرف وہی لوگ جائیں گے، جنھیں میں تربیت دیتا رہا ہوں۔"

"دوسرے لوگ بھی نہیں رکیں گے۔" آواز آئی۔

"یہ میرا حکم ہے۔ جنھیں تربیت نہیں ملی وہ دن کے اُجالے میں مارے جائیں گے۔ اگر اس کے خلاف ہوا تو چغتاری نقصان اٹھائیں گے۔"

دفعتاً سنو کی آگے بڑھ کر بولی "میں بھی چلوں گی۔"

"قبیلے کی روایت کے خلاف ہے۔ عورتیں جنگ میں حصہ نہیں لیتیں۔" ایرج بولا۔

"یہ بھی قبیلے کی روایت کے خلاف ہے کہ کوئی مرد کسی عورت پر حملہ آور ہو۔ آجا گانیہ زندہ بچ گئی تو اچھا نہ ہوگا اور پھر حقیقتاً چغتاری قبیلے کی عورت نہیں ایک چغتاری سے منسوب ہوئی ہوں لیکن ابھی میرا مالک نہیں بنا۔"

"میں کچھ نہیں جانتا۔ اس کا فیصلہ مرزوق ہی کر سکے گا۔ وقت برباد نہ کر۔"

ایرج نے کہا اور چھلانگ مار کر اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ پھر کسی کو بھی ہوش نہیں رہا تھا کہ کون اُس کے پیچھے آ رہا ہے، کون نہیں آ رہا۔

ایرج کا گھوڑا سب سے آگے تھا اور مرزوق اُس کے قریب پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن کامیابی نہیں ہو رہی تھی۔ دفعتاً اس نے چیخ کر کہا "سردار تم راستوں سے واقف نہیں ہو۔ ٹھہر جاؤ۔"

لیکن ایرج کو تو روح کی سرگوشیاں آگے بڑھائے لیے جا رہی تھیں گھوڑا اُس کے قابو میں نہیں تھا۔ رُوح نہ صرف راستہ بتا رہی تھی بلکہ ممکنہ خطرات سے بھی آگاہ کرتی جا رہی تھی۔ دفعتہً مرزوق نے دیکھا کہ ایرج کا گھوڑا رُک گیا ہے۔ اُس نے مڑ کر دوسروں کو بھی رکنے کا اشارہ کیا۔

وہ قریب پہنچ گئے۔ ایرج نے تربیت یافتہ جوانوں کی دو ٹکڑیاں بنائیں اور بولا "ایک دستہ دائیں جانب سے ریتلا کے درّے تک پہنچنے کی کوشش کرے اور دوسرا دستہ میں بائیں جانب سے اپنے ساتھ لے جاؤں گا پہلے دستے کی قیادت مرزوق کرے گا۔"

"مجھے تو تم اپنے ساتھ ہی رکھو سردار۔"

"جو کہہ رہا ہوں وہی کرو۔" ایرج جھنجھلا کر بولا اور مرزوق نے خاموشی اختیار کر لی۔ ایرج دوبارہ بولا "ریتلا کے درّے تک پہنچنے کا مطلب سمجھ گئے؟"

"میں نہیں سمجھا سردار؟"

"اگر وہ تاراج ہو کر واپس ہوئے تو اُسی طرف آئیں گے۔ تم اُن کی واپسی میں رُکاوٹ بنے رہو گے تاوقتیکہ میں عقب سے حملہ نہ کر دوں اور اگر میں نے انھیں واپسی سے قبل ہی جا لیا تو وہ فرار کے لیے بھی وہی راہ اختیار کریں گے۔ تم انھیں کاٹ کر رکھ دینا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ان میں سے ایک فرد بھی بچ کر بلدران نہ

پہنچ سکے۔"

"میں بالکل سمجھ گیا سردار لیکن وہ دیکھو، سنوکی نے تمہارا کہا نہیں مانا، چلی آئی ہے۔"

ایرج نے مڑ کر دیکھا۔ ایک گھوڑے پر سنوکی نظر آئی۔ رائفل اُس کے کاندھے سے لٹکی ہوئی تھی۔ "وہ ٹھیک کہہ رہی تھی۔ تم سے شادی ہو جانے پر وہ تمہاری روایات کا احترام کرے گی۔ بے فکر رہو۔ میں اُسے اپنے ہی دستے میں رکھوں گا اور تمہارے لیے اُس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی میری ہوگی۔"

مرزوق اپنے دستے سمیت بائیں جانب والی ڈھلان میں اُترنے لگا۔ ایرج نے اپنے گھوڑے کی باگ دائیں جانب موڑی، سنوکی اُسی کے دستے کے ساتھ چل رہی تھی۔ ایرج اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ اُسی کے پیچھے آئے گی اس لیے ضروری نہیں تھا کہ وہ اُسے خصوصی ہدایات دیتا۔ شاید "رُوح" سے رابطہ منقطع ہو چکا تھا کیونکہ اب اُس کے گھوڑے کی رفتار معمول کے مطابق ہو چکی تھی۔

سبھی جوش میں بھرے ہوئے تھے اور کسی کو بھی اس کی پرواہ نہیں تھی کہ وہ دن کے اُجالے میں لڑنے کے عادی نہیں ہیں۔ گھوڑے دوڑتے رہے اور تھوڑی دیر بعد انھیں سیاہ پتھروں سے بنائی ہوئی وہ عمارت نظر آنے لگی تھی۔ جس کے تحفظ کے لیے وہ اس طرح دوڑ پڑے تھے۔

آجاگانیہ نے دیر عنکبوت پر حملہ کر دیا تھا لیکن اُسے اس سلسلے میں بلدرانیوں کی اکثریت کی حمایت حاصل نہیں تھی۔ خصوصیت سے معمّر لوگوں نے اس کی سختی سے مخالفت کی تھی لیکن اُجاگانیہ کو باز رکھنا ان کے بس کی بات نہیں تھی۔ عقرب نے اُسے مشورہ دیا تھا کہ وہ صرف اپنے محافظ دستے کو اس حملے میں استعمال کرے ورنہ حملہ کامیاب نہیں ہوگا۔ محافظ دستے کا سربراہ بھی وہاں موجود تھا۔ اس نے عقرب سے اتفاق کرتے ہوئے کہا تھا "مرد شاہ ٹھیک کہہ رہا ہے ملکہ... میں اور میرے ماتحت تیرے ایسے ہی اطاعت گزار ہیں۔ لیکن وہ جو روایات کی پُوجا کرنے آئے ہیں۔ عین وقت پر پیٹھ دکھا سکتے ہیں۔"

اِس طرح آجاگانیہ نے فوج استعمال کرنے کا ارادہ ترک کر کے صرف

اپنے محافظ دستے پر انحصار کیا تھا اور چڑھ دوڑی تھی دیر عنکبوت پر وہاں بھی پجاریوں کی تعداد کم نہیں تھی لیکن سب نہتے اور لڑائی بھڑائی کے فن سے ناآشنا تھے۔ پہلے وہ گھیرے گئے تھے اور اُن سے کہا گیا تھا کہ وہ ایرج کو آجاگانیہ کے سامنے پیش کریں۔ وہ بے چارے ہکا بکا رہ گئے تھے کیونکہ انھوں نے تو شاید پہلے کبھی یہ نام ہی نہیں سُنا تھا، پیش کہاں سے کرتے۔ بس پھر آجاگانیہ غصّے سے پاگل ہوگئی تھی اور پجاریوں کے قتلِ عام کا حکم دے دیا تھا۔

قتلِ عام بھی شروع ہوگیا لیکن محافظ دستے کے سردار کو یہ نہیں سوجھی تھی کہ اس سے پہلے فرار کے راستوں کو بھی مسدود کرا دیتا۔ لہٰذا کسی کو خبر ہی نہ ہوسکی کہ کب کچھ زخمی پجاری وہاں سے چغتاریوں کی مختلف بستیوں کی طرف بھاگ گئے تھے۔

پجاریوں کا قتلِ عام جاری تھا اور آجاگانیہ معبد کے اندر گھس کر ایرج کو تلاش کرتی پھر رہی تھی۔ غیض و غضب کے عالم میں اُس نے عنکبوت کا بت توڑ ڈالا اور قربان گاہ پر رکھے ہوئے تبرکات کو پیروں تلے روندنے لگی۔

دفعتہً اس نے متعدد فائروں کی آوازیں سنیں اور چونک پڑی کیونکہ اُس کے محافظ تو صرف تلواریں اور خنجر استعمال کر رہے تھے۔ نہتوں پر گولیاں چلانے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ عمارت سے باہر نکل آئی اور تب اُسے پتا چلا کہ اس کے محافظ تو سامنے چٹانوں کی اوٹ سے ہونے والے فائروں سے بچاؤ کے لیے چھپنے کی جگہیں تلاش کر رہے ہیں۔ ایک محافظ دوڑ کر اُس کی طرف آیا اور ہانپتا ہوا بولا "ہم گھیر لیے گئے ہیں مالکہ!"

"فنا کر دو۔ ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑو" وہ پیر پٹخ کر دہاڑی۔

نن... نظر... تو آئیں مالکہ... ان اُونچی چٹانوں کی وجہ سے ہم مار کھا جائیں گے۔"

"بزدل، دور ہو جا نظروں سے..."

اور وہ چپ چاپ کھسک گیا۔ آجاگانیہ نے اپنی رائفل شانے سے اُتاری اور وہیں سے پوزیشن لے کر چٹانوں کی طرف فائر کرنے لگی اتنی دیر میں اُس کے محافظوں نے بھی مناسب جگہوں سے فائرنگ شروع کر دی لیکن آجاگانیہ کو اپنے عقب کی خبر نہیں تھی۔ عبادت گاہ کے چور دروازے کا اُسے علم نہیں تھا جس سے فرار ہونے والا زخمی پجاری، ایرج کی بستی تک پہنچا تھا۔ وہ بڑے انہماک سے چٹانوں کی طرف فائر کیے جا رہی تھی اور اس کا محافظ آس پاس موجود نہیں تھا۔ اچانک کوئی سخت سی چیز اُس کی گردن سے آلگی اور کسی نے کہا "تفنگ زمین پر ڈال دے۔"

لیکن وہ جھلا کر پلٹی اور اس نے صاف دیکھا کہ ایرج کی رائفل کی نال اُس کی گردن سے ٹکی ہوئی ہے۔ سنوکی اُس کے ساتھ کھڑی نظر آئی "اوہ... ظالم مار ڈال... اَب تو مجھے مار ہی ڈال" اُس نے کہا۔

"یہاں نہیں... اندر چل" ایرج بولا۔

وہ اسے قربان گاہ تک لایا تھا، جہاں اُس کے نوجوان ساتھی معبد کی تباہی پر اپنے سر پیٹ رہے تھے، بال نوچ رہے تھے۔ ایرج نے آجاگانیہ کو اُن کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا "تمھاری مجرمہ، دوستو"

لیکن ایسا لگتا تھا جیسے آجاگانیہ کو اس کی ذرا برابر بھی پرواہ نہ تھی وہ تو دیوانہ وار ایرج کو دیکھے جا رہی تھی۔

دفعتہً ایک نوجوان چیخا "اُسے قربان گاہ پر گرا دو"

ایرج دوسری طرف منہ پھیر کر کھڑا ہوگیا۔ آجاگانیہ کسی جانور کی طرح حلق پھاڑ رہی تھی۔ لیکن اُسے قربان گاہ پر پچھاڑ دیا گیا اور سنوکی نے قربان گاہ کی کلہاڑی اُٹھائی۔

"تو سنو کی... تو... احسان فراموش!" آجاگانیہ کی آواز حلق میں گھٹ کر رہ گئی۔

"ہاں میں، سنو کی... دیکھ چغتاریوں نے تجھے پچھاڑ رکھا ہے اور ایک آفتاب پرست لڑکی، تیری گردن اُڑانے جا رہی ہے۔ اب چغتاری اور نوغسکائی تیرے فتنوں سے محفوظ ہو جائیں گے۔"

اور پھر آجاگانیہ کا سر قربان گاہ کے چبوترے سے اُچھل کر ایرج کے قدموں کے پاس آ پڑا۔ اتنے میں چغتاریوں کی دوسری قریبی بستیوں کے لوگ بھی وہاں پہنچ گئے تھے اور آجاگانیہ کے محافظوں کو چُن چُن کر مار ڈالا تھا۔ ایرج، آجاگانیہ کا سر نیزے پر اُٹھائے ہوئے معبد سے برآمد ہوا۔ مرزوق کے چاروں بھائی اُس کے گرد تھے۔

اُن میں سے ایک نے دونوں ہاتھ اُوپر اُٹھا کر چغتاریوں کو مخاطب کیا "دیکھ لو۔ پچھلے سمراشا کی پیش گوئی سچی ثابت ہوئی۔ جنوب سے آنے والے اجنبی اور ہمارے سردار کے نیزے پر آجاگانیہ کا سر ہے۔"

"اور اب میری سنو۔" ایرج نے مجمعے سے کہا۔ "اب ہم بلدران میں گھسیں گے لیکن میری بات یاد رکھنا۔ جو تمہارے خلاف اسلحہ اُٹھائے اُسے بے دریغ قتل کر دینا اور جو پناہ مانگے اگر اُسے پناہ دینا۔ اگر اس کے خلاف ہوا تو مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا۔"

"ایسا ہی ہوگا سردار۔ ہم تیرا ہر حکم مانیں گے۔ تو ہمارا نجات دہندہ ہے۔" مجمعے نے بہ یک آہنگ کہا۔

"ہم ریتلا کے درّے کی طرف سے چلیں گے۔ ہمارا ایک دستہ وہاں موجود ہے۔"

اس طرح شام ہوتے ہوتے وہ بلدران پہنچے تھے اور بلدرانیوں نے

آجاگانیہ کا سر نیزے پر دیکھا تھا۔ چاروں طرف بھگدڑ مچ گئی۔ اُن کی آن میں آجاگانیہ کے محل پر چغتاریوں کا قبضہ ہو گیا۔ آجاگانیہ کی باقاعدہ فوج مقابلے پر نکل آئی تھی لیکن ایرج کے ہاتھوں تربیت پائے جوانوں نے اُسے ہتھیار ڈال دینے پر مجبور کر دیا۔

محل کے اندر ایرج اور عقرب دیوانوں کی طرح ایک دوسرے سے بغلگیر ہو رہے تھے اور سماوک اُن کے قریب ہی کھڑا تھا۔ عقرب نے ایرج کو اس کے بارے میں بتلاتے ہوئے کہا۔ "اس مہم کا سہرا دراصل اسی شخص کے سر ہے۔"

"نہیں بھائی۔" سماوک بولا۔ "میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ یہ سب کچھ عظیم مقدس ہی کر گیا تھا۔ ابھی تو تم آخری حیرت سے دوچار نہیں ہوئے۔"

"آخری حیرت؟ کیا کہنا چاہتے ہو؟" عقرب اُسے گھورتا ہوا بولا۔

"تم اُس لڑکی کو بھول گئے۔ جس نے جواشا کی بات آجاگانیہ تک نہیں پہنچنے دی تھی۔" سماوک نے کہا۔

"ارے، ہاں۔" عقرب اُچھل پڑا اور ایرج کو جیالی کے متعلق بتاتا ہوا بولا۔ "مجھے تو تیری قسمت پر رشک آتا ہے اکڑو۔ کتنی ڈھیر ساری لڑکیاں تجھے چاہتی ہیں۔ تجھے اس کا علم نہیں ہے۔"

"اب تم دونوں میرے ساتھ اس کے پاس چلو۔" سماوک بولا۔ وہ انھیں ایک کمرے میں لایا جہاں جیالی منہ چھپائے بیٹھی تھی اور اس کا پورا جسم کانپ رہا تھا۔

"یہ اسے کیا ہو گیا ہے؟" عقرب نے حیرت سے کہا۔

"میں کیا جانوں۔ خود ہی بتائے گی۔" سماوک بولا۔

"کیا ہوا ہے تجھے جیالی؟" عقرب نے غرا کر پوچھا۔

"کک... کچھ... تو نہیں مرد شاہ۔" جیالی کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔

"تو نے منہ کیوں چھپا رکھا ہے؟"

"ڈرتی ہوں کہ کہیں یہ مجھے بھی نہ مار ڈالے۔ چاہنے والوں کا اس کے ہاتھوں یہی حشر ہوتا ہے۔"

ایرج کی آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی تھیں اور زبان گُنگ ہو کر رہ گئی تھی کیونکہ یہ تو وہی آواز تھی جسے سُننے کے لیے اس کے کان ترستے تھے۔ وہی آواز جو اب تک اُس کی رہنمائی کرتی تھی۔ اُسی پراسرار رُوح کی آواز جو اپنے بیان کے مطابق ہزارہا سال سے ایرج کے لیے بے چین تھی لیکن عالم اجسام میں آکر اس سے نہیں مل سکتی تھی۔ اس نے عقرب کی طرف دیکھا جو پہلے ہی سے اُس کی کیفیت کو بہ نظرِ حیرت دیکھے جا رہا تھا۔

"تو نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا تھا۔" ایرج آہستہ سے بولا۔ اس کے ہونٹ خشک ہو گئے تھے اور زبان تالو سے لگی جا رہی تھی۔

"کیا نہیں بتایا تھا۔ مجھ سے تو پچھلی ہی رات کو اس سے ملاقات ہوئی ہے۔"

"تُو نے آواز پر غور نہیں کیا؟"

"اوہ، تو نے سچ کہا۔ مجھے بھی یہ آواز سُنی ہوئی لگتی ہے۔"

"تو نہیں پہچان سکا؟"

عقرب نے مایوسی سے سر کو منفی جُنبش دی۔

"اوہ، بدبخت! یہ اُسی رُوح کی آواز ہے۔" ایرج نے جھک کر آہستہ سے عقرب کے کان میں کہا اور عقرب ایک بار پھر اُچھل پڑا پھر اپنے سر پر دو ہتھڑ مار کر بولا۔ "ہائے، مجھے پہلے ہی کیوں نہ یاد آگیا۔ میں بات بات پر اس کا دل دکھاتا رہا ہوں۔"

"تُو نے بہت بُرا کیا۔ اب میں اس کا چہرہ کس طرح دیکھوں۔" ایرج نے

مضطربانہ انداز میں کہا۔

"ہمارے سامنے یہ تمہیں اپنا چہرہ نہیں دکھائے گی۔" سماوک نے کہا اور عقرب کا بازو پکڑ کر بولا "تم میرے ساتھ چلو۔ تم سے بہت سی باتیں کرنی ہیں۔"

عقرب نے بے بسی سے ایرج کی طرف دیکھا اور سماوک کے ساتھ کھنچا چلا گیا۔ ایرج وہیں رہ گیا تھا، سماوک اُسے دوسرے کمرے میں لایا اور بولا "مقودمی یہی چاہتا تھا کہ وہ جیالی کا پیوند بنے۔ اس نے کہا تھا کہ دونوں سے ایسے بچے پیدا ہوں گے جو پورے شمال میں تمہارا مذہب پھیلا دیں گے اور یہ پُورا علاقہ اعلیٰ تہذیب کا گہوارا بن جائے گا۔ وہ آواز جو تم دونوں سُنتے رہے ہو، کسی رُوح کی آواز نہیں تھی، بلکہ وہ مقودمی کا جادُو تھا اور وہ آجا گانیہ کی موت کے بعد ختم ہو گیا۔ اُسے جیالی کی آواز اسی لیے دی گئی تھی کہ ایرج اُس کا دیوانہ ہو جائے۔"

"اگر اُسے یہ بات معلوم ہو گئی تو وہ جیالی کو قتل کر دے گا۔"

"بے وقوفی کی باتیں نہ کرو۔ وہ اب بلدران کا والی ہے اور جیالی اُس کی ملکہ بنے گی۔ یہی مقدر ہے۔ تم اپنی زبان اس سلسلے میں بند رکھو گے۔ اس کے خلاف ہوا تو ایسا حشر ہو گا تمہارا کہ زمین و آسمان رو پڑیں گے۔"

"میں زمین و آسمان کو رلانا ہرگز پسند نہ کروں گا۔ میرا کیا بگاڑا ہے اِن بے چاروں نے۔"

"اور دوسری بات، تمہاری شادی بھی ہو کر رہے گی۔"

"بس تو پھر ہو کر ہی رہ جائے گی۔" عقرب ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"سنجیدگی سے میری بات سُنو۔ اگر تم نے لوبی کو قبول نہ کیا تو وہ زہر کھا لے گی اور میں اتنا بڑا صدمہ برداشت کرنے کے قابل نہیں ہوں۔"

"او بڑے میاں، تم، مجھے کیوں اُلجھا رہے ہو۔ تمہاری بیٹی میں کوئی عیب

نہیں ہے لیکن ابھی میں خود کو شادی کے قابل نہیں سمجھتا۔"

"میں تمہیں آگاہ کر دیتی ہوں کہ سچ مچ بھونکنے لگو گے۔" سماوک انگلی اٹھا کر بولا

"شادی کے بعد بھی بھونکنا ہی پڑے گا۔" عقرب ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"میں فوراً منظوری چاہتا ہوں۔" سماوک نے سخت لہجے میں کہا۔

"منظور۔" عقرب گھٹی گھٹی سی آواز میں بولا اور تڑپ کر فرش پر گر کر بیہوش ہو گیا یا بن گیا۔ خدا ہی جانے

ختم شد

دو ٹکے پیر

بہت جلد کتابی شکل میں شائع ہو رہی ہے

اپنے آرڈر آج ہی ارسال فرمائیں

اسرار پبلیکیشنز ۲ فردوس کالونی کراچی

ابن صفی

کا پہلا شعری مجموعہ

متاعِ قلم و نظر

زیرِ طبع

اسرار ناروی

جو کہہ گئے وہی ٹھہرا ہمارا فن اسرار
جو کہہ نہ پائے نہ جانے وہ چیز کیا ہوتی

اسرار پبلیکیشنز ۲/۱ فردوس کالونی، کراچی